DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222134

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—331—5-8-74—15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

داستان هوتی هے ، پر اس کی ایك ایك داستان هزار هزار داستان تهیں - اور جو اُسے سرود کہیئے تو سرود ایك سوز رکھتا هے ، اُسکی ایك ایك آواز هزاروں سوز / رکھتی تھی - شاهزاده کوں دل و جان سے آواز ، الف ۷
رنگ اُس کا خوش آیا - تماشے کے واسطے نزدیك اُس کے گیا - وہ جانور وهاں سے اُڑکر اور جگہ جائے بیٹھا - بادشاهزاده اور اُس کے پچھیں[1] جاتا هے - از بسکہ بادشاهزاده محو جو هو گیا تھا ، اسی طرح کئی کوس تائیں چلا گیا - یکایك نظر بادشاهزادے کے سے ، جانور غائب هو جاتا هے - بادشاهزاده کوں نہایت اس کا تعجب هو جاتا هے اور وزیر زادے سے پوچھتا هے ، یہ کیا تھا ؟ وزیر زاده نے عرض کیا کہ اے بادشاهزاده ! یہ کچھ چھل تھا ، تس سے اس جنگل میں رهنا خوب نہیں ، بہتر یہ هے کہ اب یہاں سے (چلیے) - بادشاهزاده اور وزیرزاده راه سے تو واقف تھے نہیں لیکن ایك طرف کوں چلے - بیچ میں بادشاهزادے کوں پیاس

---

(۱) هر جگہ یہی املا ملتا هے - اس سے تلفظ کا تعین کیا جاسکتا هے -

لگتی ہے، سو وزیر زادے سے کہا کہ اے وزیر
زادہ! میرے تائیں پیاس لگی ہے۔ وزیر زادے نے
عرض کیا کہ اے شاہزادہ! اس جنگل میں پانی تو
معلوم ہوتا نہیں اور میں واقف بھی اس جنگل سے
نہیں، مگر درخت پے چڑھ کے دیکھتا ہوں جو پانی کا
نشان نظر پڑتا ہے تو وہاں چل کے پیویں گے۔ وزیر
ب۷ زادہ درخت پے چڑھ کے دیکھتا ہے / تو ایک طرف
کون چیلھیں[1] مڈراتیں ہیں۔ ان نے قیاس کیا کہ
چیلھیں جو ہے منڈراتیں[2] ہیں البتہ یہاں آبادی ہو گی یا
پانی ہو گا۔ درخت پے سے اُتر کے اُس طرف کی راہ

---

(۱) چیلھیں کا ھائے مختفی کے ساتھ تلفظ (دکنی اردو کی طرح نواح دھلی کی بولیوں کی بھی یہ خصوصیت ہے کہ اکثر جگہہ "ہ" کا اضافہ کر دیا جاتا ہے) (۲) مڈراتیں اور منڈراتیں دو طرح سے لکھے گئے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ اس زمانے کی اردو میں مختلف بولیوں کے زیر اثر مصوتوں کی انتی حالت غیر متعین تھی۔ اس قصہ مین یہ صورت اکثر جگہہ افعال، اسماء اور حروف میں پائی جائے گی۔

لیتے ہیں - دونوں چلتے چلتے کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے سگھن درخت ہیں اور ایک پہاڑ پُر رونق ہے - دیکھ کے بے شکر کرتے ہیں کہ البتہ یہاں پانی ہوگا - جگہ سیراب معلوم ہوتی ہے - جب درختوں کے اندر آئے تب ایک دروازہ باغ کا نظر پڑتا ہے - دروازہ بہت عالیشان معلوم ہوتا ہے - چار دیواری اُس کی سنگ مرمر کی ہے - ایسی حکاکی[1] ہوئی ہے جس میں کہ یک لخت بے جوڑ پتھر معلوم ہوتا ہے - اور دروازہ اُس کی میں لاجوردی اور طلائی کام ایسا ہوا ہے، سو اُنہوں نے کہیں عمر میں ایسا کام نہ دیکھا تھا باغ میں اندر جائے کیں دیکھتیں ہیں تو چادریں[2] پڑتیں ہیں - نہریں جاری ہیں اور روشوں کے اوپر عقیق اور پیگو[3]

---

(۱) حکاکی (حکاک): نگینہ پر کھدائی کا کام (۲) چادریں (عام طور پر چدّریں) پانی کی چادر یا آبشار کے لیئے آیا ہے جو لال قلعہ دہلی میں کثرت سے پائی جاتی ہیں (۳) پیگو: برما کا ایک شہر جہاں پتھر کا سبز مشہور تھا اور پچی کاری میں کام آتا تھا -

کی پرچیں کاری[1] ، پھول اور پاتون[2] کی طرح
بنائی ھے ۔ اور درخت بہت تر وتازہ ھیں ۔ پھول اور
پھلوں سے بھرے ھیں اور جانور اقسام اقسام طرح کے
الف ۸ خوشرنگ / بیٹھے ھیں اور اپنی اپنی بولی بولتے ھیں ۔
پیاسے تو ایسے بہت تھے ، سو کہا کہ اِس نہر میں
سے پانی پی لیجے تب آگوں[3] چلیے ۔ سو جبھی یے
چاھتے ھیں کہ پانی پئیں ، دیکھتے ھیں کہ اُس میں ایک
پتھر ایسا لگا ھے کہ موج پانی کی مارتا ھے ، پر پانی نہیں!
آگو چل کے کیا دیکھتے ھیں کہ ایک چبوترا نظر
پڑتا ھے ۔ سو اِس طرح کے پتھروں سے پرچیں کاری
کیا ھے کہ وے پتھر جواھر سے بہتر ھیں ۔ اُس چبوترے
کے درمیان ایک حوض ھے ، تِس میں فوارے چھوٹتے
ھیں ۔ کچھ عورتیں اُس میں نہاتیں ھیں اور کلولیں
کرتیں ھیں ۔ اور کچھ آس پاس بیٹھیں ھیں ، سو اُنھوں
کے اوپر جو فُوار[4] پڑتیں ھیں تس سے کیتیک تو خوش

---

(۱) پرچیں کاری : پچی کاری ، جواھر اور پتھروں کا مختلف رنگ کے پتھروں میں نصب کرنا ۔ چوپڑ والا فرش (۲) پاتوں (پات) : پتّا (۳) آگوں : آگے (٤) فُوار : پھوار

ہوتیں ہیں اور کیتیک دق ہوتیں ہیں ۔ اور عورتیں ایسیں[1] ہیں کہ ایک سے ایک خوبصورت ہیں ۔ دیکھ کے یسے کھڑے ہو رہتے ہیں ۔ لیکن بادشاہزادے کوں جو پیاس زیادہ لگی تھی تس سے وزیر زادے سے کہتا ہے کہ اے وزیر زادہ ! بھلا ، چلو تو سہی ۔ جب وے منع کریں گیں تب نہیں کھڑے / ہو رہیے ب گا ۔ یے آگوں چلتے ہیں ، دیکھتے ہیں کہ انہیں منع کوئی نہیں کرتا ۔ اُس چبوترے کے اوپر جائے کے دیکھتے ہیں تو فوارے جو چھوٹتے ہیں سو بھی ، اور عورتیں جو ہیں سو سب ، پتھر ہی کی ہیں ۔ پھر جو یسے قیاس کر کے دیکھتے ہیں تو درخت جو ہیں سو بھی پتھر ہی کے ہیں ، اور جانور جو ہین سو بھی پتھر ہی کے ہیں ۔ اُن جانوروں کوں خالی جو رکھا ہے ، تس سے ہوا سے ہر ایک جانوروں میں سے بولی نکلتی ہے ۔ اور بعینہ بولی اُسی طرح کی نکلتی ہے کہ جیسی جس جانور کی ہوتی ہے ۔ بہت سا اُنہوں کو تعجب

---

(۱) ایسین : جمع ، ایسی ۔

آوتا ھے اور گلزار جو دیکھتے ھیں تو وہ بھی پُھر
ھی کی ھے - آگوں چلتے ھیں تو ایك دروازہ عالیشان
باغ کا اور نظر پڑتا ھے - تِس کے زربفت کے سائبان
بندھے ھوئے ھیں اور پردے زربفت کے پڑے ھیں -
اور چار دیواری جو اُس کی ھے، سو سب عقیق کی
ھے - اور اُس دروازے کے بیچ میں پرچین کاری سب
جواھر کی ھے - تِس میں پاتوں کی جگہ تو پنّے لگے
ھین / اور جہاں لالا کے پھول چاھیئے تہاں یاقوت ھیں، ۹۰
اور صد برگ[1] کے پھول چاھیئے تِس جگہ پکھراج
جڑے ھیں اور داؤدی کے پھول کی جگہ ھیرے ھیں -
اس طرح سب اقسام اقسام کے پھول پتّے ھیں - یے
اندر پیٹھتے[2] ھیں - دیکھتے ھیں کہ ایك باغ بہت تر
و تازہ ھے - تِس میں نہریں جاری ھیں - فوارے چھوٹتے
ھیں - چدّریں پڑتیں ھیں - ان کی نہروں پر اور روشوں
اور چبوتروں پر اور بنگلوں پر سب جواھروں کی پرچین
کاری ھے - ان کے تائیں یقین نہیں آوتا کہ یے پانی کی

---

(۱) صد برگ : گیندے کا پھول (۲) پیٹھنا : داخل ھونا -

نہریں ہیں - اِس واسطے یِسے پہلیں نہروں کے اوپر جائے
کے پانی پیوتے ہیں - پیونے سے حواس ان کے برجا
آوتے ہیں - شکر خدا کا کرتے ہیں - پھر سیر باغ
کی کوں مشغول ہوتے ہیں - دیکھتے ہین کہ ہر
ایك مراتب اس باغ کے کی قطعہ بندی علیحدی علیحدی
پھولوں کی ہے - کسی میں کیسر ہے، کسی مین لالا ہے،
کسی مین نرگس ہے و سوسن ہے، صد برگ ہے، کلغا
ہے، داؤدی ہے، گلاب ہے، اور اقسام اقسام طرح کے
ایسے پھول ہیں کہ انہوں نے کدھو[1] / نہیں دیکھے تھے -
اور پھلوں کے جو درخت ہیں سو، دستِ راست ودستِ
چپ کی جُدی باڑیں[2] ہیں، تس کی روشوں کے اوپر
ہین - اور اس قد سگھن ہیں سو آفتاب انہوں کے تلے
سے معلوم نہیں ہوتا - اور درخت جو باغ کے چھوٹے
اور بڑے ہیں، سو اس طرح کے ہیں کہ کوئی پات
و پھول انہوں کا چھوٹا و بڑا نہیں معلوم ہوتا، سب
یکساں ہیں - بھوکے جو یِسے بہت تھے سو پہلیں ان

---

(۱) کدھو (کدھیں) : کبھی (۲) باڑیں (باڑھ) : جھاڑی کی احاطہ بندی -

کی طبیعت میں یہ آیا کہ میوہ دار جو درخت ہیں اُن
کی سیر کیجیے - اُس طرف جو آئے کے یسے دیکھتے
ہیں تو انار و انجیر و آم ناشپاتی، خرماو بادام و پستہ،
سیب، بہی، ناک، آلو[1] و سدا پھل[2] و امرت پھل[3] اور
اقسام اقسام طرح کے پھل ایسے تھے کہ انہوں نے نہ
دیکھے تھے - میوہ، انہوں میں توڑتے ہیں، کچھ
ایک کھاتے ہیں - دیکھتے ہیں، بعضی بعضی عمارتیں
انہوں میں ایسی بنی ہیں کہ درختوں کے بیچ میں چھپ
رہی ہیں اور بعضی ڈالیاں درختوں کی ایسی طرح نَو[4]
آئی ہیں، سو بنگلے کی شکل بنی ہیں - اور بیلیں
الف ۱۰ جو/ پھولوں کی انہوں کے اوپر چڑھائیں ہیں سو پھولوں
نے انہوں کے تائیں چھائے[5] لیا ہے - آگوں چل کے ایک
عمارت کے اندر جو یسے پیٹھتے[6] ہین، دیکھتے ہیں کہ

---

(۱) آلو: آلو بخارا یا آلوچہ (۲) سدا پھل: گولر، ناریل، بیل
وغیرہ کو کہتے ہیں (۳) امرت پھل: آنولہ (٤) نَو آنا
(نوانا): جھکنا (٥) چھائے لینا: چھاجانا، ڈھانپ لینا
(٦) پیٹھنا: گھسنا، داخل ہونا (یہ لفظ دکنی اردو میں مسلسل
آیا ہے) -

ایک بڑا حوض ہے اور فوّارے اس میں اُچھلتے ہیں اور چادریں پڑتی ہیں، اور دالان جو اس کے آس پاس ہیں تس میں کسی میں فوارہ چھوٹی بوند پڑنے کا بھاؤ[1] رکھّا ہے، کسی میں بڑی بوند پڑنے کا بھاؤ رکھّا ہے - جس میں چھوٹی بوند ہے، تس میں ساونؔ[2] کا بھاؤ رکھّا ہے - اور چھتوں میں اُن کی گھٹا بنائی تھی، اور گرجتا تھا اور بجلی چمکتی تھی - اور دھنک و سانجھ پھولی[3] کا بھاؤ ایسا رکھّا تھا کہ گویا سانجھ ہی پھولی ہے - اور تیسی ہی درختوں کی وہاں چھانہہ[4] ہو رہی تھی - اور مور و کوئل و پپیہا بولتے تھے - سو بغیر برسات، برسات معلوم ہوتی تھی - وہاں سے جب بے آنگو[5] چلے تب، دیکھیں تو، ایک جگہہ ہے تس میں ایک تمام گرمی ہی کا سَمیا رکھّا ہے کہ لُوں بھی چلتی ہے، تابش آفتاب کی ویسی ہی ہے - جگہہ بھی وہ گرم ہے - وہاں سے آگوں چلتے

---

(۱) بھاؤ: انداز، ڈھنگ، طریقہ (۲) ساونؔ: ساون (۳) سانجھ پھولنا: شفق پھولنا (٤) چھانہہ: چھاؤں (٥) آنگو: آگے - قصہ میں اس کی دیگر شکلیں آگوں، آگیں بھی ملتی ہیں -

۱۰۷ ہیں، ایک جگہ دیکھتے ہیں کہ / تہاں جاڑے کا سماں رکھا ہے - ٹھنڈہ بھی تہاں ویسی ہی ہے اور برف بھی پڑتی ہے - اور آگو چل کے دیکھتے ہیں تو ایک بڑا عالیشان جڑاؤ چبوترہ ہے، تس کے اوپر سونے کا جڑاؤ کٹہرا لگا ہے - تس کے اوپر ایک بڑا عالیشان دالان در دالان ہے اور آگوں اُس کے ایک حوض ہے کہ تس کے فوارے جواہر کے ہیں اور حوض بھی جواہر کا ہے اور پانی کی جگہ اُس میں گلاب ہے اور گرد کے فوارے اس طرح لگائے ہین کہ پانی کی دھار بند رُومی کی طرح پڑتی ہے - اور بیچ کے فوارے اس طرح رکھتے ہیں کہ تن[1] میں جواہر کی پتلیاں ناچتی ہیں - اور اس دالان کے آگوں سائبان جو کھچا ہے سو زربفت کا ہے - جڑاؤ اور مُکتا[2] کی اُس کی جھالر ہے - کلابتّوں کی اُس کی ڈوریاں ہیں اور جڑاؤ استادے ہیں، اور درپردے جو ہیں سو بھی زربفتی جڑاؤ ہیں - اور دالان کے اندر جواہر کی

---

(۱) تن: اُن (۲) مُکتا: موتی -

پچیں کاری ہے۔ اکثر جھاڑ اس کے قد آدم برابر
ہیں۔ جھاڑوں کے جو پات ہیں سو ایک ہی پتّے کے
کاٹ کے بنائے ہیں اور پھول پھل جو بنائے ہیں سو الف۱۱
بھی ایک ہی ایک جواہر کے ہیں۔ سب روشن و آبدار
و بے جرم[1] ہیں۔ اور اس دالان کے بازو کی جو
کوٹھریاں ہیں تن میں آئینہ بندی جو ہے، سو ایک ایک
آئینہ، دو دو قد آدم برابر ہے اور تحریر اس کے آس
پاس جواہر کی ہے۔ اور کیتے[2] آئینہ ہیروں کے جڑے
ہیں کہ جس میں قد آدمی کا اچھی طرح معلوم ہوئے۔
اور دالان کے اُس طرف ایک تالاب بڑا ہے، اور پانی
اِیتا صاف ہے کہ مُکتا کوں جو آبداری ہے سو اُسی
سے ہے۔ اور بیچ میں گہرا اِیتا ہے کہ کئی بَلّی پانی
ہے، لیکن شفاف پانی کی سی زمین نظر آوتی ہے۔ اور
اِس پانی کے تلیں[3] بیلیں ایسیں[4] ہیں کہ گویا بیلوں کے

---

(۱) بے جرم: دھبہ اور داغ بغیر (جواہرات کی اصطلاح)
(۲) کیتے: کتنے (۳) تلیں: تلے (انفی تلفظ) (٤) ایسیں:
جمع، ایسی۔

باتوں پر نقاشی کا کام کیا ہے - اور اقسام اقسام طرح
کے کنول ہیں کہ پھول رہے ہیں - اور اس تالاب کے
بیچ میں نشیمنے و چبوترے و بنگلے بہت خوش اسلوب
و جڑاؤ ہیں - اور تالاب کے کناروں پے پانی کہیں
کم ہے ، کہیں چھاتی ہے - اور تین طرف اس تالاب
ب۱۱ کے پہاڑ ہیں - سامنے[1] پہاڑ کے اوپر ، تلے سے لے
اوپر تائیں ، یك لخت گل لالا ہے اور داہنے بائیں کے
پہاڑوں کے اوپر اقسام اقسام طرح کے پھول ہیں ، تس
سے پہاڑ ڈھپ رہے ہیں - پھول ہی پھول نظر آوتے
ہیں - یے جو سیر کرتے ہیں ، سو کہتے ہیں کہ بہشت
جو روئے زمین پے سنا ہے ، سو یہی ہے[2] - اتفاق
ایسا ہوتا ہے کہ اس باغ میں خورشید بانو پری کیتی
ایك[3] پریوں سے[4] آوتی ہے - آپ بھی خوبصورت ہے

---

(۱) سامنے : سامنے کا تلفظ نون غنہ اور ۰۰ ، کے اضافہ
سے - (۲) یہ جملہ اس شعر کا لفظی ترجمہ ہے جو لال قلعہ
دھلی کی ایك محراب پر درج ہے :

اگر فردوس بر روئے زمین است
همین است و همین است و همین است

(۳) کیتی ایك (کیتیك): کئی ایك (٤) سے : ساتھ -

اور ساتھ کی بھی، خوبصورت ہیں - وہ پری دیکھ کے
بادشاھزادے کوں بہت تعجب کرتی ہے اور کہتی ہے
کہ تم کون ہو، اور کہاں سے آئے ہو؟ اس کوہ قاف
میں تم کس طرح آئے کہ جہاں آدمی کا ہرگز گذر
نہیں - وزیر زادہ، حقیقت اس بادشاھزادے کی، سب
کہتا ہے - پری دیکھہ صورت بادشاھزادے کی مہربان
ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ اے بادشاھزادہ! تو بہت
بے جگہ[1] آیا، اب کس طرح جائے تو بہتر ہے - بادشاہ
زادے نے کہا کہ میں جاؤں ہی گا، پر ایک مرتبہ تم
مجھ سے کہو کہ یہ باغ کس کا ہے، اور تم کون ہو-
تب پری نے کہا کہ اے بادشاھزادہ! حُسن آباد ایک
شہر ہے، تہاں کا جہاں بخش نام، پریوں کا بادشاہ
ہے، تس کے بیٹی ہے کہ دلبر اُس کا نانو ہے، تس کا
یہ باغ ہے، اور محبت افزا اس باغ کا نانو ہے -
اور اِس پہاڑ کا نانو / کوہ گلستاں ہے - ایک روز یہاں الف۱۲
دلبر آئی تھی، سو اُس کوں یہ جگہ خوش آئی تھی،
سو اُس نے یہ باغ آراستہ کیا - سو اب تائیں یہ باغ

---

(۱) بے جگہ: غلط جگہ -

اُس نے دیکھا نہ تھا، آج وہ باغ دیکھنے کو آوے گی۔
اور میرا نانو خورشید بانو ہے، سو اُس کی نوکروں میں
ہوں۔ پہلیں[1] اِس باغ کی ترتیب دینے آئی ہوں۔ سو
سواری اُس کی نزدیک آئی ہے۔ سو اوّل تو یہ ہے
کہ اُس کی صورت ایسی ہے کہ تس کے دیکھنے سے
تجھے طاقت نہ رہے گی اور دوسریں، اُس نے اب تک
مرد کا مُہ نہیں دیکھا، سو شاید تیرے تائیں دیکھ کے
وہ مَروائے ڈلواوے۔ سو تیری صورت دیکھ کے میرے
تائیں رحم آوتا ہے، تس سے بہتر یہ ہے کہ تو یہاں سے
جا۔ بادشاھزادہ، جو بہت خوبصورت تھا، تس سے
اور بھی پریں[2] تھیں، سو اس بادشاھزادے کوں دیکھ
کے مشتاق ہوئی تھیں، سو خورشید بانو سے کہا کہ
بادشاھزادی کی سواری نزدیک آئی۔ سواری میں جو
دیو دور سے، اھتمام کرتے آوتے ہیں، اور یہ جو اس
طرف سے جائے گا، تو شاید اس کے تائیں کوئی مار

---

(۱) پہلیں: پہلے، (اپنی تلفظ) (۲) پریں: جمع پری، (بجائے
پریاں)۔

ڈالے گا - تس سے اسی باغ میں اس کے تائیں چھپا
رکھو - چوکی[1] اسکی ہم دے گیں[2] - کوئی اس کے
پاس | آوے نہ پاوے گا - خورشید بانو نے بھی یہ بات ب۱۲
قبول کی - بادشاھزادے کوں اور وزیر زادے کوں
ایک کوٹھری میں چھپا رکھا - اور فرش قالی[3] زرین کا
اور زربفتی مسندوں جڑاؤ کے سے اور فرش میل[4] جواھروں
کے سے، کہ جو ایک فرش میل، ایک ایک جواھر کا تھا،
درست کیا - اور عود سوز، کوئی جھاڑ کی صورت
کے تھے، کوئی ھنس کی صورت کے تھے، کوئی طاؤس
کی صورت کے تھے، اور اکثر ان میں قد آدم برابر
برابر تھے اور سب ایک ایک جواھر کے تھے، سو
فرش پے لالا کے رکھے - خوشبوئی عود سوزوں کی

---

(۱) چوکی: پہرہ (۲) دے گیں: دیں گی (مرکب افعال کی جمع میں اصل فعل میں غنہ کو ترک کر دینے کا رجحان کثرت سے ملتا ہے - اسکی بجائے فعل امدادی میں غنہ زائد کردیا جاتا ہے) (۳) قالی: قالین کا یہ بھی تلفظ ہے (٤) فرش میل: وزن دار چیز جو فرش کو دبانے کے لیے کناروں پر رکھی جاتی ہے -

سے ، کئی کئی کوس تائیں جگہ معطّر ہو گئی ۔ بادشاھزادہ
و زیر زادہ بیٹھے دیکھتے ھیں کہ آمدنی[1] سواری دلبر کی
ھولی ھے اور آس پاس اُس باغ کے چوکیاں بیٹھیں ھیں ۔
اور ساز حشمت کا و اور پریاں باغ کے باھر رھتی ھیں ۔
دو سے[2] پریاں کہ سکھیں[3] اس کی تھیں کہ جن سے رات
دن مشغول رھتی[4] تھی ، مہربانی کرتی تھی ، سو باغ میں
آئیں ۔ کوئی ان میں بارہ برس سے تو کم نہ تھی اور
بیس برس سے سوائے نہ تھی ۔ اور سب صاحب حُسن
تھیں ۔ ایك ایك انھوں میں جان عالم تھی ، جادو جمشید
الف۱۳ تھی کہ جو کوئی ان کوں دیکھے سو مُبتلا ہوئے اور /
دام حسن ان کے سے باھر نہ ھو سکے ۔ کئی انھوں میں
سبز پوش تھیں ۔ کئی سرخ پوش تھیں ۔ کئی زرد
پوش تھیں ۔ کئی بادلہ پوش تھیں ۔ اقسام اقسام رنگ
کے کپڑے ھر ایك نے پہنے تھے ۔ ھر ایك کے تائیں
جو جوش جوانی کا تھا ، اور تیسی ھی اس باغ کی خوبی

---

(۱) آمدنی : آمد (۲) سے : سو (۳) سکھیں : جمع ، سکھی
(بجائے سکھیاں) (٤) مشغول رھنا : دل بہلانا ۔

تھی ، سو ھر ایک کلولیں کرتی پھرتی ھیں اور آپس میں کھیلتیں ھیں ۔ کوئی کو[1] تالیاں دے دے کے دوڑتی ھے ۔ کوئی چھپ رھتی ھے ۔ کوئی اُسے ڈھونڈھتی پھرتی ھے ۔ کوئی آپس میں کھڑی ھنستی ھے ۔ کوئی پھوا پھو[2] آپس میں کھیلتی ھے ۔ کوئی باغ ھی کی سیر کرتی ھے ۔ کوئی پھول توڑ کانوں پر رکھتی ھے ۔ کوئی پھولوں کو ھاتھوں پر رکھتی ھے ۔ کوئی درخت کی ڈالی ھاتھ میں پکڑ کر گاوتی ھے ۔ کوئی خوشی میں جو آئے ھے سو کھڑی نانچتی ھے ۔ کوئی کسی سے مزاخ[3] کرتی ھے کہ تو اس باغ میں اکیلی سیر کرتی ھے سو اچھی نہیں لگتی ۔ کوئی اور تیرے ساتھ ھوئے تو

---

(۱) کوئی کو : کسی کو (۲) پھوا پھو : لڑکیوں کا ایک کھیل جس میں وہ باھم ھاتھ ملا کر حلقہ میں چکپھیریاں لے کر کھیلتی ھیں ۔ (۳) مزاخ : مذاق کا تلفظ ۔ یہ خیال غلط ھے کہ « ق » کا « خ » میں تبدیل جانا صرف دکنی اردو سے مختص ھے ۔ شمال کی اردو میں بھی چند الفاظ ، صندوخ (صندوق) ۔ بندوخ (بندوق) اتفاخ (اتفاق) ۔ وَخت (وقت) وغیرہ میں یہ صوتی تبدیلی ملتی ھے ۔

اچھی لگے - وہ دوڑ کے اُس کے ہونٹھ ملتی ہے -
کوئی آپس میں اِس باغ ہی کی تعریف کرتی تھی -
کوئی سکھن درختوں میں جو دوڑتی پھرتی ہے سو
اُوڑھنی جو ان کی چمکتی ہے زری کی، سو گویا جُگنیاں[1]
ب۱۳ چمکتیں ہیں | یا بادل میں تارے چمکتے ہیں، سو نظر
آوتے ہیں، یا دامنی[2] ہے کہ گھٹا میں کوندھتی[3] ہے -
اور تیسے ہی جڑاؤ ستونوں کے جھولے ہیں اور جڑاؤ
ہنڈولے ہیں - سو کوئی جڑاؤ ہنڈولے پے جھولتی ہے،
کوئی جھولے پے جھولتی ہے - تو وہاں تیسے ہی تو مور
وکُوکل[5] و لال[6]، ہزار داستان و طوطی اور اقسام اقسام
طرح کے جانور بولتے ہیں اور تیسے ہی اُنھوں کے گلے
ہیں کہ کوکل سے بھی سُرس[7] ہیں - اُنھوں میں کوئی
گاوے ہے، کوئی بولے ہے، کوئی پکارے ہے - ایسا

---

(۱) جگنیاں : جگنو (جمع) (۲) دامنی : بجلی (۳) کوندھتی: کوندتی (، ، کے اضافہ کے ساتھ) (٤) کُوکل (س: کُوکلا): کوئل (٥) اصل ا ملا لعل (٦) سرس: شیریں، میٹھا -

سمیا بن آیا ہے کہ دیکھنے و سننے سے تعلق رکھتا ہے، کہ استقلال
چاہیئے کہ آدمی کا ہوش بجا رہے ، کہ یکایک تخت دلبر
کا آوتا ہے ۔ فقط ایک لال کا تخت ہے اور پریاں
اُسے لگیں ہیں ۔ تس کے اوپر ایک مانند آفتاب
درخشاں کے ہے کہ جو بیٹھی چلی آوتی ہے ۔ جس
طرح کہ سورج کے تیج[1] کے آگوں کوئی اسے نہیں
دیکھ سکتا ، تسی طرح اس کے تیج کے آگوں کوئی اسے
نہیں دیکھ سکتا ۔ اور ایک سبز جوڑا تارکشی کا ہے کہ
جسے منوں[2] کی دردامن[3] لگی ہے ۔ ایک ایک من اُس
کی ایسی ہے کہ رات کو بجائے سورج کے ہے ۔ تو
بے منی[4] نہیں ہیں / کہ وہ دلبر جو سورج ہے تس کی الف۱۴
بے کرنے[5] ہیں ۔ اور جس وقت کہ اُس کا تخت آیا ،
ہر چند کہ اُس وقت دن تھا ، لیکن اس کی جوت ایسی
ہوئی ، تس سے یہی معلوم ہوا کہ اب تائیں آفتاب نہ

---

(۱) تیج : چمک (۲) منوں (من ـ منی) : جواہرات ، موتی
(۳) دردامن : جھالر ، گوٹ (یہ لفظ « باغ و بہار » میں
بھی آیا ہے) (٤) منی (من) : جواہر (٥) کرنے : کرنیں
(غیر انفی تلفظ)

تھا ، گویا اب آفتاب اُگا[1] ہے ۔ تانو تو اُس کا دلبر ہے لیکن ہر ایک انگ[2] اُس کا دلبر ہے ۔ تو بال اُس کے کیسے ہیں کہ سیامتائی[3] اُس کی مثال نہیں رکھتی ۔ سُچکنّتا[4] اُس میں ایسی ہے کہ عاشق کا دل جو شعلہ پکڑتا ہے سو اُسی کی چکنائی سے ۔ اور سُکمارتا[5] اُس میں ایسی ہے کہ اور جو عالم میں سکمار بستے ہیں سو گویا اس کا عکس ہے ۔ درِ شٹکاری[6] جو ہیں سو گویا چھڑیاں ہیں کہ دیکھنے سے آنکھوں میں اُو پٹتی[7] ہیں ۔ اور چھڑی تو لگنے سے اوپٹتی ہیں یہ دیکھنے سے اوپٹتی ہیں ۔ اور مکھ جو اُس کا مانند چاند ہے سو یہ گھٹا ہے کہ اُس کے آس پاس آئی ہے ، اور یا یہ ناگنی ہے کہ چاند کے امرت پینے کو آئی ہے ۔ اور چوٹی کے گُھنے[8] کے جو لیے پیچ ہیں سو پیچ نہیں ہیں

---

(۱) آفتاب اُگنا : سورج نکلنا (۲) انگ : عضو (۳) سیامتائی (شیامتائی) : سیاہی (٤) سچکنتا : چکناہٹ (٤) سکمارتا : نزاکت (٥) در شٹکاری : نظریں (٦) او پٹتی (اپٹنا) : لگنا (۷) گُھنا : گوندھنا

بلکہ یہ ناگن ہے کہ ایڑی جو اُس کی نولے[1] سروپ[2] ہے، تس کو دیکھ کے ادھٹی[3] ہے ۔ اور پیشانی جو اِس کی آفتاب سے بھی روشن ہے، جس جگہ روشنی اس پیشانی کی پڑے ہے تو ساری / عمر کوئی وہاں آفتاب ب۱۴
کوں نہیں یاد کرے ۔ اور آفتاب وہاں نکلے ہے تو شرمندا ہوتا ہے ۔ اور بَینا[4] جو اِن نے لگایا ہے تس میں جو مروارید ہیں، ہر چند کہ یکتا ہیں آبداری میں، لیکن آبداری، آگوں رنگ اِس کے کے معلوم نہیں ہوتی ۔ اور بَینا جو اس کا ہیروں کا ہے سو مانند آفتاب کے ہے ۔ اور مُہہ جو اس کا ہے سو مانند چاند کے ہے، سو مانوں، یہ قران السعدین ہوا ہے واسطے جاں بخشی عاشق کے ۔ اور مانگ جو اس کی ہے تس میں جو مروارید لگے ہیں تو مانوں، پانت[5] ہنسوں کی ہے، کہ بال جو اُس کے مانند گھٹا کے ہیں، تس

---

(۱) نولے : نیولا (۲) سروپ : مثل، مانند (۳) ادھٹی : نڈر ۔
(٤) بَینا : جھومر کی قسم کا ایک زیور جو اکثر دلھنوں کو پہنایا جاتا ہے (٥) پانت : قطار ۔

میں چلی جاتی ہے - اور بھونہیں اُس کی ایسی ہیں کہ
مثال اُس کوں دھنک کی دیجے، تو نہیں ہو سکتی،
کیوں کہ دھنک کھچتا ہے تب تیر چلتا ہے اور یے
ہمیشہ کھچی ہی رہتی ہیں - اور اُس کا تیر چھوٹتا
ہے تب لگتا ہے، اِس کا تیر بغیر چھوٹے ہی لگتا ہے -
اور اُس کے تیر کا بچاؤ ہے، اِس کے تیر کا بچاؤ ہی
نہیں - اور اِس کی بھونہہ کے جواب کوں آسمان نے
قصد کیا، سو اُس سے بھی جواب دُوج کے چاند[1] کر
ایک ہی بھونہہ کا ہوا، دوسری بھونہہ کا نہ ہوا - اور
دُوج کے چاند کوں کوئی نہ دیکھتا، بے اِس سے
دیکھتے ہیں کہ بھونہہ اِس کی سے کچھ / مناسبت رکھتا الف۱۵
ہے - اور آنکھیں اِس کی کوں نرگس کی مناسبت
دیجے، تو نرگس تو چشم حیران رکھتا ہے اور اِس کی
آنکھیں تو رسیلی ہیں - اور کھنجن[2] میں کی جو مناسبت

---

(۱) دوج کا چاند: دوسری تاریخ کا چاند، ہلال (۲) کھنجن:
مولے کی قسم کی چڑیا جسکی دم ہلتی رہتی ہے - چنچل
ہوتی ہے اسلے ہندی شاعری میں تشبیہ آنکھ سے دیتے ہیں -

دیجے چنچلاپن کی ، تو اُس میں چنچلاپن نہیں ہے ۔ وہ تلپھتے[1] ہیں اس واسطے کہ کوئی ہمارے نائیں ان آنکھیں کی مناسبت دے ۔ اور اِن کا چنچلاپن جو ہے سو پٹیتی[2] اور بکیتی[3] کا ہے کہ اپنے کٹاچھہ[4] کے پٹے سے اُبرنے[5] کے بانک[6] سے اورو (ں) کوں مارتیں ہیں اور آپ بچ رہتی ہیں ، کیوں کہ اور کا اثر تو جد ہوے تد اِن سے بچے ۔ اور جو اِن کوں مناسبت کھنجن کے رنگ کی اور ڈول کی دیجے ، تو جد کھنجن آنکھون کے ڈول کوں نہ پہچا تب سفیدی پھیکی پڑی اور سیاہ داغ ہوا ۔ جو اُس کی مناسبت بادام سے دیجے ، تو جب بادام اُس کی مناسبت کو نہ پہچا تب بادام کی چھاتی میں چھید پڑے ۔ جو ہیرے

---

(۱) تلپھنا : تڑپنا (« سب رس » اور « باغ بہار » میں بھی آیا ہے) (۲) پٹیتی : پٹھ بازی (۳) بکیتی : بنوٹ (٤) کٹا چھ (کٹا کش) : ترچھی نظر ، غمزہ (٥) ابرنے (ابرنا) : اٹھنا (٦) بانک : بنوٹ ، بکیتی (کٹار نما ٹیڑھی چھریوں سے بیٹھ کر یا لیٹ کر کھیلا جاتا ہے) خنجر ، کٹار ۔

کی چمک کوں اور سفیدی کوں آنکھ کی مناسبت دیجے
تو جب ہیرا اُس کی برابری کا قصد کیا تب لالی آپ
میں پیدا کی تو ایسا گِرا کہ دُکھی ہوا۔ کیوں کہ جَد
کوئی بڑوں کی برابری کرے سو تو گرے ہی گرے۔
ب۱۵ اور سیاہی / اُس کی کے تائیں کوں جو نیلمن[1] کی مناسبت
دیجے تو نیلمن جب اُس کی سیاہی کوں نہ پہُچا تب نیل
کا ٹیکا لگا اور نیلن کہایا۔ اور کل کو اِس کی
مناسبت دیجے، تو کل میں ایسی چتون کہاں؟ اور مرِگ[1]
کو جو یاکی[2] اُیماں[3] دیجے، تو مرگ نے ایسی سفیدی
اور سیاہی اور لال ڈورے اور متوار پنا[4] کہاں سے
پایا۔ اور مرِگ کی آنکھیں تو اُداس ہیں، بے (گلگوں)
ہیں۔ اور اِسی سے اُن نے بن باس لیا ہے۔ اور
لال جو ڈورے ہیں، سو بے ڈورے نہیں ہیں، کھنجن
روپی جو من ہے تا کے پکڑنے کے لال ریشم کے

---

(۱) نیلن: نیلم (۲) مرگ: ہرن (۳) یاکی: اس کی (٤) اُیماں: تشبیہ (٥) متوار پنا: متوالا پن۔

جال ہیں ۔ اور کرن پھول جو ہیں سو یے کرن پھول نہیں ، کمل کے پھول ہیں کہ اپنے تائیں ، کان جو اُس کے پھول سے ہیں ، تس کی برابری کو آئے تھے ، سو جب اُس کی کُومَلتا[1] و رنسک کوں نہ پہچے ، تب باندھ کے لٹکائے دئے کہ پھر کوئی ایسا نہ کرے ۔ اور جو کانوں کوں مناسبت سیپ کی دیجے ، تو سیپ میں اِیتی نَرمائی[2] کہاں ؟ اور رنگ بھی جو ایک طرف پایا ہے سو بھی ، اِس کے رنگ کوں کہاں پاوے ۔ اور کام[3] کے چھاج کا و پھیہ کا تو کیا مذکور ہے ۔ اور نانک[4] اِس کی ہے سو گویا کندن کی آڈ ہے کہ آنکھیں جو دونوں کامونَت[5] مست ہاتھی ہیں تِن کی آڈ ہے ۔/ اور ۔۔۔۔۔۔ ۲ ۔۔۔۔۔۔ کوں ۔۔۔ ۱ ۔۔۔ الف١٦
کی مناسبت دیجے تو کوئی رنگ اُس کا ایسا نہیں (جو) اس کی مناسبت کوں پہچے ۔ اور گالوں کے تائیں جو

---

(١) کوملتا : نزاکت (٢) نرمائی : نرمی ، ملائمت (٣) کام : عشق ، شہوت ۔ (٤) نانک : ناک (اننی تلفظ) (٥) کامونت : عاشق مزاج ، شوخ ۔

گلاب کے پھولوں کی مناسبت دیجیے تو اگر خوشبوئی کر و کُونملتا[1] کر اُسے پہچنے بھی تو صفائی گالوں کی کوں کہاں پانویں ۔ وے مانند آئینہ کے ہیں ۔ اور گالوں میں جو لالے کی پیچک ہیں، سو یہ پیچک نہیں ہیں، بھنور ہے کہ جہاں من عاشق کا پڑتا ہے، سو نہیں نکلتا ۔ اور یہ گال بے تلِ نہیں ہے، پیاری کا مُنھ جو آئینہ سا ہے، سو عاشق کا دل داغ ہے، سو اُس کا عکس پڑا ہے ۔ اور ہوٹھوں[2] کے تائیں جو کندوری[3] کی مناسبت دیجیے تو کندوری نے یہ نازکی و صفائی و خوبصورتی کہاں سے پائی ۔ اور جو مونگے کی مناسبت دیجیے، تو مونگا تو پتھر ہے اُس کوں کہاں پہچتا ہے ۔ اور دانتوں کے تائیں جو انار کے بیج کی اُپماں دیجیے تو انار کے بیج اُس کی نازکی و پتلائی کو کہاں پہچنے ہیں، وے تو گول ہیں ۔ اور مِسّی جو اُس نے لگائی ہے دانتوں کوں، اور پان جو چابے ہیں، اور ہنستی

---

(۱) کونملتا (کوملتا) : نزاکت (۲) ہوٹھوں : ہونٹ
(۳) کندوری : ایک سرخ رنگ کا پھل جسے بنب بھی کہتے ہیں ۔

جو ہے ، سو مسّی تو مانوں سیام گھٹا ہے اور دانتوں کا
جو چمچماہٹ ہے سو مانوں بجلی چمکتی ہے سیام گھٹا میں -
ہوٹھوں کے / اوپر جو مسّی کی دھڑی کی ہے اور گہری ب١٦
سرخی ، مانوں ۰۰۰۰۰ ۳ ۰۰۰۰ کی ہے ، اور کھُلی
سرخی ہوٹھوں کی ہے - (اس کی) سوبھا نے دھنک
کوں کشت دی ہے - اور سیب کوں جو ٹھوڑھی کی
مناسبت دیجے تو سیب میں اتنی خوبصورتی اور خوش
ڈولی کہاں - اور زلف کے تائیں کہیئے کہ زلف نہیں
ہے ، عاشق کا من ، اِس کے روپ کا جو مست ہاتھی
ہے ، تس کے باندھنے کی گویا زنجیر ہے - یا بے بھونرا
ہیں ، مُہہ جو اِس کا کمل سروپ ہے ، تس کے اوپر
بیٹھے ہیں - تو زنجیر میں و بھونروں میں سُکمارتا
و خوشبوئی اور خوبصورتی کہاں ؟ اور گردن اُس کی
کوں جو سنکھ کی مناسبت دیجے ، تو سنکھ ایک ہڈی
ہے ، بدڈول - اور جو صراحی کی اِسے مناسبت دیجے ،
تو صراحی تو بنائی ہوئی ہے ، بنائی بَسْت[1] اصل کر کہاں

---

(١) بَسْت (وسْت) : چیز -

پہچیے - اور جو باھیں اُس کی کوں کمل کی جڑ کی
و چنپیے کی شاخوں کی مناسبت دیجیے تو وے تو ایك
لکڑی ھیں ناتراشی ھوئی - اس کی خوبصورتی ونزکائی[1]
و خوش ڈولی کوں کہاں پہچتی ھیں - اور ھاتھ اس
کے کے تائیں کوں جو کمل کی مناسبت دیجیے ، تو کمل
جب اس کی خوبصورتی کوں نہ پہچیے تب دل ان کا
الف۱۷ زرد ھوگیا - اور جو اس کے تائیں / ۰۰۰۰۳۰۰۰۰ کی
مناسبت دیجیے تو اس کے ڈسنے سے لوگ ڈر رکھتے ھیں ،
(اور) اس کے ڈسنے کی آرزو رکھتے ھیں - اور اس
کے ڈسنے کا تو علاج ھے ، اس کے ڈسنے کا علاج ھی
نہیں - اور اس کی انگلیوں کوں (جو) اپناں پھلی کی
دیجیے تو پھلی تو یکساں ھے اور وے گاؤدم[2] ھیں ، اور
ان کی خوبی کوں کہاں پہچیے - اور جو اس کے
نہوں[3] کوں چاند کی مناسبت دیجیے ، تو دوج کے چاند[4]
کوں جو سب دیکھتے ھیں سو اس کے ایك نہہ کی
کور کوں بھی نہیں پہچتا - اور چھاتی جو اس کی

---

(۱) نزکائی : نزاکت (۲) گاؤدم : مخروطی (۳) نہہ : ناخون
(٤) دوج کا چاند : دوسری کا چاند -

سُوھنی ھے، سو کیسی ھی موھنی ھے، اور بَس کرتی ھے - کیسی طرح بَس کرتی ھے کہ تس سے پھر چھٹکارا نہیں - اور کھڑی ھیں - کَریری[1] ھیں، اور کنچن برن[2] ھیں - اڈول[3] ھیں، اور گوری ھیں وگول ھیں - اور جو اِن کے تائیں مناسبت دیجے کنچن کلس کی یا کنچن کے نقارے کی، یا گیند کی یا دونان کی، یا حُباب[4] کی، یا سُمیر[5] کی، سو وے باتیں جو سب اُن میں ھیں سو اِن میں کہاں - اور جو کہیئے کہ یے دونوں چھترپتی[6] ھیں، اور ۲۰۰۰ ان کے ساتھ ھے - اور مرواربد کی جو مالا ھے، سوئی ھوئی گنگا تس سے نہیں بھر سکتی ۲۰۰۰۰۰ کام کا جو کٹک

---

(۱) کریری: سخت (۲) کنچن برن: سونے کے رنگ کی (۳) اڈول: یہاں برے معنوں میں نہیں بلکہ چھاتیوں کی نسبت سے مخروطی گولائی کے لئے استعمال کیا گیا ھے - (٤) اصل املا ' ح پر پیش (۵) سمیر: پہاڑ، (ایک خاص پہاڑجس کانام میرو بھی ھے اور جو سونے اور جواھرات کا بنا ھوا ھے اور دیوتاؤں کا مسکن ھے) (٦) چھترپتی: راجہ

ھے سو عاشق کے مار نے کو ۳۰۰۰۰۰ ..... میں
بھر نے کوں ھیں ۔ اُر[1] جو ھے سو چوگان ھے ،
تا میں کُچ جو ھیں سو کام نِسان[2] ھیں ۔ سو بے نِسان
کیسے ھیں کہ اَجیت[3] ھیں ۔ تا[4] بکھیں[5] من روپی جو گیند
ھیں سو نکل نہیں سکتے ۔ اور جو اِس کی کمر کوں
کیہری[6] کی کمر کی مناسبت دیجے ، تو کیہری کی کمر تو
موٹی ھے ، بد ڈول ھے ، اور اِس کی کمر تو پتلی ھے ، بال
سے بھی ۔ جد قیاس کر دیکھیئے تد معلوم ھوتی ھے ۔
اور جو اِس کے پانوؤں کوں کنول کی مثال دیجے ، تو
کل اُنھوں کی خوبی کوں کہاں پہنچ سکتا ھے ۔ کنول
چاھتا تھا کہ میں اِس کی خوبی کوں پہچوں ، سو اِس
کے واسطے سورج کی طرف منھہ کھولتا ھے کہ اس کی
کچھ کرانت[7] مُو[8] میں آوے تو پہچوں ۔ پر جد اُس
کی خوبی کوں نہ پہچا ، تد پھر شرمندا ھو کے منھہ

---

(۱) اُر : سینہ (۲) نسان (نشان) : جھنڈا (۳) اجیت : جسے
جیتا نہ جاسکے (٤) تا : اُس (٥) بکھی : بغل کے نیچے کا حصہ
(٦) کیہری : شیر (۷) کرانت : چمك (۸) مو : منھہ ۔

چھپائے شام کوں نیچی گردن کر کے رہ جاتا ہے ۔
اور یاقوت کی جو پازیب ہے، سو بے پازیب نہیں تارا
گن[1] ہیں ۔ اور ہیروں کے جو اَنوٹ[2] ہیں اس کے
پانو میں، سو اَنوٹ[2] نہیں، سورج اپنے ۰۰۰/۰۰۰۵ الف۱۸
رکھتا تھا، و جد اس کے پانوؤں کے تیج کے آگوں ۳۰۰۰
۰۰۰ کے تارا گن سمیت پانوؤں لگا ۔ ایک ایک انگ اُس
کے کے ایتا بستار ہے اور ایسی خوبی ہے کہ جس انگ
پر نظر پڑتی ہے کہ سیر اُس کی سے اور دام حسن اُس
کے سے آنکوں نہیں چل سکتی ۔ سکھیاں بھی جو ساتھ
اُس کے رہتی ہیں سو وے بھی کد ھی نکھ سکھ سے
دیکھتی نہیں ۔ تو جیسی ھی تو سوبھا[3] سبز کا رکشی
کے جوڑے کی اور تیسی ھی جھمک لال طاش کے
پائجامہ کی، اور تیسی ھی بہار مہدی[4] کی لالی کی ۔

---

(۱) تارا گن : تاروں کا جھرمٹ (۲) اَنوٹ : پیر کے انگوٹھے میں پہننے کا ایک قسم کا چھلا (۳) سوبھا (شوبھا) : سجاوٹ (٤) مہدی : مہندی (غیر انثی تلفظ) ۔

کیسی لالی ہے، اگر خوش رنگ یاقوت اُس کے ہاتھ
میں دیجیے تو معلوم نہ ہو، اور معلوم ہوئے تو اس
کے آگوں پھیکا لگے۔ اور تیسی ہی چمک جڑاؤ چنپا
کلی کی اور دو لڑی اور دُھکدکی اور مرواریـد کی
تسبیح اور بدّھی، کہ جو اپنے نام ہی موافق کام کرتی
ہے۔ اور بازو بند و پہُچی و دست بند و سُمرن[1]
و چوڑی و جھانگیری و انگوٹھی و چھلّون کی۔ اور
جیسی ہے خوبی اس کے بدن کی سڈولی (اور نازک)
تو ویسے ہی ہے پر نازکی گوشت لیس[2] ہے
کہ ہڈی جس کی تار سے بھی پتلی ہے۔ اور جیسی
ہے کانت اس کے رنگ کی اور تیسی ہی دیکھ دیکھ
۱۸ خوبی اس باغ کی و بہار[3] سکھیوں کا دیکھ کے / خوشی
ہو کر، ایک امنگ عمر کی سے امنگ کے ۱۰۰۰۰
اور جھمک کر یکبارگی ہی تخت پر سے اُتری اور
کمر کے لچکنے کی اور کُچوں کے اُچکنے کی اور پانوؤں

---

(۱) سمرن: مالا (۲) لیس: نك (۳) بہار: سلوك

کے ڈگنے کی اور جواہر کی جنبش کی اور جوت پھیلنے کی ،
ایسی آن ہو گئی گویا بجلی تھی کہ چمک گئی اور عاشق کے دل
پر پڑی - یا شاہیں ہے کہ عاشق کے ہنس روپی من
کوں شکار کیا - دیکھ اس سمے کوں باد شاھزادہ تاب
نہ لیایا - پچھاڑ کھا کے ایسا گرا کہ سُدھ نہ رھی -
وزیر زادہ کیا کرتا ہے ، حوض میں سے جو گلاب کی
نہر چلی آوتی ہے اُس سے چھڑک چھڑک باد شاھزادے
کوں ، ہوش میں لیاوتا ہے - اور پھر دیکھ دیکھ
باد شاھزادا بے ہوش ہو ہو جاتا ہے - جس وقت
کہ دلبر سکھیوں کوں لے کر سیر باغ کی کوں چلی ،
تو اگر اِس کی چال کو مناسبت گینڈا[1] یا ہنس یا
چکور کی دیجے تو اِن کی چال تو موٹی بھاری ہے اور
اِس کی چال نازک ہے - جو قدم کہ رکھتی ہے تو
ہزار ناز اور احسان اوپر جانِ عاشق کے کرتی ہے کہ
نگاہ عاشق کی پا انداز ہے جس کی - اور نرگس جو
یہ پھولا ہے سو نرگس نہیں ، از بسکہ پانو اس [کے]

---

(۱) اصل املا گیند : گینڈا -

الف۱۹ کرنے کوں / سو زمین نے بھی ہزار آنکھوں کر
پا انداز کی ہے ۔ اور سُگندھ اسکی ۳۰۰۰۰۰ کے
سموہ[1] چلے جاتے ہیں ۔ اور کانت جو اس کی پھیلتی
جاتی ہے ، اور مروارید جو ہلتے جاتے ہیں سو اس
سب بہار[2] کوں مور و پپیہا جو دیکھیں ہیں سو بھواں[3]
کوں تو جانے ہیں کہ گھٹا ہے اور کانت جو اس
کی نکلے ہے ، تس کو بجلی جانے ہیں ، اور جنبش
مروارید کی کوں دیکھ کے بوندیں جانے ہیں ۔ تو یہ
سو بھا دیکھ دیکھ کے ، خوشوقت ہو ہو کے بے سب
چندری کو کہنے لگتی ہیں ۔ اور اوڑھنی اس کی میں
من[4] جو لگے ہیں ، سو بالوں میں کنک[5] کی چھب
دیکھ کے ، اور پانپ جو اس کے مکھ کا مروارید سے
بھی ادھک ہے ، سو آم[6] کا مور لکھ[7] کے ، اور جوت

---

(۱) سموہ : انبوہ ، جھنڈ (۲) بہار : کھیل ، تفریح (۳) بھواں :
جمع بھونھہ ، اں ، کے اضافہ سے جو دکنی اردو کی عام
خصوصیت ہے (٤) من (منی) : جواہر (٥) کنک (س :
کنکتی) : کنگنھی (٦) اصل املا ، عام ، (۷) لکھ (لکھنا) :
دیکھنا ، سمجھنا ۔

جو اس کی ہے تس کو لال پھول سمجھ کے ، اور بھوؤں
کوں دیکھ کے ، کوکل و کویل بسنت جان کے کُھکنے[1]
لگیں ۔ باغ کی سیر کر کے جدیہ تالاب کے اوپر
آئی ، تو کمل جو سورج کی طرف تھے ، سو اس کی
کرانت دیکھ کے سبھوں نے اس طرف مُہہ کر دیا ، اور
کہا کہ اب تک ہم اپنی عمر کوں یونہیں خراب کیا ۔
کیوں کہ سورج تو یہ ہے ۔ اور کھودنی ۳۰۰۰۰۰
کوں دیکھ کے اور بالوں کوں اس کی رات جان کے | ب۱۹
اور مکھ چاند اس کے کوں دیکھ کے مُدیں[2] جو تھیں
سو کھل گئیں ۔ اور جس وقت کہ یہ سکھیوں کوں
لے کے پانی میں ۱۰۰۰۰۰ ہے ، تو اور اور سکھیاں
کنول کے پھول لے کے گیندبازی کرتیں ہیں ، اور یہ
بھی کنول پھول کو ہاتھ میں لے کے جو پھینکتی تو
اس کے ہاتھ کی جو کرانت پھول میں آوتی ہے ، تو یہ
سوبھا ایسی لگتی ہے کہ مانوں سورج تاراگن اگلتا
ہے ۔ اور ، اور سکھیاں کلولیں کرتیں ہیں ۔ چھٹیاں[3]

---

(۱) کُھکنا : کوکنا (۲) مُدیں (مُند) : بند (۳) چھٹیاں کھیلنا :
پانی کے چھینٹوں سے کھیلنا ۔ چھینٹے چلنا ۔

کھیلتی ھیں ۔ اور جو اس کے ھاتھ کی چھٹیاں چلتیں
ھیں، سو گویا عاشق جو اس کے حُسن کر مارا گیا
ھے تس کے واسطے بے چھیلے نہیں ھے ، آب حیات
برستا ھے ۔ نہا کر جو درمیان کا چبوترا ھے تہاں جائے
بیٹھتی ھے اور راگ ناچ ھوتا ھے ۔ پھر سانجھ ھوئی ،
تَد تخت مگواے کے اُس کے اوپر بیٹھ کر اُڑ کے اپنے
ملك کوں جاتی ھے ۔ تو بادشاھزادہ دیکھ کے کہتا ھے
کہ لوگ جو کہتے ھیں کہ اپنا جیو جو نکلتا ھے سو
کوئی دیکھتا نہیں ، سو یہ بات تو جھوٹھ ھے ، کیوں کہ
میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ھوں کہ میرا تو جیو یہ چلا
جاتا ھے ۔ یہ کہہ کے اور آہ کا نالہ مار کے بادشاھزادہ
پچھاڑ ، کھا کے گرا تو نیم مردہ ھوگیا ۔ جیتا کہ وزیر
زادہ گلاب سے چھڑکتا ھے ، ھوش میں لاوتا ھے ،
الف۲۰ ھرگز ھوش نہیں (آوتا) ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی (طرح
بادشاھزادہ) بے ھوش پڑا رھا کہ گویا جان نہیں ۔
اس میں بڑی فجر ھوئی (وزیر زادہ) گلاب چھڑك
چھڑك کے ھوش میں لاوتا ھے ، ھرگز ھوش میں نہیں
آوتا ۔ تب جس جگہ کہ دلبر نہائی تھی اور پانی جو

بوئی اُس کی سے معطّر ہو گیا تھا ، اُس پانیٔ کے تائیں وزیر زادہ (لانے) کے چھڑکنا ہے - چھڑ کیتی[1] اُس پانی کے ، بادشاھزادہ کوں ہوش آوتا ہے - بادشاھزادے کے آنسو چلے جاتے ہیں ، اور سر پٹکتا ہے اور بھی کہتا ہے کہ ھائے دلبر ! ھائے دلبر ! وزیر زادہ کہتا ہے کہ تیں اپنا اب ھی سے جیو دیتا ہے تو پھر دلبر کا دیکھناں[2] کس طرح ہو گا - تس سیتی استقلال پکڑ - ھرّدھراناں[3] کام مرّدوں کا نہیں ، مَردوں کوں استقلال چاھیتا ہے - اور کوئی مشکل ایسی نہیں کہ آسان نہ ہوے - تس سیتی اُٹھ بیلھ ، کمر باندھ - جس طرف کوں وہ گئی ہے ، نانو وھاں کا سنائیٔ[4] ہے ، اُس طرف کوں چل - بزرگ کہہ گئے ہیں کہ جس مشکل کے اوپر جو ہمت باندھے تو خار بھی ہے سو بھی گُل ظاھر ہوتا ہے - بارے اس بات کے کہنے سے استقلال اس کے تئیں ہوتا ہے ، اور اٹھ

---

(١) چھڑ کیتی : چھڑکتے ھی (٢) دیکھناں : دیکھنا (انفی تلفظ) (٣) ھرّدھرانا : گھبرانا (٤) سنائیٔ : سنا ھی -

بیٹھتا ہے - جس طرف کہ تخت دلبر کا کیا ہے اُس
طرف کوں بے بھی چلتے ہیں - تو جہاں تائیں کہ
ب۲۰ گھوڑوں پے / چلا جاتا ہے تہاں تک تو گھوڑوں
پے چڑھے جاتے ہیں، پھر زین و لگام گھوڑے کی
اتار کے گھوڑوں کوں ۰۰۰۳۰۰۰ آپ پانو پیادے
چڑھتے ہیں - تو بے پہاڑ کیسے ہیں کہ کہیں تو
انگلیوں سے چڑھتے ہیں، کہیں پانوؤں سے چڑھا
جاتا ہے - اور خار ایسے ہیں کہ تن سے کپڑے تو
جُدی پھٹ جاتے ہیں اور تمام بدن خاروں سے چھل گیا
ہے بلکہ گوشت نکل نکل آیا ہے - تو یہ جو اُس کے
عشق میں محو ہے، تس سے کچھ نہیں معلوم ہوتا - اور
کانٹے جو ہیں سو پھول سے معلوم ہوتے ہیں - گرتے
اور پڑتے جہاں تائیں کہ ان بے چلا جاتا ہے تہاں
تائیں تو چلے جاتے ہیں، اور رات جہاں ہوتی ہے
تہاں پڑ رہتے ہیں - صبح پھر اُٹھ چلتے ہیں - اور
پانوؤں ۰۰۱۰۰ کا یہ حال ہے کہ کوئی چھالا پھوٹتا
ہے، کوئی اور ہوتا ہے - اور پانو سُوج گئے ہیں،

سو کپڑوں سے باندھ لئے ہیں - ساری عمر تو بے
پانوؤں نہ چلے تھے - آگوں ایک جنگل میں جائے
پڑتے ہیں - تو وہ جگہ بہت اچھی ہے - سایا
درختوں کا ہے اور چارو (ں) طرف پہاڑ ہیں و پانی
ہے و جانور بہت ہیں - رات کے تائیں یہاں رہتے
ہیں - بڑے فجر پھر چلتے ہیں - تو یہ چکابو[1]
پہاڑوں کا ایسا آئے پڑا ہے کہ تمام روز چلتے ہیں ،
رات کوں ۰۰۱۰۰ تائیں آئے رہے / ہیں اسی طرح الف۲۱
کئی دن گذرے - تب بادشاہزادے کوں اس ۰۰۱۰۰
و زیر زادہ ۰۰۱۰۰ ہے - اور یاد جو آوتی ہے دلبر کی
سو یہ ایک درخت کے تلیں بیٹھ کے گاوتا ہے - سو گاونا
بھی یہ خوب تھا ، ایسا گاوتا ہے ، تمام جنگل کے
جو جانور ہیں سو اس کے آس پاس آئے کھڑے رہتے
ہیں - اصل میں جنگل وہ بندروں کا تھا - سو ایک بندر
وہاں کا بادشاہ ہے ، اُسے اِس کا گاوناں و روونے سے
رحم آوتا ہے - سو ایک بندر سے کہا کہ تیں اس کے

---

(۱) چکابو : دائرہ نما قطار یا سلسلہ -

تائیں راہ بتلاوے ، اور دیکھ انہوں کے پانوؤں کوں بندر
کوں رحم آوتا ہے ۔ سو ایک بندر سے کہتا ہے ۔
سو اُس نے آئے کے ایک پاتوں[1] سے جو ان کے
پانوؤں تائیں ملتا ہے تو پانوؤں کے جو زخم تھے سو
اچھے ہو جاتے ہیں اور پانوؤں میں سختی آوتی ہے ۔
پھر وہ دوسرا جو بندر ہے سو دامن پکڑ کے آگوں
کھیچتا ہے راہ بتلاونے کے واسطے ۔ تو یے دیکھتے
ہیں کہ ایک بندر اُن میں بڑا ہے اور سب بندر اُس
کے حکم میں چلتے ہیں ۔ اور ایک بندر نے اُس کے
کہنے سے پانوؤں کوں پات ملے ، تس سے آرام ہوا ۔
تو اِس بات سے یے قیاس کر دیکھتے ہیں کہ یہ بندروں
کا بادشاہ ہے اور اسی کے حکم سے یہ دامن کھیچتا
ہے ، تو البتہ راہ بتلاونے کے واسطے کھیچتا ہے ۔ تو
ب۲۱ یے اس کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ / یہ بندر لیٹتے لیٹتے
انہوں کے تائیں غار کے اوپر لے جاتا ہے ۔ جب یہ
بندر غار کے بیچ پیٹھتا[2] ہے ، تب یے قیاس کر کے

---

(۱) پاتوں (پات) : پتا (۲) پیٹھتا (پیٹھنا) : داخل ہونا ۔

کہتے ہیں کہ جانور ہے، کیا جانے کہاں لیئے جاتا ہے، اعتبار اس کا کیا؟ پھر بادشاھزادہ کہتا ہے کہ جو کچھ ہونا ہوئے سو ہوے - چلیئے اس جیو نے سے تو مرناں بہتر ہے - یہ بات کہہ کے بادشاھزادہ اُس غار میں پانو دیتا ہے - یہ بندر کیتی[1] دور تانیں تو غار میں لیئے جاتا ہے پھر آگوں میدان آوتا ہے - یہاں سے بندر ان سے رخصت ہوتا ہے اور پھر غار میں پیٹھتا ہے - اور یے آگوں چلے جاتے ہیں تو ایک پہاڑ پے چڑھتے ہیں اور ایک اُترتے ہیں - اسی طوح آگو چل کے دیکھتے ہیں تو ایک جنگل ہے، تس کی زمین بھی سونے کی نظر آوتی ہے اور پہاڑ بھی سونے کا دکھائی دیتا ہے - یے اپنے دل میں کہتے ہیں کہ سُمیر پربت جو کہتے ہیں سو شاید یہی ہے - نزدیک جب جاتے ہیں تب دیکھتے ہیں کہ ایک بوٹی ہے کہ سب جگہہ پھول رہی ہے، تس کا رنگ ہے - آگوں جانے کے دیکھتے ہیں تو درخت بہت سے

---

(۱) کیتی: کتنی ہی -

سگھن ھیں ۔ زمین سیراب نظر پڑتی ھے اور جگہ
دلچسپ معلوم ھوتی ھے ۔ پیاس جو انہوں کے تائیں لگی
الف ۲۲ تھی | ، سو اُس طرف کوں قصد کیا ۔ وھاں جائے
کے دیکھیں تو نشیمنے بہت اچھے ھیں اور پانی جاری
ھے اور ایک فقیر ھے کہ وہ بیٹھا ھے ۔ فقیر کے تائیں
دیکھیں تو صورت اُس کی بہت ھی متبرک ھے اور
صاحب کرامات معلوم ھوتا ھے ۔ دیکھ کے رمیتے[1]
اُس فقیر کوں، دور ھی سے آداب بجا لیاوتے ھیں اور
ھاتھ جوڑ کے آگوں کھڑے رھتے ھیں ۔ دیکھ کے
فقیر اُس کے تائیں ھنستا ھے اور کہتا ھے کہ اے مہر
افروز بادشاھزادہ ! تو اس جنگل میں کس طرح آیا ؟
اور کہا کہ آگوں آؤ ۔ بے اور بھی معتقد ھوئے
کے، جانے کے قدمبوسن کرتے ھیں اور عرض کرتے
ھیں کہ یا حضرت ! میرا آوناں[2] آپ کو روشن ھے ۔
فقیر انہیں بٹھلاوتا ھے اور ان کے کھانے کوں دیتا
ھے اور پانی پلاوتا ھے اور کپڑے جو ان کے پھٹ

---

(۱) رمیتے : رمتا ، سیلانی (۲) آوناں : آنا ۔

گئے تھے سو کپڑے اِن کے تائیں دیتا ہے پہرنے
کوں ۔ اور سرگزشت اِن کی پوچھتا ہے ۔ یے سب
حقیقت اپنی فقیر سے عرض کرتے ہیں اور بہت آداب
بجا لیائے کے یے فقیر کوں پوچھتے ہیں کہ آپ کون
بزرگوار ہیں ؟ فقیر کہتا ہے کہ میرا نانو آرزو بخش
ہے اور اس جنگل کا نام گلشن آباد ہے کہ میرے تائیں
خوش آیا ، تس سے ایک مدت سے یہاں رہتا ہوں ۔
اور تَیں جو پیدا ہوا سو میری ہی / دعا خدا نے قبول ب/۱
کی ہے ۔ یہ سن کے بادشاہزادے کوں جوش آوتا
ہے اور روتا ہے اور فقیر کے پانوؤں پر گرتا ہے ، اور
عرض کرتا ہے کہ یا حضرت ! پیدا بھی یہ آپ ہی
کی دعا سے ہوا ہے اور جا (ں) بخشی بھی آپ ہی
(کی) دعا سے ہوگی ۔ اور اب ایسا ہوئے کہ مراد
اس کی حاصل ہو ۔ فقیر اس کَے[۲] بہت سے دلاسا
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا قادر ہے ، فضل اپناں
کرے ہی گا ۔ تَیں خدا کے فضل سے نا امید نہ ہو ۔

---

(۱) پہرنا : پہننا (۲) کَے : کو ۔

۲۷۰۲

تیری مراد حاصل ہی ہوگی - فقیر کے کہنے سے
اطمینان اس کے تائیں ہوتا ہے اور فقیر اس کے تائیں
جنگل کی سیر کوں لے اُٹھتا ہے - تو ایک نہر بڑی
ہے کہ جس میں پانی جاری ہے - اور گلزار درختوں
کا پھول رہا ہے - تو اُس نہر کے اوپر کیسے گل
جُھمٹ[1] رہے ہیں کہ آفتاب تس کے نیچوں نہیں
دکھلاتا - اور گلزار کیسا پھول رہا ہے کہ تلے سے
لے کر اوپر تائیں، پھول ہی پھول ہیں کہ کوئی لال
ہی پھول کا درخت ہے، کوئی سبز ہی پھول کا
درخت ہے، کوئی زرد ہی پھول کا درخت ہے - یہ
مراتب اپنے اپنے ہیں کہ تن پھولوں کی خوشبو کو
عطر کی بو نہیں پہُنچ سکتی - اور جانور اقسام اقسام
طرح کے خوش رنگ اور خوش آواز بولتے ہیں -
الف۲۳ کیتی دور تائیں تو یے درختوں | ہیں کے تلے تلے
چلے جاتے ہیں - پھر جو یتے دیکھتے ہیں تو ایک
پہاڑ ہے تس کے اوپر سو دو سے ہاتھ کی تو چوڑائی

---

(۱) جُھمٹ (جُھمٹنا) : جھرمٹ کرنا -

ہے اور ایک تیر کی اُونچائی ایسی چدّر پانی کی پڑتی ہے - درخت وہاں ایسے سگھن ہیں کہ تہاں اندھیرا ہورہا ہے - اور چدّر کے پلّی طرف پہاڑ میں ایک ایسی بوٹی ہے کہ جس کے پھول ہر ایک مثل چراغ کے روشن ہیں - تو اس چدّر میں کیسے دِکھلاتے ہیں کہ ہزار تراش شیشہ میں جس طرح چراغاں نظر آوتی ہے - اور آس پاس جو اُس کے پہاڑ ہے سو کھڑے ہیں سید ہے - اور اُن کے اوپر اقسام اقسام طرح کے درخت ہیں، تِن پے اقسام اقسام طرح کے پھول ہیں - تو ایک طرف کا جو پہاڑ ہے تس پے باگھ ہیں و چیتے ہیں و پاڈھے[2] ہیں - تو کوئی چھچھلے دیتے دوڑتے پھرتے ہیں - کوئی بیٹھے ہیں تو آدھا دھڑ کڑھ[3] رہا ہے، سو دِکھلاتا ہے اور آدھا دھڑ گھر کے اندر ہے - اور گونجتے ہیں اور ریچھ

---

(۱) پلّی (پرلا) : دوسری طرف کی ، اُس پار کی (۲) پاڈھا (پاڑھا) : ہرن کی قسم کا ایک صحرائی شکار (۳) کڑھ (کڑھنا) : نکلنا۔

ہیں کہ دوڑتے ہیں - بندر ہیں کہ پھرتے ہیں -
نیلے چرتے ہیں - اور جگہ ایسی بانکی ہے کہ باگھہ
نیلے کا پکھ نہیں کرسکتے، اور چیتے، پاڈھے کا پکھ
نہیں کرسکتے - دوسری طرف کا جو پہاڑ ہے، تس
ب۲۳ کے اوپر ہرن خوشرنگ و بارہ سنگھے / ہیں کہ
چرتے ہیں، پھرتے ہیں - اور مور بولتے ہیں، اور
پہاڑ کی جھریں[1] پڑرہیں ہیں، سو کُٹی سی بن رہیں
ہیں - اور درخت جو آپس میں آئے کے مِل رہے
ہیں تو وے بنگلے سے اوپر ہور ہے ہیں - تس میں
بیراگی و سنّاسی و فقیر، ٹھیٹھ ہیسری[2] و اَوردھ[3] باہیں،
کھڑے ہیں و بیٹھے ہیں اور جھوانتے ہیں - اور
جھرنے پہاڑ پے سے پڑتے ہیں - اور میوہ دار درخت
ہیں - سو سب وہائیں[4] کھاتے ہیر، و ہائیں پھوتے
ہیں اور محظوظ ہیں - پھر فقیر ان کے تائیں لے کے

---

(۱) جھریں (جھری) : سوتا - چشمہ -
(۲) ھٹ یوگ کا آسن کھڑے رہنے کا -
(۳) ھٹ یوگ کا آسن ھاتھہ کو خاص حالت میں رکھنے کا -
(٤) و ہائیں : و ہاں ہی -

اُس پہاڑ کے اوپر جاتا ہے تو وہاں دیکھتے ہیں کہ
ایک جنگلا[1] ہے ۔ ایک طرف اُس کے لال بُوٹی ہی
پھول رہی ہے، تو گویا فرش یاقوت کا ہے ۔ اور
ایک طرف گھاس سبز ہے کہ گویا فرش زمرّد ہی کا
ہے ۔ اور بعضی جگہ قطعہ بندی سبز سرنیم‌سیر[2] ہے
اور بعضی جگہ لہریا ہے سبز سرنیم‌سیر کا ۔ اور
بعضی جگہ پٹاپٹی[2] ہے سیر نیم سیر ۱۰۰۰ اور بعضی
جگہ لال اور سبز کی قطعہ بندی ہے و حاشیہ بندی
ہے ۔ اور بعضی جگہ لال اور سبز کی پٹاپٹی ہے اور
بعضی جگہ لال اور سبز کا لہریا ہے ۔ اور درخت
سایہ دار ہیں و آب جوئیں جاری ہیں ۔ اور چدّریں
جھرنوں کی پڑتی ہیں ۔ دیکھہ یہ عالم تصویرات کا اس
کے تائیں / یاد جو آوتی ہے دابر کی سو بے اختیار الف ۲٤
ہو کر روتا ہے اور بے قراری کرتا ہے ۔ فقیر اس
کے تائیں سمجھاوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے بادشاھزادہ!
کیوں بے قراری کرتا ہے، جو عاشق ہوتا ہے سو

---

(۱) جنگلا : جنگل (۲) ؟

معشوق کے تائیں ملتا ہے - وہ کون عاشق ہوا ہے
کہ معشوق کوں نہیں ملا - عشق کے تائیں اثر ہے کہ
جو کوئی عاشق ہوے سو معشوق کوں ملے ہی
ملے - تیں تو دلبر کے تائیں دیکھا ہے، روم کا
بادشاہزادہ کہ خواب میں عاشق ہوا تھا سو بھی معشوق
کوں ملا .. مہر افروز پوچھتا ہے کہ یا حضرت! وہ
کس طرح ملا؟

فقیر کہتا ہے کہ روم میں ایک بادشاہ تھا کہ اُس
کا نانو منور شاہ تھا - اُس کے ایک ہی بیٹا تھا کہ
اُس کا نانو نورعالم تھا - بہت خوبصورت تھا - اور
بہت آرزوؤں سے پیدا ہوا تھا - ایک روز وہ سوتا
(ہے)، سو ایک عورت بہت ہی خوبصورت و صاحب
جمال سپنے میں اُسے نظر آئی - جان و دل سے اُس
کے اوپر عاشق ہوتا ہے اور بے ہوش ہوتا ہے، ایسا
کہ خبر نہ رہی - بڑی فجر ہوتے ہی اور لوگ اُسے
اٹھاتے ہیں - دیکھیں کیا کہ روتا ہے، آنسو بے
آنسو چلے جاتے ہیں، اور اٹھتا نہیں - | گلرنگ جو ب٢٤

اُس کی ماں ہے سو خبر سن سن کے بے قراری سے رووتی آوتی ہے اور اُسے جگاوتی ہے ، سو جگتا نہیں ۔ بادشاہ آوتا ہے ، اُٹھاوتا ہے ، اُٹھتا نہیں ۔ محلوں میں واویلا بہت ہوتی ہے ۔ امیر ودبیر سب اکٹھے ہوتے ہیں ۔ کوئی کہتا ہے سایا ہوا ہے ۔ کوئی کہتا ہے بیماری ہوئی ہے ۔ کوئی کہتا ہے عاشق ہوا ہے ۔ ہر ایک بات کی تدبیر کرتے ہیں ۔ آخر داناؤں کی مصلحت یہ ٹھیری ہے کہ سپنے میں عاشق ہوا ہے ۔ تس کی تدبیر یہ ٹھیراوتے ہیں کہ جس طرف کا فقیر مسافر جو آئے نکلے تس کوں بادشاھزادہ کے پاس لے آوتے ہیں ۔ اور اُسے ملکوں کی حقیقت پوچھتے ہیں ، اور بادشاھزادہ کی طرف دیکھتے ہیں کہ کسی ملک کے نانو لئے سے یا کسی آدمی کے نانو لئے سے بادشاھزادہ کا رنگ تغیر ہوئے یا بحال ہوئے تو معلوم ہوئے ۔ (لیکن) کسی کے کہے سے کچھ نہیں ہوتا ۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک سوداگر آوتا ہے ۔ اُس کے تائیں بادشاھزادہ

کے پاس لے آوتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیں کون
کون سے ملك دیکھے ہیں ؟ وہ ملکوں کے نانو لیتے
الف۲۵ لیتے کہتا ہے کہ / میں خطا کے ملك سے آوتا ہوں -
جیوں خطا کا نانو لیا اور بادشاھزادے کے آنسو
سوائے چلے اور رنگ تغیر ہو گیا - سبھوں کے تائیں
توقع ہوتی ہے اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیں وھاں
کی خبر کہہ - وہ کہتا ہے کہ خطا کے بیچ میں ایك
بادشاہ ہے - اُس بادشاہ کا نانو کریم شاہ ہے - اُس
کے ایك بیٹی ہے، تس کا نانو دلربا ہے کہ وہ بہت
خوبصورت ہے اور اُس کی تصویر میرے پاس ہے -
یہ دلربا کا نانو سنتے ہی بادشاھزادہ آنکھیں کھولتا ہے
اور پوچھتا ہے کہ تصویر کہاں ہے - سوداگر تصویر
دکھلاوتا ہے - بادشاھزادہ دیکھ تصویر کوں اٹھ بیٹھتا
ہے اور رووتا ہے - امیر و ندیم اور بادشاہ کوں بہت
خوشوقتی ہوتی ہے اور اُس سوداگر کوں بہت کچھ
انعامات دیتا ہے - بادشاھزادہ اسے پوچھتا ہے کہ تیرے
ہاتھ یہ تصویر کیوں کر آئی - سوداگر کہتا ہے کہ

ایک روز میں نہاونے کوں گیا تھا، سو بادشاھزادی جھروکھے میں بیٹھی تھی سو عکس جو وس کا[1] پڑا میرے تائیں جو صورت وہ خوش لگی سو تصویر میں
نے اُتارلی - / بادشاھزادہ اس تصویر کی نقل لیتا ھے ب۲۵
اور اس سوداگر کے[2] رخصت کرتا ھے اور بادشاہ سے عرض کرتا ھے کہ میرے تائیں حکم ھوے تو میں خطا کوں جاؤں - بادشاہ کہتا ھے کہ تیں وھاں کس واسطے جاتا ھے - ھم وھاں کے بادشاہ کوں ناما[3] لکھتے ھیں سو نسبت کر کے تیرا بیاہ کریں گے - یہ ھرگز قبول نہیں کرتا، اکیلا ھی چلنے کوں تیار ھوتا ھے - لوگ جیتا[4] سمجھاوتے، نہیں سمجھتا اور کہتا ھے کہ ایتا صبر میرے تائیں کہاں کہ نامے کی راہ دیکھوں - بادشاہ کہتا ھے کا نامہ کی راہ نہیں دیکھتا تو فوج لے جا - یہ کہتا ھے کہ میرے تائیں لڑنا نہیں کہ میں فوج لے جاؤں - دیکھا بادشاہ نے کہ

---

(۱) وِس: اُس (دلّی والے اب تک بولتے ھیں) (۲) کے: کو (۳) ناما: خط (٤) جیتا: جتنا -

مانتا نہیں تد لاچار ہو کے رخصت کیا - بادشاہزادہ
ایک گھوڑے کے اوپر سوار ہو کے خطا کی طرف
کوں چلتا ہے - چلتے چلتے ایک مدت میں ایک جگہ
پہچتا ہے کہ تہاں جنگل ہے و پہاڑ ہے - اُس پہاڑ کے
اوپر ایک درخت ہے، اُس کے تلیں ایک عورت بہت
خوبصورت طنبورا ہاتھ میں لیئے گاوتی ہے - بہت
خوش آواز ہے - اِس کے دل میں جو چوٹ تھی
الف٢٦ سو راگ اُس کا اِسے خوش | آوتا ہے - پاس
اس کے جا کے کھڑا ہو رہتا ہے - وہ عورت پوچھتی
ہے کہ تیں اس جنگل میں آیا ہے سو کون ہے --
یہ اپنی سرگزشت اُس سے کہتا ہے - وہ عورت
کہتی ہے کہ تیری صورت پر مجھے رحم آوتا ہے اِس
واسطے بتلاتی ہوں - یہ جو حوض ہے سو اس میں
کوئی حاجت مند نہاتا ہے، جو مراد ہوتی ہے سو حاصل
ہوتی ہے - یہ بادشاہزادہ خوش ہو کے گھوڑے پر
سے اتر کے کپڑے اتار کے اس حوض میں پیٹھتا ہے -
جو غوطہ مار کے سر اٹھائے کے دیکھتا ہے تو شیشے

ھی کی زمین ھے ، شیشے ھی کا آسمان ھے ، شیشے ھی کی
عمارتیں ھیں ، شیشے ھی (کے)[1] دالان ھیں ، شیشے
ھی کے درخت ھیں ۔ بہت تعجب کرتا ھے ۔ آگوں
چلتا ھے ۔ آگوں جاے کے دیکھتا ھے تو سونے کی
تو زمین ھے ، اور سونے ھی کے پہاڑ ھیں ۔ اور
نیلم کا آسمان ھے ۔ ھیروں کے تارے ، چاند ، سورج
ھیں ۔ اور پنّے کے درخت ھیں اور جواھر کے میوے
ھیں ۔ اور لال یاقوت کی عمارتیں ھیں ۔ اور عورتیں
بہت خوبصورت ھیں ۔ اور ، اور جو آدمی ھیں وھاں ،
تنھوں کوں یہ پوچھتا ھے تو کوئی کہتا ھے کہ میں
بیس برس کا پڑا ھوں ۔ کوئی کہتا ھے کہ میں تیس
برس کا پڑا ھوں ، اور سب بادشاھزادے کے | آگوں ب۲۶
روونے ھیں ۔ بادشاھزادہ یہ پوچھتا ھے کہ تم کیوں
روونے ھو ؟ ایسی ایسی خوبصورت عورتیں ھیں ۔
کھانے کوں ھیں[2] ۔ پیونے کوں ھیں ۔ تب یہ

---

(۱) اصل متن میں نہیں ھے (۲) اصل عبارت میں « ھیں »
ھے ۔

کہتے ہیں کہ یہ عورتیں ہیں پر ان کہیں وہ ٹھکانا نہیں - اور گھر سے چھوٹے، قبیلے سے چھوٹے، قید پڑے ہیں، نکل نہیں سکتے - بادشاہزادے نے کہا کہ کس طرح اس کا نکال ہے - ان نے کہا کہ کسی ہی طرح نہیں - بادشاہزادے کوں بہت سا غم اس بات کا ہوا - بادشاہزادے نے پوچھا یہ ہے کیا ؟ ان نے کہا کہ یہ طلسم ہے - اور وہ جو تیں نے عورت بیٹھی دیکھی سو بھی طلسم ہی تھی - بادشاہزادہ آگوں چلتا ہے - دیکھتا ہے، ایک جگہ ہے کہ گھٹا اُمڈی ہے، مینھہ برستا ہے، بجلی چمکتی ہے، بادل گرجتا ہے - اور آگوں چلتا ہے تہاں ایک بیٹھک ہے - وہاں سے جو دیکھتا ہے تو کیتی ہزاروں کوس تائیں پانی ہی پانی نظر آوتا ہے - آگوں چل کے دیکھے تو تس کے اندر غُرابیں[1] چلی جاتیں ہیں - جہاز چلے جاتے ہیں - جہازوں میں لڑائی ہوتی ہے - توپیں،

---

(۱) غُراب : ایک قسم کی عربوں کی کشتی یا جہاز -

رَهکلے[1] چلتے ہیں - آگوں چل کے دیکھتا ہ تو
ہیروں کا ایک محل ہے تس میں ایک مرواريد کا گنبد
ہے کہ / وہ ایک ہی مرواريد کا ہے - اور اس کے الف۲۷
اوپر ایک پنّے کا طوطا ہے - اور ایک تیر کمان پڑی
ہے - اور ایک شخص پڑا ہے کہ جس کا سر جدا
ہے، دھڑ جدا ہے - اور یہ گنبد کیسا پھرتا ہے کہ
کُمہار کے چاک سے بھی زیادہ پھرتا ہے - جیوں یہ
بادشاھزادہ کھڑا ہوا یتوں ہیں[2] ایک بڈھا اس کے
پاس آوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تیں کون ہے -
بادشاھزادہ اپنی حقیقت کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ
مُردہ کون ہے اور تیر کمان جو پڑی ہے، سو کیا
ہے؟ بڈھے نے کہا کہ یہ جو گنبد پھرتا ہے اور
تس بیچ جو طوطا ہے سو جَد کوئی اس طوطے کی
چونچ میں تیر کے[3] مارے اور چونچ ہی میں لگے تَد
یہ طلسمات ٹوٹے اور قید میں جو پڑے ہیں لوگ، سو

---

(۱) رَهکله: (مذکر) چھوٹی توپ، زنبورك، گُھڑ چڑھی
(۲) ہیں: ہی (انثی تلفظ) (۳) کے: کو -

چھوٹیں - اور چھوٹے تو یہ طرح ہوئے کہ سر جدا
ہو جائے، تن جدا ہو جائے - اس کے تائیں میں
منع کرتا تھا سو اس نے نہ مانا - چوٹ کر کے
چوک گیا، تس سے اس کا تن، سر جدا جدا ہو گیا -
تس پر بادشاہزادے نے کہا کہ اس جیونے سے تو
مرنا بھلا ہے - اس طوطے کے میں تیر کے[1] لگاؤں
گا - تیر کمان ہاتھ میں لیا - تب اس بڈھے نے بہت
ب۲۷ منع کیا / بادشاہزادے نے نہ مانا - جیوں اس نے تیر
زہ پر لگایا یوں یکبارگی ہی شور اس جگہ ہوا کہ
مارو! مارو!! - بادشاہزادے نے تیر طوطے کوں
چلایا، سو چوک گیا - سر[2] اور دھڑ اس بادشاہزادہ
کا جدا جدا ہو گیا - ارجمند ایک سوداگر بچہ تھا،
سو بادشاہزادے سے اور اس سے بڑا اخلاص تھا - جب
بادشاہزادہ اس طرف کوں آیا تھا تب سوداگر بچہ
سوداگری کوں اتفاقاً گیا تھا - جب سوداگر بچہ روم
میں آیا تب بادشاہزادے کی حقیقت پوچھی، کہاں ہے -

---

(۱) کے : کو (۲) سر : تلفظ زیر کے ساتھ (اصل املا) -

تب وہاں خبر پائی کہ بادشاھزادہ عاشق ہو کے خطا
کی طرف کوں گیا ہے ۔ ارجمند یہ سن کے، یہ بھی
خطا کوں چلا ۔ وھاں سے چلتا چلتا آوے ہے کہ
جہاں ایک پہاڑ ہے ۔ اُس پہاڑ کے اوپر ایک درخت
ہے، تس درخت کے سایہ میں ایک عورت بہت
خوبصورت بیٹھی گاوے ہے ۔ اُس کی صورت اور
گاونا اِس کوں بہت خوش آیا ۔ سو یہ اُس
عورت کے پاس آئے کھڑا رہا ۔ اس نے چاہا کہ
اُس عورت کے نزدیک جائے، تو لوں[1] اُس عورت نے
کہا کہ میں پری ہوں، تو مانس ہے ۔ جو تو میرے
پاس/ آوے ہے تو اِس جگہ ایک حوض ہے اُس الف۲۸
حوض میں نہائے کے تب میرے پاس آؤ ۔ سوداگر
بچہ نے کپڑے اتار اُس حوض میں پیٹھ کے غوطہ لیے
کے جو سر اٹھاوتا ہے، کیا دیکھتا ہے کہ شیشے کا
محل ہے، شیشے کی زمین ہے، شیشے ھی کا آسمان
ہے، شیشے ھی کے درخت ہیں، رنگا رنگ ۔ سوداگر

---

(۱) تو لوں: تب تک ۔

بچہ سب جگہہ کی سیر کرتا ہے - سیر کرتا کرتا اُس
جگہہ آیا جس جگہہ مروارید کا گنبد، تس پر پنّے
کا طوطا پھرتا ہے - تس کے تلے بادشاھزادے کوں
دیکھا کہ سر جدا ہے، دھڑ جدا ہے - اسی طرح
ایك اور شخص کا سر دھڑ جدا دیکھا - تب اس کوں
بڑا اچنبھا ہوا اور رویا - اِیتے میں وہ بڈھا آیے
گیا - بڈھے سے بادشاھزادے کی حقیقت پوچھی کہ
کیا طرح ہوئی - تب بڈھے نے کہا کہ میں اس
بادشاھزادے کوں بہت منع کیا کہ اس طوطے کوں
تیر مت چلاوے - ان نے مانی نہی[1] - تیر کے چلاوتے
ھی سر دھڑ[2] جُدی جُدی ہو گئے - اب جو کوئی
اس طوطے کوں تیر چلاوے اور چونچ ھی میں لگاوے
تو یہ بادشاھزادہ بھی جیوے اور طلسم بھی ٹوٹے -
ب۲۸ ارجمد تیر انداز بھلا تھا - / بادشاھزادے کوں وس
حال میں دیکھ اس نے بھی کہا کہ اس جینے سے
مرنا بھلا ہے - تیر کمان ھاتھہ میں لیتے - تب ھی وہ

---

(۱) نہی : نہیں (غیر اننی تلفظ) (۲) اصل املا «دھر»۔

بڈھا منع کرنا لاگا کہ آگوں اسی طرح اس بادشاھزادہ کوں منع کیا تھا سو نــہ ماناں[1] ، تو بھی تیر مت چلاوے ۔ جیسا حال اس بادشاھزادے کا ھوا ھے ، ایسا ھی تیرا ھو گا ۔ اِس نے اُس کی بات نہ مانی ، اور خدا کا نانو لیے کے جیوں تیر زہ پے دھرا تیوں ھیں شور مار ! مار ! ! کا ھوا ۔ خدا کا فضل اِس کے اوپر تھا ۔ جیوں تیر کوں زہ سے چھوڑا تیو نہیں وِس طوطے کی چونچ میں لـگا ۔ لـگتـے ھیں وہ طلسم ٹوٹ گیا ۔ وِس جگہ حوض ، عمارت ، گنبد ، درخت طلسم کے تھے ، سو سب مٹ گئے ۔ اور اس جگہ جواھر و کپڑے طلسم کے جو لوگ پہنے تھے ، سو جاتے رھے ۔ یا تو اِن سبھوں کی یہ طرح تھی کہ طرح طرح کے جواھر و کپڑے پہنے تھے یا یہ طرح ھو گئی کہ ایــک ھاتھہ پچھیں ، ایک ھاتھہ آگیں دیے کھڑے ھیں ۔ اسی طرح سیر نہُرائے[2] نہُرائے[2] کے

---

(۱) ماناں : مانا (انثی تانفظ) (۲) نہُرانا (نیہوڑانا) ، جھکانا ، خمیدہ کرنا ۔

ارجمند کوں سلام کی، اور سب اپنی اپنی مال متاع
ہاتھوں سے ڈھانکیں اپنے اپنے ملک کوں چلے ۔
بادشاھزادہ و سوداگر بچہ خطا کی طرف کوں چلے ۔
چلے، جاتے جاتے سَمُدر[1] کے کنارے جاتے ہیں ۔
تد بے جہاز کے اوپر بیٹھتے ہیں ۔ ناگہاں ایک مچھی
الف۲۹ وس سمدر میں پیدا ہوتی ہے | کہ آدھا دھڑ تو جس
کا عورت کا ہے، کہ نہایت خوبصورت ہے ۔ اور
آدھا دھڑ مچھی کا ہے ۔ سو وہ گاوتی اس سوز سے
ہے کہ جہاز پھٹ جاتا ہے، سو ٹکڑے ہو جاتے ہیں
تو بادشاھزادہ تو ایک تختے پر بہا ایک طرف کوں چلا
جاتا ہے، اور سوداگر بچہ ایک تختے پے بہا ایک
طرف کوں چلا جاتا ہے ۔ تو بہتے بہتے سوداگر بچہ
ایک صاحب آباد نامہ شہر ہے کہ تہاں کوں، چلا
آوتا ہے ۔ وہاں کا بادشاہ تو مر گیا ہے، ایک بیٹی
اُس بادشاہ کی نوبہار نامہ ہے کہ وہ بادشاہی کرتی

---

(۱) سَمُدر : سمدر ۔

ہے - اتفاقاً وہ بادشاہزادی ، ایک پہاڑ ہے سمدر کے
کنارے ، تہاں سیر کوں آئی تھی - دیکھے کیا تو
ایک تختہ بہے آدمی بہا چلا آوتا ہے - غرابیں جو
چوکی کی کھڑی تہیں ، تنہیں حکم کیا کہ اس آدمی
کوں بمعہ تختہ لے آؤ - سو اُسے لے اے -
سو داگر بچہ جو بہت خوبصورت تھا ، سو تو بہار بانو
کوں اس کی صورت خوش آئی ، سو اس بے عاشق
ہوتی ہے - اُسے وہاں سے لیا بیٹھ کے ساتھہ اُس کے
بیاہ کیا اور بادشاہی اُس کوں دی ، سو وہ بادشاہی
کرتا ہے ، یہ محلوں میں رہتی ہے - تو یہ ارجمند سمدر
کے کنارے و جنگلوں میں آدمی / بھیجتا ہے واسطے ب۲۹
تلاش بادشاہزادے کے - اور بادشاہزادے کا تختہ بہا
بہا ایک پہاڑ کے تلے آ لگتا ہے - بادشاہزادہ
شکر کرتا ہے خدا کا اور اُس تختے بے سے اُتر کے
پہاڑ بے چڑھتا ہے - کیتے دنوں کا بھوکھا بادشاہزادہ
بے طاقت ہورہا تھا سو طاقت راہ چلنے کی تو تھی
نہیں ، اور کچھ پہاڑ بے وہاں کھانے کو تو ملا نہیں ،

تس سے سیمرغ کے انڈے اسے ملتے ہیں سو انھوں
کوں پھوڑ پھوڑ کر کھاتا ہے ۔ اُن انڈوں کے کھانے
سے قوت بھی اسے ہوتی ہے اور سب دیہی[1] میں پر
نکلتے ہیں ۔ یہاں سے یہ اٹکل باندھ کے خطا کی طرف
کوں اُڑتا ہے ۔ کیتے دنوں کے بیچ میں ایک گاؤں
اسے نظر آوتا ہے ۔ ایک آدمی اُس گاؤں کے نزدیک
نظر آوتا ہے ۔ اُس کے پاس یہ جاتا ہے اور اُسے
پوچھتا ہے کہ خطا یہاں سے خشکی کی راہ کیتے کوس
ہے ۔ ایک بیر[2] مُہہ سے اُس آدمی کے نکلا تو سو
کوس ہے ، لیکن دیکھ اس کی صورت و پر لگے
ہوے وہ آدمی بے ہوش ہوتا ہے مارے ڈر کے ۔
بادشاھزادہ دیکھ کے اس کوں قیاس کرتا ہے کہ اکیلا
الف۳۰ یہ تھا تس سے ڈرا ۔ بادشاھزادہ / گاؤں کی طرف جاتا
ہے ۔ گاؤں کے آدمیوں نے اس طرح کا پروں کا
لگا ہوا آدمی تو کبھی دیکھا نہ تھا ۔ یکبارگی ھی
دیکھ اس کے تائیں سب مرد اور عورتیں بھاگ کے

---

(۱) دیہی (دیہہ) : جسم (۲) بیر : بار ۔

گھروں میں جاتے رہے - بادشاھزادہ اپنے دل میں کہتا ہے کہ یہ بڑی قباحت ہوئی - دلربا اس صورت سے دیکھے گی تو بہت محظوظ ہو گی - بادشاھزادہ لاچار ہوکے اور ڈر کے کہ شاید کوئی بندوق سے نہ مارے، اس واسطے اُس گاؤں کے پاس جنگل تھا اور ایک چھوٹی سی ندّی تھی، تہاں جائے کے بیٹھ رہتا ہے - جَد رات ہوتی ہے تَد بھوکھ بادشاھزادے کوں لگتی ہے، تب پھر گاؤں میں کوں چلتا ہے - جیوں بادشاھزادہ گاؤں میں پیٹھتا ہے تیوں ہیں وہاں کے لوگ بھاگ بھاگ کے گھروں میں جاتے رہتے ہیں اور گھروں کے کواڑ جڑ[1] دیتے ہیں - اور بنیئے جو دوکان دار ہیں سو بھی سب دوکانوں پے سے بھاگ بھاگ کے جاتے رہتے ہیں - بادشاھزادہ بنیؤں کی دوکان میں سے آٹا، گیہونوں[2]، شکر جو اٹھائے سکتا ہے سو لے کے پھر چلا آوتا ہے - پکائے کے تو

---

(۱) کواڑ جڑنا: کواڑ بند کرنا (۲) گیہونوں: گیہوں -

جانتا نہیں ۔ پر وہاں ہیں جنگل کی لکڑیاں توڑ کے
پکا پکا پکائے کے کھاتا ہے ۔ اور گاؤں کی بھی یہ
ب۳۰ حالت ہوئی ہے، سو دن کوں تو کوئی | باہر نہیں
نکلتا گاؤں میں سے ، اور رات کوں گھر میں سے کوئی
نہیں نکلتا ۔ اور یہ شہرت ہوئی ہے بادشاہزادے کی
کہ کوئی یہ پیر غیبی ہوا ہے ۔ اتفاقاً ایک سوار اُس
گاؤں میں آے نکلتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی ہمارے
تائیں دھوبی پیدا کردیو تو کپڑے دھلاؤں ۔ سو دھوبی
تو پیدا ہوتا ہے ، اس کے پاس آے کھڑا رہتا ہے۔
پر وہ کہتا ہے کہ صاحب ایک پیر غیبی اس گاؤں میں
لگتا ہے سو ندّی پے تو نہ جاؤگا ۔ سوار تو بانکے
طور تھا ، کہتا ہے کہ ہمارا (نانو)[1] شیر بیک ہے ۔
کیا کر سکتا ہے پیر غیبی ۔ چل ! ہم تیرے تائیں لے
چلتے ہیں ۔ سو دو تو قحچی مارتا ہے اِس کیں[2] اور
بزور دھوبی کوں لے جاتا ہے ۔ جب یہ ندّی کے پاس

---

(۱) اصل متن ندارد (۲) کیں : کے (انفی تلفظ)

پہچنتا ہے تب دھوبی پے تو کپڑے دُھلواتا ہے اور
گھوڑے کے تائیں باگ ڈور سے لے کے میخ سے
باندھتا ہے - اور آپ درخت کے تلے بیٹھتا ہے -
بادشاھزادہ دیکھتا ہے تو ایک سوار شہری سا بیٹھا
ہے - تد بادشاھزادے نے کہا کہ یے تو گاؤں گنوار
ہیں ، سو کچھ نہ جانتے تھے ، بھلا یہ تو شہری ہے ،
یہ تو مجھے پہچانے گا - بادشاھزادہ اس کے پاس
چلتا ہے تو جنگلے سے باہر ہوتا ہے - دھوبی کی آنکھ
تو جنگل ہی کی طرف تھی / جیوں اس کے تائیں الف۳۱
دیکھا تیونہیں کہا کہ پیر آیا ! یہ کہہ کے دھوبی تو
بھاگا اور سوار جو اس کے تائیں دیکھا ہے تو سوار
بھی دھشت میں میخ اکھاڑنا تو بھول گیا ، اُسی طرح
میخ گڑی ہوئی ہے اور یہ جلدی سے گھوڑے کے اوپر
چڑھتا ہے ، کہ گھوڑا دوڑایا تیونہیں میخ جو گڑی
تھی سو اچھل کے جھٹکے سے اکھڑی ، سوار کی پیٹھ
میں لگتی ہے - سو سوار کا بانک پنا تو بھول گیا ،

پر کہتا ہے کہ دھوائی[1] پیر غیبی ! دھوائی پیر غیبی کی !!
میں تو نہ آوتا تھا یہ دھوبی بھڑوا میرے تائیں لے آیا
ہے - جیوں جیوں گھوڑا دوڑاوتا ہے تیوں تیوں میخ
جو اچھل اچھل کے اس کی پیٹھ میں لگتی ہے -
تیوں تیوں کہتا ہے کہ توبہ ! اور دھوائی پیر غیبی کی !
بڑا جَھکھ[2] مارا، پھر نہ آؤں گا - اس طرح بے
بھاکے ہوئے جد گاؤں میں جاتے ہیں تد گانو کے
لوگ کہتے ہیں، بے آئے ہمارے شیر بہادر، گھوڑا
کُداوتے - بادشاہزادے کوں سوار کی حالت دیکھ
کے ہانسی[3] بھی آوتی ہے اور لاچار ہو کے پھر جنگل
میں آوتا ہے - یہ خبر، گاؤں کا جو حاکم ہے تِسے
ہوتی ہے کہ گاؤں کے لوگ باہر نہیں نکلتے اور جُوت
نہیں ہوتی، گاؤں بیٹھا جاتا ہے - گاؤں کا حاکم
ب ۳۱ رستم بیگ تھا - سو نقارہ نشان | چکھ تہوزیك سے فوج

---

(۱) دُھوائی: دھائی (۲) جَھکھ: جھك (۳) ھانسی: ھنسی
(بکٹ کہانی، افضل) میں بھی یہ لفظ اسی طرح ملتا ہے) -
(٤) تہوزیك: تزك واحتشام -

سے[1] باھر نکلتا ھے ، اور کہتا ھے کہ یہ ان گاؤں کے لوگوں ھی کی حرمزدگی ھے - بھلا کیسا پیر ھے ، ھم دیکھتے ھیں - ندی کے اوپر ھوادار ڈیرا کھڑا کر کے یے آپ اترتے ھیں - بادشاھزادہ دیکھ کے کہتا ھے کہ یہ بڑی دقت ھوئی - لون کے کھانے سے پر تو کچھ جھڑ گئے ھیں - یہ گھیر کے اس جنگل میں مار ڈالے گا - اس کی کچھ تدبیر کی چاھیئے - تو اس بادشاھزادے نے کیا کیا کہ آدھی رات کا وقت ھوا تد لکڑیں[2] توڑ کے ایک ھاتھہ میں جلا کے لکڑیں لیں[3] ھیں اور ایک ھاتھ میں جانور لے کے پانی میں دھستا ھے اور شور کرتا ھے - تو جانور بھی سب شور کرتے ھیں - تو یہ طرح دیکھ کے نانو تو رستم بیگ تھا پر لیڈی[4] بیگ ھو گئے - چونک کے گھوڑے پر چڑھ کے اکیلے بھاگ جاتے ھیں - ان کے بھاگنے

---

(۱) سے : ساتھہ (۲) لکڑیں : لکڑیاں (۳) لیں : لی (جمع کی شکل استعمال کی ھے) (٤) لیڈی : لینڈی (غیر اننی تلفظ) -

سے لشکر بھی بھاگتا ہے ۔ تو یہ طرح لوگوں کی
ہو گئی کہ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے ۔ کسی کی
ٹانگ ٹوٹتی ہے ، کسی کی بانہہ ٹوٹتی ہے اور کہتے
ہیں کہ دھوائی پیر غیبی کی ہے ، ہم بے تقصیر ہیں ۔
یہی بھڑوا لیڈی بیگ ہمیں لایا تھا ۔ اور کوئی کہتا ہے
کہ پیٹ کے واسطے آئے تھے ، جھکھ مارا ۔ تم پیر
ہو ہم کو بخشو ۔ پھیر نہ آویں گے ۔ فوج تو سب
بھاگتی ہے ، یہ بادشاھزادہ گاؤں کے نزدیک جا کے
الف۳۲ کہتا ہے / کوئی اس ندی کے پار نہ آوے اور وار
وار[1] جو جانو سو کیا کرو ۔ اور ہمارے تائیں کھاناں
نمکین فلانے درخت کے نیچوں روز رکھہ آیا کرو ،
نہیں ہم سے تم سے بگاڑ ہو گا ۔ گاؤں والوں نے
لشکر کا تو حال دیکھا ہی تھا ، تس سے اس بات کے
تائیں غنیمت جانتے ہیں ۔ کھاناں روزمرہ درخت کے
تلے پہچاوتے ہیں ۔ بادشاھزادہ کھاناں کھاتا ہے اور
اس جنگل میں رہا کرتا ہے ۔ کیتی دنوں میں لون کا

---

(۱) وار وار : اس پار ، ادھر ۔

کھانا کھاتے کھاتے پر تو بادشاھزادے کے جھڑ جاتے
ھیں تب بادشاھزادہ خطا کے تائیں چلتا ھے - کیتیک[1]
دنوں خطا شہر کے بیچ میں پہچتا ھے - جھروکھے
کے تلے جو گھاٹ ھے، جہاں سوداگر نے اس کے
تائیں پتا بتلایا تھا، تہاں یہ بادشاھزادہ جائے بیٹھا - تو
بادشاھزادی کی یہ طرح تھی کہ جس روز اس بادشاھزادے
کوں سپناں[2] ھوا تھا اُسی روز اِس بادشاھزادی کوں
سپناں ھوا تھا، کہ روم ایک شہر ھے تہاں کا
بادشاھزادہ ھے اور نور عالم اُس کا نانو ھے - تو یہ
بادشاھزادی تو آپ مصوّر تھی - سپناں دیکھ کے اِس
کی تصویر، لیکھہ[3] لی، اور دل و جان سے اس کے اوپر
عاشق تھی - اور، اور کہیں کا بیاہ کا | پیغام آوتا ب۳۲
تو قبول نہیں کرتی تھی - تو جھروکھے سے جو
اس بادشاھزادے کی نظر اس کے اوپر پڑتی ھے تو
سپنے میں جو تصویر دیکھی تھی تس سے مقابلہ مِلاتی

---

(۱) اصل املا ، کیتے کہ ، - معنی : پکھ (۲) سپناں
سپنا (انثی تلفظ) (۳) لیکھ (لکھنا) : نقل کرنا -

ہے تو بادشاہزادی بے اختیار ہوتی ہے - اور ایک لونڈی جو مصاحب تھی اور بھیدی تھی تسے اس کے پاس بھیجتی ہے کہ جائے کے خبر لیاؤ کہ یہ کون ہے - بادشاہزادہ جد تک نہیں جانتا کہ دلربا نے بھیجی ہے تد تائیں تو نہیں قبول کرتا - اور جد جانا کہ اُس نے بھیجی ہے تب خوش ہو کے سرگزشت اپنی کہتا ہے - لونڈی دلربا سے کہتی ہے - پتے جو ملتے ہیں تس سے دلربا خوش ہوتی ہے - آگوں تو عاشق تھی ہی اب ہزار جان سے زیادہ عاشق ہوتی ہے - کچھ روپئے بادشاہزادے کوں بھیجتی ہے اور کہا کہ دو گھوڑے اس کے لیجے - آدھی رات کوں اس جھووکھے نیچیں گھوڑے آئے کھڑے ہوے، سو ہم تم چڑھ کے چلتے رہیں گے - بادشاہزادہ گھوڑے خرید کر کے جھروکھے کے نیچوں بیٹھتا ہے - اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہزادے کی تو آنکھ لگ جاتی ہے - چُوتڑ کا وہاں ہو گذر ہوتا ہے - تو چُوتڑ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص، دو گھوڑے جھروکھے

کے تلیں لیئیں بیٹھا ہے، سو اس میں کچھ لاگ ہے ۔
چوٹّے نے بادشاھزادے کوں تو بے ہوشی کی ئے[1]
نانک میں پھونک ماری / سو ئے تو بے ہوش ہو جاتے الف۳۳
ہیں ۔ ٹانگ پکڑ کے گھسیٹ کے چوٹّے نے بادشاھزادے
کوں تو ایک طرف ڈال دیا اور آپ دونوں گھوڑوں
کو پکڑ کے وھاں بیٹھہ گیا ۔ بادشاھزادی جھرو کھے
کی ٹٹّی اترتی ہے اور گھوڑے پے سوار ہوتی ہے۔
اِسے بھی کہا کہ تَیں بھی سوار ہو ۔ چور اور
بادشاھزادی سوار ہوتے ہیں ۔ آگوں تو بادشاھزادی
ہے ' پچھوں چور ہے ۔ شہر کے باھر ہوتے ہیں ۔
بادشاھزادے کوں فجر ھی ہوش آیا ۔ دیکھے تو
گھوڑے بھی نہیں اور دلربا بھی جاتی رھی ۔ تو یہ
ھاے دلربا! ھا ئے دلربا ! کرتا یہ بھی شہر کے باھر نکلتا ہے ۔
بادشاھزادی کوں بھی رات تو معلوم کچھ ہوتی نہیں ۔
بڑی فجر ہوتی ہے پھر دیکھتی ہے تو بادشاھزادہ ھُی[2]
نہیں کوئی اور ہے ' گھوڑے پے چڑھا آوتا ہے ۔

---

(۱) ئے : نلی (۲) ھُی : ہے ھی (مخفف شکل) ۔

بادشاھزادی جانتی ھے کہ اُس لونڈی نے کچھ چھل کیا۔
بادشاھزادی فکر مند ھوتی ھے ۔ آگوں دیکھیں تو
ایک کوآ[1] بادشاھزادی کی نظر پڑتا ھے ۔ بادشاھزادی
کہتی ھے اِسے جتایا نہ چاھیئے اور اس سے ایک چھل
بھی کیا چاھیئے ۔ بادشاھزادی کہتی ھے کہ اے
ب۳۳ عاشق ! یہ پیاسی ھے اِسے / اِس کُوئے سے پانی پلاؤ ۔
چور جانتا ھے کہ یہ دلربا بادشاھزادی ھے ۔ اِس کی
صورت دیکھ کے محو ھو جاتا ھے ۔ تیوں یہ کہتی
ھے عاشق، تو اِس کہنے سے نہایت محو ھو جاتا ھے
اور شتابی ھی گھوڑے سے اتر کے کُوئے پر آ کے
کہتا ھے کہ اے دلربا ! اِس پر کچھ باسن تو ھے
نہیں، تس سے نکالے ۔ پگڑی ھے، تسی کوں پانی میں
بھگوتا ھوں تَیں نچوڑ کے پیو ۔ بادشاھزادی گھوڑے
پر سے اترتی ھے اور اِسے کہتی ھے، بھگو ۔ جیوں
یہ کُوآ میں پگڑی اتار کے نُہرا[2] تیونہیں مارتی ھے

---

(۱) کوآ : کنواں (غیر اتنی شکل) (۲) نُہرا (نہرانا) : جُھکنا ۔

جو لات سو یہ کُوئے کے بیچ گر پڑتا ہے -
بادشاھزادی دوسرے گھوڑے کی لگام کھول کے اُس
گھوڑے کوں چھوڑ دیتی ہے اور آپ گھوڑے کوں
دوڑائے کے بھاگی اور جنگل کی راہ لیتی ہے - چور
جو کُوئے میں پڑا تھا سو راہ کے جو مسافر وھاں
ہوئے کے نکلتے تھے دیکھا اُن نے کہ کوئی اِس کُوئے
میں پڑا ہے - مسافروں نے اس کے تائیں نکالا -
ہر چند کہ بادشاھزادی نے اس کے تائیں کُوئے میں
ڈھکیل دیا تھا لیکن اُس کے جو دام حسن میں یہ
گرفتار تھا ، تس سے یہ بھی ھائے دلربا ! ھائے دلربا !!
کرتا اُسی راہ کوں چلتا ہے - اور یہ بادشاھزادی
چلتے چلتے ، ایک قنبر آباد شہر ہے ، وھاں جائے نکلی
ہے - وھاں کا بادشاہ جو تھا سو سیدی جواھر تھا | الف ۳٤
سو شکار کھیلتا ہے ، سو اُس بادشاہ کی نظر اُس کے
اوپر پڑی - دیکھتا ہے کہ ایک صاحب حسن عورت
گھوڑے پے چڑھی آوتی ہے ، تو ہزار جان سے
عاشق اُس کے اوپر ہوتا ہے - اُس کے تائیں پکڑ کے

محلوں میں لے جاتا ہے اور اُس کے پاس جا بیٹھتا ہے۔
بادشاھزادی دیکھے کیا ہے کہ اس کا نانو تو سیدی
جواھر ہے، پر لوٹے سے بھی بدتر ہے۔ جامن
و ڈھال اور بھونرا تس کے رنگ کے آگوں شرمندہ
ہیں۔ اُن کے رنگ میں چکناھٹ ہے اور اس بدبخت
کا رنگ رُوکھا ہے۔ جس کی زیرا سی تو آنکھیں ہیں
اور ٹیٹے[1] سی ناک ہے اور جنگلی او پلے سے ہونٹھہ ہیں۔
اوپر کے ہونٹھہ نے تو ناک چھپائے لی ہے اور، اور[2]
نیچو(ں) کے ہونٹھہ نے ٹھوڑھی چھپائے لی ہے۔ اور کلیچہ[3]
سا مُھہ ہے۔ چھاج سے کان ہیں۔ پیٹھے سا سر ہے
اور کوٹری سے دانت ہیں، اور طباق سا پیٹ ہے۔
دو دو گز کے ھاتھ ہیں، اور تین تین گز کی ٹانگیں
ہیں۔ اور جو کالے آدمی ہوتے ہیں تن کے ھتھیلی
و تلوے اُجلے ہوتے ہیں اور اس کے نیلے ہیں۔
خارشتی سُؤر کے سے تن میں بال ہیں۔ (سو) کدھی

---

(۱) ٹیٹا: چیچا: ٹنا (گالی) (۲) اور۔اور دو بار درج ہے۔
(۳) کلیچہ: کلچہ۔

بادشاهزادی کے رجھاونے کے واسطے لال کپڑے | ب۳٤
پہن آوتا ہے، تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے گونگچی۔
اور کدھی زرد کپڑے پہن آوتا ہے، تد ایسا لگتا ہے
جیسا کڑھی میں کولا[1] ہے، یا تُرئی کے پھول میں
بھونرا ہے۔ اور سبز کپڑے پہن آوتا ہے تد جامن
کے درخت کوں کشت دیتا ہے۔ اور سفید کپڑے
پہن پہن آوتا ہے تد ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچکیری
کے طاق میں جلی لُکٹی دھری ہے۔ اور زری کے
کپڑے پہن پہن آوتا ہے تد ایسا لگتا ہے کہ جیسا
چراغ کا گُل یا ادھ جلا کویلا۔ بادشاهزادی اپنے
دل میں کہتی ہے کہ کالا مُہہ نیلے ہاتھ پاؤں تو خدا
نے آگوں کیتے ہی ہیں اب بناؤ کیئیں[2] کیا ہوتا
ہے۔ بادشاهزادی سے خواہ مخواہ پیغام کرتا ہے کہ
تیں مجھے قبول کر۔ بادشاهزادی ایک چھری ہاتھ میں
لیئے بیٹھی ہے اور کہتی ہے کہ جو تو اس کے پاس

---

(۱) کولا: کوئیلا (چند جملے آگے یہ لفظ «کویلا» درج ہے) (۲) کیئیں: کیئے (الف تلفظ)۔

آوے گا تو یہ اپنے تائیں ضایع کرے گی - تس سے
تیں مہینے کا تجھ سے قرار ہے - تد تلک باہر ایک
جگہ بناؤ تہاں میں رہوں گی - تد تلک کوئی اس کا
آوے گا تو یہ اُس کی ہے اور نہیں آوتا تو یہ ترے
ساتھہ نکاح کرے گی - از بسکہ یہ اس کے اوپر عاشق
ہے سو یہ تو نہیں چاہتا کہ یہ مَرے، لیکن یہ جانتا
ہے کہ کون اس کا یہاں آوے گا اور آوے گا تو
الف۳۵ مار ڈالوں گا - پھر اختیار ۰۰۰۳۰۰۰ / جگہہ ایک شہر
کے باہر بنوادی تہاں یہ رہتی ہے - جگہہ ایسی بلند
بنائی ہے کہ تہاں کسی کی لاگ نہیں - بادشاہزادی
کیا کرتی ہے کہ اس کے جو کپڑے ہیں تس میں سے
تار نکال نکال کے ایک لمبا دھاگا بناوتی ہے - اتفاق
ایسا ہوتا ہے کہ جس روز کہ اس بادشاہزادی کوں
سیدی پکڑ لیایا تھا اُسی روز اُس کے اوپر ایک ساہوکار
بچہ دھن‌روپ نامہ عاشق ہوا تھا - ساہوکار بچہ ہمیشہ
اس کے محلوں کے تلے آئے کھڑا ہوتا تھا - بادشاہزادی
بھی ایک آدہ وقت اس کوں دکھائی دے جاتی تھی -

ایك روز بادشاهزادی نے ٹھیکری پے لکھا کہ یہ بھی
تیرے اوپر عاشق ھے - تیں ڈور اور کمند لیاؤ - یہ ڈور
نیچیں کرے گی تیں اُس ڈوری سے ڈور باندھ دیجے ،
میں ڈور کھینچ لوں گی - پھر ڈور سے یہ کمند باندھیئے
سو میں کمند کھیچ لوں گی - پھر کمند لگانے کے یہ
اُتر آوے گی - یہ ٹھیکری میں لکھ کے ڈال دیا -
ساھوکار بچہ یہ ٹھیکری بانچ[1] کے بہت خوش ھوتا
ھے اور ڈور وکمند لیاوتا ھے - تو بادشاھزادی دھاگا
پھلیں (نیچیں کرتی) ھے - تس سے ان نے ڈور باندھی،
سو ڈور کھیچ (لی) - پھر ڈور سے کمند باندھ دی
سو کمند بھی کھیچ لی - / بادشاھزادی نے پھر ب۳۵
ٹھیکری میں لکھ کے ڈال دیا کہ کوئی کوئی تیرے
یہاں آونے سے آگاہ ھوے ھیں - تس سے کَلّھہ[2] تو
تیں نہ آئیے - پرسوں کے روز دو گھڑی رات رھے
تب تیں آئیے - ساھوکار بچہ تو اپنے گھر گیا ،

---

(۱) بانچ (بانچنا) : پڑھنا (۲) کَلّھہ : کل کا تلفظ جو برج،
میواتی اور پنجابی کے علاقے میں کیا جاتا ھے -

یہ رات کے تائیں کمند بانده کے اتر کے چلی جاتی ہے۔ دوسرے روز جو ساهوکار بچه آوتا ہے تو دیکھے تو یہاں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آٹھویں روز یہ حبشی اُس بادشاهزادی کے دیکھنے کوں آوتا تھا۔ آٹھواں روز ہوا تد وہ اُس کے تائیں دیکھنے کوں آیا۔ دیکھے تو وہ دلربا ہے ہی نہیں۔ پگڑی پھینک[1] دیتا ہے۔ سر میں خاک ڈالتا[2] ہے اور ہائے ڈلربا[3]! ہائے ڈلربا! کہتا چلا ہے۔ ساهوکار بچه دیکھتا ہے کہ اسے بھی دغا دی گئی سو یہ بھی ہائے دلربا! ہائے دلربا! کرتا چلا۔ بادشاهزادی جہاں چلی آوتی ہے کہ تہاں ارجمند بادشاهی کرتا ہے۔ تو لوگ جو ارجمند نے بادشاهزادے کوں ڈھونڈھنے کے واسطے بھیجے تھے اُنہوں کے تائیں یہ مل گئی۔ اور بہت خوبصورت دیکھی سو وے اس کے تائیں لیا کے ارجمند کوں نذر[4] گزرانتے

---

(۱) «پھینک» کا غیر انتی تلفظ (۲) اصل املا «ڈال تا»

(۲) یہ دلچسپ بات ہے کہ حبشی کی زبان سے «دلربا» کو ہر جگہ «ڈلربا» کہلوایا ہے (٤) اصل املا «نظر»۔

ھیں ۔ (سو) ارجمند اس کے تائیں دیکھتا ھے تیوں
ارجمند نے جو تصویر دلربا کی (دیکھی تھی) | سو اس الف۳۶
کا ، اُس کا مقابلہ ملتا ھے ۔ ارجمند اسے پوچھتا ھے
کہ تیرا نانو کیا ھے ۔ یہ کہتی ھے کہ اس کا نانو
دلربا ھے ۔ تد تو اس کے تائیں یقین آوتا ھے اور
اُسے نزدیک بلا کے پوچھتا ھے کہ تیں خطا کی بادشاھزادی
ھے ۔ یہ قبول نہیں کرتی ۔ تد یہ کہتا ھے کہ تیں
وسواس نہ کر اور ارجمند ، نور عالم کی سرگزشت کہتا
ھے ۔ یہ سنتے ھی نانو نور عالم کا بادشاھزادی کے
آنسو چلتے ھیں ۔ اور حقیقت اپنی بادشاھزادی اس سے
کہتی ھے ۔ ارجمند اس کا ادب بجا لیاوتا ھے اور محل
میں اس کے تائیں رکھتا ھے ۔ اور ھر چہار طرف
آدمی ارجمند نے بھیجے کہ جو ھاے دلربا ! ھاے
دلربا ! کہتا ھے تسے لے آؤ ۔ پہل تو حبشی ھاے ڈلربا!
ھاے ڈلربا ! کرتا پھرتا مل گیا ، اُسے لے آے ۔ پھر
ساھوکار ، ھاے دلربا ! ھاے دلربا ! کرتا مل گیا ، اسے
لے آے ۔ اسی طرح کرتا وہ چور مل گیا ، اُسے لے

آئے - اکٹھے ہوتے گئے - پیچھیں، ہائے دلربا!
ہائے دلربا! کرتے بادشاھزادہ مل گیا، اُنہے[1] لے
آونتے ھیں - اُن کے تائیں جد ارجمند دیکھتا ھے تب
(تخت پے) سے اتر پڑتا ھے - بادشاھزادے کوں تخت
پے بٹھلاوتا ھے - بادشاھزادے کوں ارجمند نے فکر مند
ب٣٦ دیکھا / تب ارجمند نے کہا کہ اے بادشاھزادہ! تیں
فکر نہ کر، دلربا بھی یہاں ھی ھے - اتنے کے کہنے
میں بادشاھزادے کے آنسو نکل پڑتے ھیں اور اٹھہ کھڑا
رھتا ھے - ارجمند سے کہتا ھے کہ کہاں ھے دلربا
بتلاؤ - ارجمند ان کے تائیں لے کے جہاں کہ محلوں
میں دلربا تھی، تہاں لے جاتا ھے - روبرو ھونے میں
دلربا کے بھی آنسو گرتے ھیں، بادشاھزادے کے بھی
آنسو گرتے ھیں - دونو سے ملے اور ایک جگہ[2]
بیٹھے، اور جو وے آئے تھے سو چور کوں تو
گردن مروا دیا دلربا نے اور حبشی کے رخصت کی اور

---

(١) انہے : انہیں (غیر اصلی تلفظ) (٢) یہاں جگہ غیر مشدد ھے -

ساهوکار بچے کوں کچھ دے کے بِدا کیا ۔ ارجمند
بادشاهزادے سے عرض کرتا ہے کہ یہ بادشاهی ہے
سو آپ کوں مبارک ہے، کیجیئے ۔ بادشاهزادے نے
کہا کہ یہ بادشاهی تم ہیں کیجیئے ہم اپنے ملک
کوں جاتے ہیں ۔ جیتا ارجمند نے عرض کیا سو
قبول نہ کیا ۔ بادشاهزادہ اپنے ملک کوں چلتا ہے ۔
چلتے چلتے یے اپنے ملک کوں پہچے ۔ بادشاہ
پیشوائی کرنے کوں آوتا ہے ۔ یے شہر میں داخل
ہوتے ہیں ۔ بُہتیک[1] دنوں تائیں اِن کے آونے کی
شادی رہا کی ۔

وہ فقیر مہر افروز بادشاهزادے سے کہتا ہے
کہ اے بادشاهزادہ ! (جب) یہ عاشق ہوا تھا، یہ
معلوم نہ تھا کہ وہ دنیا میں ہو ۰۰۲۰۰ | تو اُس کی بھی الف۳۷
مراد حاصل ہوئے ۔ عشق کے تائیں اثر ہے کہ ایک
طرف ہوتا ہے تو دوسری طرف بھی ہوتا ہے ۔ اور
تو نے تو اس کے تائیں دیکھا ہے ۔ غم مت کر، دلبر

---

(۱) بُہتیک (بہت ایک) : بہت سے ۔

تجھے ملے ھی گی - اور تو ھی نہ رھے گا تو دابز سے
کہاں ملے گا - بادشاھزادہ فقیر سے اجازت مانگتا
ھے - فقیر اسے اجازت دیتا ھے اور ایک چکّر اس
کے تائیں دیتا ھے - اور کہتا ھے کہ جد تجھے کوئی
دیو ملے اور بہت سی مشکل تیرے تائیں ھوئے، کسی
طرح چھٹکارا ھوتا وھاں سے نہ جانے، تد تیں اس چکر
کے مارئیے - جس کے مارے گا تس کا سر اُڑ
جاے گا - لیکن پھیر چکر ھاتھہ نہ لگے گا - تو
بادشاھزادہ آداب بجا لا کے چکّر کے تائیں لیتا ھے اور
رخصت ھوتا ھے - چکر کے تائیں تو وزیر زادے کے
حوالے کیا اور ۳۰۰۰ جاتے ھیں - تو ویسے
ھی پہاڑ، کھوھیں کانٹے دار، اترتے، چڑھتے ایک
جنگل دکھلائی دیتا ھے، تہاں درخت کا نانو نہیں -
چوڑا کفدست پڑا ھے کہ تہاں پٹ پڑا ھی پٹ پڑا
دکھائی دیتا ھے - ایک درخت دور ان کے تائیں نظر
پڑتا ھے، تو گرتے پڑتے اُس درخت کے تلے پہنچتے
ھیں - سو وھاں ان کی (خستگی بد) حالی ھے -

سوتے سوتے جد اٹھتے ہیں تو دیکھیں ۳۰۰۰ ...
سے ایک دیو و دیونی چلے آوتے ہیں - اُن نے[1] / ب۳۷
آپس میں اِن کے حصّے کرلئے - وزیر زادے کے تائیں
تو دیونی لے جاتی ہے - بادشاھزادے کوں دیو لے
جاتا ہے - لئیں لیئیں[2] دیو بادشاھزادے کوں جہاں
کہ کوہ ہیکل نامہ، سب دیوؤں کا سردار تھا، تہاں
لے گیا - بادشاھزادے کوں جا کے اُس کی نذر[3]
گذراناں - حکم کیا دیو نے کہ باورچی خانے میں
اِسے لے جاؤ - اِس کے تائیں باورچی خانے میں، جہاں
کہ سَو سوا سَے آدمی اور بیٹھے ہیں، اس کوں بھی
وہاں جائے بٹھالا - روز کے روز چار پانچ آدمی کوں
اُن میں سے باری سر[4] لے جاتے ہیں - سیخ میں ڈال
کے اُس کے تائیں کباب، پُلاؤ و دم پخت، قلیا اُس کا
کرتے ہیں - دوسرے روز دیو جب آدمیوں کے تائیں
لینے آیا تو اور جو ہیں سو دیو کی منّت کرتے ہیں،

---

(۱) ان نے : انہوں نے (۲) لئیں لئیں : لئے لئے (انفی تلفظ)
(۳) اصل املا ' نظر (٤) سر : سے -

گھگھاتے[1] ھیں اور یہ بادشاھزادہ دیو سے کہتا ھے
کہ آج میرے تائیں لے جا ۔ خواہ مخواہ دیو سے
بادشاھزادہ لا گو ھے ۔ دیو سن کے حیرت کرتا ھے
کہ حیف بات ھے، اور جو آدمی ھیں تو جس کے
تائیں لے جائیتا[2] ھے تو وہ منت کرتا ھے، گھگھاتا ھے
اور یہ اس طرح کہتا ھے! شہرت اس کی ھوتی ھے ۔
دیو کیں ایک بیٹی جو ھے کوہ پیکر نام[3]، تس نے یہ
بات سنی، تو اس نے اس کے تائیں اپنے پاس مگوائے
بھیجا ۔ بادشاھزادے کے ۳۰۰۰ دیو کی بیٹی عاشق
الف۳۸ ھوتی ھے ۔ اپنے باورچی خانے میں (تو) / اس کے عوض
کا آدمی وھاں بھیج دیتی ھے اور آپ بادشاھزادے
کوں لے کے جہاں کہ باغ اس کا ھے تہاں آوتی
ھے ۔ اور عیش و عشرت کے سر انجام کی تیاری
کراوتی ھے ۔ تیونہیں آرام آباد نامہ شہر ھے کہ تہاں
کے بادشاہ کا نام ملک عالم، اس کی بیٹی گلزار بانو نامہ

---

(۱) گھگھانے: گھگھیاتے (۲) لے جاتا (۳) یہاں «نامہ» کی بجائے «نام» لکھا ھے ۔

ہے ، کہ وہ و اسطے سیر کے نکلی تھی ، سواری اُس
کی باغ کے نزدیک ہو کے آئے نکلی - بادشاھزادی
کی نظر ان کے اوپر پڑتی ہے - دیکھے کیا ، تو ایک
بدھیئت ، بدڈول دیو کی بیٹی ، بادشاھزادے کوں لیئے
بیٹھی ہے - بادشاھزادی دیکھ کے اس کی صورت
عاشق ہوتی ہے - دیوؤں کے تائیں حکم کیا کہ
بادشاھزادے کوں لے آؤ - دیو کہتے ہیں کہ اُس
کے ساتھ بھی چوکی کے دیو بہت ہیں ، اُن سے لڑائی
ہوگی - بادشاھزادی نے کہا کہ تم بھی سب اکٹھے
ہو کیں ، تیار ہوکیں ۳۰۰۰۰۰ لڑو - یہ خبر کوہ
پیکر کے تائیں پہچتی ہے - یہ بھی اپنی سواری تیار
کراتی ہے - دونوں طرف سے فوجیں آراستہ ہوتی
ہیں - ہتھیار اپنے کے تائیں درست کرتے ہیں ، اور
ہنگاماں لڑائی کا گرم ہوتا ہے - اس طرف سے بھی
(دیو ہلکار کرتے) ہیں اُس طرف سے بھی ہلکار
ہلکار کے دوڑتے ہیں - اس طرف سے بھی ہلکار ہلکار
کے دوڑتے ہیں ، / تو ان کی آواز سے پہاڑ ترق ترق ب۳۸

جاتے ہیں اور عمارتیں گر گر پڑتی ہیں - ٹیوں ٹیوں لے ، لے ! مار ، مار ! پکڑ ، پکڑ ! کا دونوں طرف سے شور ہوتا ہے اور ان کے دونوں طرف سے دوڑنے کی آواز کی آندھی ایسی چلتی ہے کہ درخت اکھڑ اکھڑ جاتے ہیں - اندھیارا ہو ہو جاتا ہے - درخت ایسے اڑتے پھرتے ہیں جس طرح پات اڑتے پھرتے ہیں - اس طرف کا دیو دوڑتا ہے اُس طرف کے دیو کی ٹانگ پکڑ کے ایک نیچوں کر کے ایک اونچیں[1] پکڑ کے چیر ڈالتا ہے - اور اُس طرف کا دیو دوڑتا ہے اس طرف کے دیو کوں پکڑ کے سر جدا کر ڈالتا ہے ، دھڑ جدا کر ڈالتا ہے - اور آپس میں دیو ایک دیو کوں پکڑ کے ، پھرائے کے چلاوتا ہے تو کئی کئی دیو (اُس طرف) کے پچھڑ جاتے ہیں - دانتوں سے اور لاتوں سے ، مُکیوں سے اور ڈُکوں[2] سے لڑتے ہیں ، کہ اُدھر کا جو دوڑتا ہے سو اِدھر کے کی نانک

---

(۱) اونچیں : اونچی (انثی تلفظ) (۲) ڈُکا : گھونسا -

داتوں[1] سے توڑ لے جاتا ہے - ادھر کا جو دوڑتا
ہے سو اُدھر کی کا لے جاتا ہے - اُدھر کا جو گُھون[2]
مارتا ہے تو اِدھر کے کا سر دھڑ میں گُھس جاتا
ہے - اِس طرف کا جو لات مارتا ہے سو اُس طرف
کے کی کمر ٹوٹ جاتی ہے - تو تیر اور تلوار اور
گرز اور عمود[3] اور ۳۰۰۰۰ اور گدا[4] اور چکر
اور سیخ اور شحنا اور سِلا[5] اور ۲۰۰۰ | دونوں طرف الف۳۹
سے ایسے چلتے ہیں کہ گویا بجلی اور مینھہ برستا ہے -
ایک پہر کے تائیں خونریزی کا ہنگاما[6] گرم رہتا ہے -
ہزاروں دیو ادھر کے، اُدھر کے مارے جاتے ہیں اور
گھایل ہوتے ہیں - آخر الامر کوہ پیکر کے دیو تو
بھاگتے ہیں - گلزار بانو کی فتح ہوتی ہے - گلزار
بانو نے باد شاھزادے کوں اٹھاے مگایا اور اس کے

---

(۱) داتوں : « دانتوں » کا غیر انفی تلفظ (۲) گُھون : گَھن
(۳) عمود : گرز (٤) گدا : گرز کی قسم - گوپال -
لوھے کا ھتھیار جو آگے سے برج نما ھوتا ہے (٥) سِلا :
(سل) : چٹان (٦) ھنگامہ : (یہاں غیر انفی)

تائیں لے کے اپنے محلوں میں لیاوتی ہے - عیش وعشرت کے سر انجام کی تیاری کراوتی ہے - اور ادھر تین دن گلزار بانو کے بیاہ کے باقی رہ گئے ہیں - مراد شاہ پریزاد اس کے بیاہنے کوں آوتا ہے ، تو حقیقت گلزار بانو سے و کوہ پیکر سے لڑائی ہونے کی (اور) بادشاھزادے کے و ھاں سے لیاونے کی اس کی جو ماں ہے ' گل اندام ، تس نے سنی - سنتے ھی غصہ کھا کے و ھاں سے چلی ، سو گلزار بانو کوں پکڑ لے چلی - جیتا کہ یہ روتی ہے ' قبول نہیں کرتی - خواہ مخواہ بزور لے جا کے اس کوں تیل چڑھاوتی[1] ہے اور بادشاھزادے کوں پکڑ و ھاں سے ایک کوٹے میں ڈلواتی ہے - تس کے اوپر کئی ھزار من کا ایک سل دھروا کے کوے میں مُدوا[2] رکھایا ، اور دیو اس کی چوکی بٹھاے - سو بادشاھزادہ تو یہاں قید رہا

---

(۱) تیل چڑھانا : شادی کی ایک رسم جسے تیل پان کرنا یا مائیوں بٹھانا بھی کہتے ہیں - اسمیں دولھادلھن کے سر ھاتھ پاؤں میں تیل اور ھلدی ملی جاتی ہے (۲) مُدوانا : بند کرنا -

اور دیوتی وزیر زادے کو لیتیں لیں ایک باغ ہے کہ
لوہ[1] | ہی (کا) دروازہ ہے ، لوہ ہی کی چہار ب۳۹
دیواری ہے اور درخت جس میں ارنڈ ، تھوہر ، سیہڑ
کریل[2] ، جنڈ[3] کے ہیں ۔ اور گلزار جس میں آک ،
دھتورا ، ہلہل[4] ، کٹائی کے ہیں ۔ نانو تو باغ ہے پر
بدبخت نے بندی خانہ[5] سے بھی سوائے بنایا ہے ۔ تہاں
لے جا کے وزیرزادے کوں بٹھلاتی ہے اور آپ
بناؤ کرتی ہے ۔ کوڑیوں کا تو گہنا پہنتی ہے ۔
ہڈیوں کی مالا گلے میں ڈالتی ہے اور پیاز کے
گٹھے گلے سے باندھتی ہے ۔ اور گندک کا ارگجا
لگاتی ہے اور گوگل[6] کا عطر ملتی ہے ۔ من ذو

---

(۱) لوہ : لوہا (۲) کریل : ایک خاردار جھاڑی جسکے
پھل کا اچار بھی بنایا جاتا ہے ۔ کیر کا درخت (۳) جنڈ :
جنگلی درخت جسے سانگر بھی کہتے ہیں = اسکی پھلیوں
کا اچار بھی ڈالا جاتا ہے ۔ (۴) ہلہل : ایک خودرو
پودا جسکے پھولوں اور پتوں میں سخت بدبو ہوتی ہے
(۵) بندی خانہ : قید خانہ (۶) گوگل (س : گگل)
سال و غیرہ درختوں کا خوشبودار گوند ۔

ایک کوئلے پیس کے دانتوں سے لگاوتی ہے اور لوہو کا ٹیکا دیتی ہے - اور لوہو سے مانگ بھرتی ہے - اور توے دس ایک کی کالونچھہ آنکھوں سے لگاوتی ہے اور دو چار بگ و بگلے مار کے کانوں سے لٹکا دیتی ہے - تو صورت اس پلید کی ایسی (ہے) کہ جس کی کھال کے آگوں ہاتھی اور گینڈے کی کھال تو نازک ہے - اور سیاہی ایسی ہے کہ اُس کی کھال کی سیاہی کی نسبت ہاتھی، گینڈے کی کھال گوری ہے - ایک ایک پیٹ میں سلوٹ ایسی پڑی ہے کہ تس میں کُتے لوٹتے ہیں - اور کتوں کے پلّے ہوتے ہیں، تس کی تو غیبانی[1] کوں خبر ہی نہیں - سر تو اتنا بڑا ہے کہ جیتا بڑا گنبد ہوتا ہے - آنکھیں ایسی ہیں کہ جیسے فیلے نقارے - اور ناک ایسی ہے کہ تین تین من کے الف۰۴ گولوں کی | دوہری توپ جیسی - اور ہونٹھ ایسے

(۱) غیبانی : دیوتی -

ہیں کہ جیسے بھاے[1] تالاب کے ۰۰۱۰۰ ۔ اور دانت ایسے ہیں کہ جیسے دروازے کے گنبدی ۔ اور کان ایسے ہیں کہ جیسا بڑا کا چھپر ۔ اور چھاتی ایسی ہے کہ بڑے تو ایتی جیتا پڑاوا ۔ اور لمبی ایتی ہے اور دوڑ کے جس گینڈے[2] کی چھاتی میں مارتی ہے سو گینڈا گر پڑتا ہے ۔ اور دوڑ کے جس ہاتھی کیں مارتی ہے سو ہاتھی گر پڑتا ہے ۔ دو دو سے گز کے ہاتھہ ہیں، اور پانچ پانچ سے گز کی ٹانگیں ہیں جس کی ۔ جس وقت یہ بناؤ کر کے وزیر زادے کے سامہنے چلی آوتی ہے تو مانوں پہاڑ ہے کہ ڈھلکتا چلا آوتا ہے ۔ یا رات ہے کہ صورت بنائیں چلی آوتی ہے، تس سے سورج چھپا جاتا ہے ۔ بہت ناز اور نخرے سے اپنے دل میں معشوقی و خوبصورتی کا زور لئیں وزیر زادے کے سامہنے آے بیٹھی ہے ۔ اور من دسیك[3] کے پتھر کی صراحی، تس میں

---

(۱) ؟

(۲) اس سے قبل یہ لفظ ہمیشہ غیر الف لکھا گیا ہے

(۳) دسیك : دس ایك ۔

مہوہ کی شراب اور من دو ایک کے کھنگر[1] کا پیالا
وزیر زادے کے آگوں دھرتی ھے۔ اور اپنے آگوں
تو گزک ماتھی و گنیڈے کے کباب کی (لیا رکھتی ھے)
اور وزیر زادے کے آگوں گزک، کتّے و گدھے کے
کباب کی لیا رکھتی ھے۔ وزیر زادے کا ھوش دیکھتے
ب ۴۰ ھی جاتا ھے / اور کہتا ھے کہ یا الٰہی! کس بلا میں
لا پھنسایا۔ وزیر زادے سے باتیں کرتی ھے اور
مسکراتی ھے۔ اور کہتی ھے آدمی زادہ! بول۔
وزیر زادے کا ایسا ھوش گیا ھے کہ جواب نہیں
آوتا۔ مُہہ سے تو مسکرانا اور باتیں کرنا اس بدبخت
کا ایسا ھے کہ گویا بادل گرجتا ھے، اور ھنسے تو نہ
جانیے کیا ھوئے۔ اور خوش ھو کے جد چاھتی
ھے کہ وزیر زادہ کے ھونٹھہ چومے تو سارا دھڑ
وزیر زادے کا اس کے ھونٹھہ کی کور میں آجاتا ھے۔
اور یہ وزیر زادے سے کہتی ھے کہ سچ سنا ھے کہ
آدمی بہت سخت ھوتا ھے، اور بے وقوف اور بے

---

(۱) کھنگر: جلی ھوئی اینٹیں۔

مروت - اے آدم زاد! تجھ سو اے اور کم بخت کوئی نہیں - دیکھ یہ ایسا باغ ہے کہ بہتیرے آرزو رکھتے ہیں کہ دیکھنے پاویں اور دیکھنے نہیں پاوتے - اور یہ ایسی کوہ اندام، نازک و صاحب حسن دیو بچی ہے کہ جسے بہتیرے دیو، آرزو میں مر گئے کہ یہ ہمیں قبول کرے لیکن اس نے اُن کوں دیکھا بھی نہیں - وزیر زادہ کہتا ہے کہ کہتی کیا ہے یہ حرام زادی، رانڈ! اگر یہ تمام دھڑ سمیت گھس بھی جائے تو بھی اسے کچھ (نہ ہونے کا)[1] - جتیک کہ یہ وزیرزادے سے کہتی ہے کہ (پیو) اور / کباب الف ٤١
کھا، ہرگز یہ جواب نہیں دیتا - جب دیونی نے جانا کہ یہ نہیں بولتا، تب اس کوں ٹانگ پکڑ کے، الٹا کر کے، درخت سے ٹانگ دیا - آرام بخش ایک شہر ہے کہ تہاں کا بادشاہ فریادرس نامہ پریوں کا بادشاہ ہے - کوہکن دیو ایک دیو ہے سو اُس نے بہتیک بادشاہوں کے دیو و دیونی مار کے کھا کے

---

(١) اضافہ (کرم خوردہ) -

بادشاهی، بادشاهی[1] انہوں کی خراب کی - سو اتفاق
ایسا ہوتا ہے کہ کوہکن دیو ، فریادرس بادشاہ کے
ملك کوں آوتا ہے - یہ جو ہے ' دیونی ہے، سو فریاد
رس کی نوکر ہے - فریادرس بادشاہ کیں بیٹی ہے
گلرخ ، سو ملك کے بندوبست کوں نکلی تھی - سو گذر
وسکا اس دیونی ہی کے نزدیك ہو کے ہوا - دیکھیں
کیا تو ایك آدم زاد ہے تس سے دیونی نے الٹا ٹانگا
ہے اور اُسے مارتی ہے - وزیرزادہ کی صورت
دیکھ کے گلرخ عاشق ہوتی ہے - یہ حقیقت ، گلچہرہ
جو اس کی ماں ہے تس سے ان نے جاے کے کہی
کہ تمہارے ملك پر جو کوہکن دیو نہ آوے تو اور
کس کے ملك پر آوے ، جن کے ملك میں ایسا ظلم
ہوتا ہے - (ایك آدم زاد)[2] ہے بچارا غریب ، تس
کے تائیں دیونی نے پکڑ کے الٹا درخت سے باندھ دیا
ہے اور مارتی ہے - تو تمہارے ملك | پے آفت نہ ب٤١

(١) ایك « بادشاہی » زائد ہے ، یا غالباً « بادشاہوں »
کی رعایت سے لائی گئی ہے (٢) اضافہ (کرم خوردہ) -

آوے تو اور کس کے ملك پے آفت آوے - یہ
بات گلچہرہ نے فریادرس بادشاہ سے کہی - بادشاہ نے
اُس دیونی کوں بھی پکڑ مگایا اور حکم کیا کہ اُس
آدم زاد کو بھی لے آئیو - سو یہ بھی آیا - وزیرزادے
نے ان کے تائیں فکر مند دیکھ کے اور کوہکن دیو کا
مقدمہ سن کے کہا کہ جو تم مہرافروز بادشاھزادے
کوں بلا دو اور اُس کا بیاہ دلبر سے کرادو تو اس
دیو کے تائیں میں ماردوں گا - ان کے تائیں اس بات
کی خوشی ہوتی ہے - گلچہرہ اسے کہتی ہے کہ جہاں
آرا[1] دلبر کی ماں ہے، سو اس کی بہن لگتی
ہے - اور دلبر اس کی بھانجی ہے - بادشاھزادے
کا بیاہ یہ دلبر سے کروادے گی - اور بادشاھزادے
کو بھی ۱۰۰۰۰۰ کروا مگوائے گا - تیں خاطر
جمع رکھہ - اس بات کا وزیر زادے کوں قول قرار
دیتی ہے - اور اسے کہا تو دیو کوں مار -
وزیر زادہ دیو کے سامہنے ہوتا ہے - دیکھے کیا

---

(۱) ہر جگہ جہاں آرا ، جہاں آرای ، - تحریر ہے -

تو ایسی سیاہ بلا چلی آوتی ہے کہ سر جس کا آسمان
سے باتیں کرتا ہے اور آنکھیں و مُہ و نانک جسکی میں
سے آگ کا شعلہ نکلتا آوتا ہے ۔ جسکی چوڑائی کے
آگوں آدھا آسمان ڈھپ رہا ہے ۔ و زیرزادہ خدا کا
نام لے کے اور آرزوبخش فقیر کوں یاد کر کے مارتا
جو ہے (اس دیو کے)[1] چکر سو سر اڑ جاتا ہے ۔
الف۴۲ اس کے گرنے سے تمام زمین جنبش / کھاتی ہے اور
آواز گرنے کی ایسی ہوتی ہے کہ زمین ترقی[2] یا آسمان
ٹوٹ گیا ۔ اور تمام پریوں کوں و بادشاہ کوں
خوشوقتی ہوتی ہے ۔ شکر خدا کا کرتے ہیں ۔ گلچہرہ
و زیر زادے سے کہتی ہے کہ یہ گلرخ کا بیاہ تیرے
ساتھہ کرے گی ۔ تو ہر چند کہ و زیر زادہ اس کے
اوپر عاشق تھا لیکن کہتا ہے کہ جد تائیں کہ بادشاھزادے
کا بیاہ نہیں ہوا ، تد تائیں یہ بیاہ نہیں کرنے کا ۔
تو گلچہرہ اسے پوچھتی ہے کہ اس کا تلاش کس طرح
کیا چاھیئے ۔ و زیر زادہ کہتا ہے کہ کوہ اندام

---

(۱) اضافہ (کرم خوردہ) (۲) ترقی (ترقنا) : تڑخنا ۔

جو دیونی ہے اُس کے ساتھ ہی وہ دیو آیا تھا ۔ وہ
دیونی اِس دیو کا نانو بتلاوے گی ۔ تو اُس دیونی
کوں گلچہرہ پوچھتی ہے کہ اُس دیو کا نانو کیا ہے ۔
یہ کہتی ہے کہ بد اندام اُس دیو کا نانو ہے ۔ کوہ ہیکل
جو دیوؤں کا بادشاہ ہے تس کا وہ نوکر تھا ۔ تو دیو
و پریاں و اسطے تحقیقات بادشاھزادے کے ، یہ بھیجتی
ہے ۔ تحقیق کرتے کرتے جہاں کہ یہ قید میں تھا ،
تہاں آئے ۔ تحقیق کر کے گلچہرہ سے بے جانے کے
حقیقت کہتی ہیں کہ اس طرح لڑائی کر کے گلزار بانو
اُس کے تائیں لیائی تھی ۔ سو گل اندام جو اس کی
ماں تھی ۔ تس نے یہ حقیقت سن کے بادشاھزادے
کوں تو قید کیا اور | گلزار بانو کا بیاہ اور ہی سے ب ٤٢
کر دیا ۔ اس طرح اُس کی حقیقت ہے ۔ تو ملک عالم
و فریادرس سے آپس میں آشنائی تھی اور پگڑی انہوں
نے بدلی تھی ۔ فریادرس نے نامہ بادشاہ کوں لکھا ،
کہ ہمارے ملک پر بڑی آفت آئی تھی ، اور وہ تو
ایسی بلا تھی کہ سبھوں ہیں کوں مشکل تھی ۔ سو

وزیرزادے نے اُس کے تائیں مارا تو درمیانہ سبھوں
میں کی خلش مٹی - تس سے بادشاھزادہ جو اس کا
تمھارے وھاں قید میں ھے سو اُسے چھوڑ کے یہاں
بھیج دیجو - تو ملك عالم بادشاھزادے کوں قید سے نکلا
مگاوتا ھے اور حمّام میں نہلاوتا ھے ، و کپڑے پہناوتا
ھے ، و جواھر پہناوتا ھے اور بادشاھزادے کی تعظیم کر
کے برابر اپنے تخت پر بٹھلاوتا ھے ، اور کہتا ھے کہ
اے بادشاھزادہ ! میں تجھ سے واقف نہ تھا - انجانتے
یہ کام کیا ، تس سے تقصیر میری معاف کیجے - اور
ضیافت ان کی کرتا ھے - ضیافت کر کے تخت پر بٹھا
کے بادشاھزادے کوں فریادرس پاس پہچاوتا ھے -
فریادرس جب بادشاھزادے کی آمدنی سنتا ھے ، تب
پیشوائی کوں آوتا ھے - آگیں ھو کے بادشاھزادے کوں
لے جاتا ھے اور ان کے رھنے کوں ایك محل خالی کراوتا
الف۴۳ ھے - / تہاں بادشاھزادہ رھتا ھے - اور گلچہرہ چاھتی ھے
کہ میں جہاں آرائے ، دلبر کی ماں پے جاؤں ، اور
بادشاھزادے کی حقیقت ، ھمارے ملك پے کوھکن دیو

نامہ دیو آیا تھا، تس کوں اس نے مارا، سو کہوں گی اور دلبر کا بیاہ اس کے ساتھ کراونے کی کہوں گی۔ یہ بات گلرخ اس کی بیٹی نے سنی، تد کہی کہ اس طرح تو یہ بات نہیں ہونے کی۔ کیوں کہ اول تو دلبر مرد کی صورت دیکھنے سے بیزار ہے، اور بیاہ کی جو وہ سنے گی تو ہرگز قبول نہیں کرنے کی۔ تس سے جو ہوے تو ایک طرح ہے کہ بادشاھزادے کوں میں یہاں سے لوا لے جاؤں اور اس کی صورت وس کوں کسی طرح کر کے دکھا دینو[1]۔ بادشاھزادہ بھی بہت خوبصورت ہے۔ اغلب ہے کہ اس کی صورت دیکھ کے وہ عاشق ہو گی، اور بات بھی وہ مجھ سے نہیں چھپاونے کی۔ گلرخ میں و دلبر میں آپس میں بہت پیار تھا، ایسا کہ یے وے ملتے تد آپس میں ہنسنا۔ بات چیت جو اس کے دل میں ہوتی سو وس سے کہتی، اور وس کے دل میں ہوتی سو اس سے کہتی۔ کوئی بات یے آپس میں چھپا نہ

---

(۱) دکھا دینو (دکھا دیوں): دکھادوں۔

۴۳ رکھتی تھیں - گلچہرہ یہ بات قبول کرے ہے ، | اور
قبول کر کے گلرخ کوں حسن آباد بھیجتی ہے -
بادشاہزادہ بھی اس کے ساتھہ کر دیا - چلتے چلتے
یتے نزدیك شہر کے پہنچتے ہیں تو دلہر کی طرف کی
سیتل[1] ، مند[2] سُگندھ جو پَوَن[3] آوتی ہیے ، سو یہ پون
نہیں آوے ، عاشق جو یتے جان ہے سو گویا اس کی
جان آوتی جاتی ہے - اور جیوں جیوں بادشاہزادہ
نزدیك شہر کے پہنچتا ہے ، تیوں تیوں اسے ایسی
خوشوقتی ہوتی ہے گویا بادشاہزادے کا دل تو ہے
کسان اور تَن اس کا ہوا کھیت ، تس کوں حسن آباد
کے جو سگھن سگھن درخت ہیں سوئی[4] ہوے سیام[5]
گھٹا - اور پھول جو جھڑیں ہیں درختوں کے سوئی
ہوئے بوندیں ، سو یتے مانوں اس کا تن رُوپی جو ہے
کھیت ، تس پے برسے ہے - اور نہریں شہر کے

---

(۱) سیتل (شیتل) : ٹھنڈا (۲) مند : دھیما ، نرم رو (۳) پون :
ہوا (٤) سوئی (سو + ھی) : وہ ھی (۵) سیام (شیام) :
سیاہ -

ہر چہار طرف جاری ہیں، و تالاب بھرے ہیں۔ اور
پانی میں جو ترنگیں[1] چلتی ہیں، سو یے ترنگیں نہیں
چلتیں، دلبر کے برہ سے جو عاشق جلتا ہے، تس کے
مانوں بجھاوے کے و اسطے ترنگیں اٹھتی ہیں۔ اور
سبزی[2] جو شہر کے آس پاس ہے، سو یہ سبزی نہیں
یہ سُکھ ساگر ہے۔ اور لہریں جو سبزی میں اٹھتی ہیں
سو یہ لہریں نہیں اُٹھتی، عاشق جو برہ (کارن) / الف ٤٤
سوکھ گیا ہے اُس کے دَھڈ ہے[3] کرنے کے و اسطے
یے ڈھڈھاپن کی بِلّر[4] ہیں کہ اٹھتی ہیں۔ اور درختوں
کی ڈالیں ہوا سے ہلتی ہیں سو یے ڈالیں نہیں ہلیں
بادشاہزادے کوں دلبر کے برہ رُوپی جو ناگ نے
ڈسا ہے تس کے یے درخت گویا گاڈرو[5] ہیں کہ
اُس کے برہ کے مَیر[6] کوں جھاڑتے ہیں۔ گلرخ

---

(۱) ترنگ: لہر (۲) سبزی: ہریاول یا ہریالی (سبزہ
کے علاہ یہ لفظ بھی ان معنوں میں مستعمل رہا ہے)۔
(۳) ڈھڈھے (دھڈھا): سیراب، شاداب (٤) بِلّر: لہر
(٥) گاڈرو: سپیرا (٦) مَیر (ماہُر): زہر۔

بادشاهزادے کوں لے کے جہاں کہ باغ داہر کا ہے
کہ وس کا نانو جاں بخش ہے ، تہاں لے جاتی ہے ۔ تو
باغ کی چہار دیواری جو ہے سو تو سونے کی ہے
اور دروازہ جڑاؤ کا ہے ۔ تس میں حکّا کی لالوں[1] کی
ایسی کی ہے کہ یک لخت دروازہ لعلوں کا ہی معلوم
ہوتا ہے ۔ باغ کے اندر جاتے ہیں تو روش بندی
وکیاریاں جس میں سونے کی ہیں ۔ اور پر چیں کاری
جس میں جڑاؤ کی ہے ۔ باغ کا پہلا مراتب ایسا
رکھا ہے کہ فوارے چھوٹتے ہیں ۔ آپس میں جو
فواروں کا پانی اُچھلتا ہے سو اُن کیاریوں میں جو
چھوٹے فوارے رکھے ہیں تن میں سے ہر ایک طرح
کا رنگ کا پانی چھوٹتا ہے ، تو اس کی کیا شکل
ہو رہی ہے کہ اقسام اقسام طرح کے پھولوں کا گلزار
٤ ب ہو رہا ہے ۔ | بے مانند درختوں کے و سرو کے
و گلزار کے ہور ہے ہیں ۔ اسے دور سے جو کوئی
دیکھے تو یہ معلوم کرے کہ فوارے نہیں چھوٹتے ،

---

(١) « لالوں » کا املا آگے « لعلوں » بھی ملتا ہے ۔

گلزار ہی معلوم ہوے ۔ جد نزدیک آے کے غور کر کے دیکھے تد معلوم ہوے کہ یہ باغیچہ فواروں کا ہے اور اُس کی جو دیواریں ہیں تس میں سے چادریں پانی کی پڑتی ہیں ۔ اور اُس کی دیوار میں منوں[1] کی پر چیں کاری ہے ۔ تو وے منیں[2] مانند چراغوں کے ہیں ۔ اور باہر سے دیواروں کے اوپر درخت آے کے ایسے جھمٹ رہے ہیں کہ تس کا اندھیرا ہورہا ہے ۔ تو منیں پانی کے اندر ایسی دکھلاتیں ہیں کہ گویا یہ چراغاں ہے آئینہ محل میں یا جگنیاں[3] ہیں کہ جھینیں[4] پٹ[5] میں نظر آوتیں ہیں یا ندی کی لہروں میں سورج کی کرنیں نظر آوتی ہیں ۔ دوسرے مراتب کوں لیے جاے کر دیکھتے ہیں تو نہریں جاری ہیں ۔ فوارے گلاب کے چھوٹتے ہیں اور چدریں پڑتی ہیں ۔ اور سب چمنوں کے بیچ میں

---

(۱) منوں (من ، منی) : جواہر (۲) منیں (منی ، من) : جواہر (۳) جگنیاں : جگنو (٤) جھینیں (جھینا) : باریک (٥) پٹ : کپڑا ۔

گلزار هر ایك قسم کے پھول رهے هے[1] - اور بڑے درخت پھلوں کے و پھولوں کے هر ایك اپنی اپنی جگه لگے هیں - اور روشیں و دیواریں مینا کاری کی هیں - تن میں تصویریں ، درخت ، پھل و پھول اور بیل وبوٹے
الف٤٥ بنے هوے هیں - | اور دالان میں و کوٹھریوں میں قلم کاری کی تصویریں بنی هیں - یه جو یکا یك جاے کے دیکھتا هے تو یه نہیں معلوم هوتا که تصویریں هیں ، مجلس معلوم هوتی هے - جو که عهده دار کوئی کهڑا هے تو یہی معلوم هوتا هے که عهده دار هی هے - اور جو کوئی بات کهتا هے سو بات هی کهتا معلوم هوتا هے - اور جو کوئی آپس میں هنستا هے سو اسی طرح معلوم هوتا هے - اور جو کوئی عرض کرتا هے سو عرض کرتا هی کرتا معلوم هوتا هے - جب باد شاهزاده نزدیك آے کے ، غور کر کے دیکھتا هے تو دیکھ مجلس حیرت کی کوں باد شاهزاده بهی حیرت میں آوتا هے - دیکھتا دیکھتا وهاں آوتا جهاں که دلبر

---

(١) اصل متن میں « هے » هے -

کی تصویر تھی - دیکھتے ہی تصویر کے کھائے پچھاڑ[1] گرتا ہے سو ہوش نہیں رہتا - گلرخ نے دو پریاں اس کی چوکی کے واسطے رکھی[2] اور آپ دلبر کے پاس جاتی ہے - تو دلبر اس کی پیشوائی کوں آوتی ہے - ان دونوں میں جو بہت اخلاص کی گرمی تھی سو گلرخ جوشش سے دلبر کوں ملتی ہے - دلبر جوش سے گلرخ کوں ملتی ہے - مل کے ایک جگہ بیٹھی ہیں - کچھ تھوڑا[3] سا بیٹھ کے گلرخ دلبر سے کہتی ہے، باغ کو بہت دن ہوے ہیں دیکھیں[4]، تس سے چلیئے باغ کی سیر کیجے - دلبر کہتی ہے کہ بہتر ہے - یے دونوں باغ میں پھرتی ہیں، باغ کوں دیکھتی ہیں - دیکھتے دیکھتے جہاں کہ بادشاھزادہ پڑا تھا وہاں آے نکلی - سو بادشاھزادے کوں ب٤٥
دیکھا اور دلبر کی بھی یہ حقیقت تھی جد سے کہ محبت افزا باغ میں گئی تھی تد سے بادشاھزادے کوں

---

(١) اصل املا « پچھار » (٢) رکھی : رکھیں (غیر انقی)
(٣) اصلی املا تھورا (٤) دیکھیں : دیکھے (انقی) -

ہمیشہ خواب میں دیکھتی تھی اور عاشق اس کے اوپر
ہوئی تھی - لیکن یہ صاحب ضبط اور صاحب حیا ایسی
تھی کہ کسی سے یہ بات اپنی ظاہر نہ ہونے دیتی
تھی - اب دیکھ بادشاہزادے کوں اور خواب میں
خود دیکھتی تھی ، تس سے وس کی صورت سے مقابلہ
ملا - تیونہیں بادشاہزادے کی آنکھ کھل جاتی ہے ،
آنسو چلے جاتے ہیں اور کہتا ہے کہ ہائے دلبر!
اور سر دے مارتا ہے اور پھر بے ہوش ہو جاتا
ہے - یہ طرح دیکھ بے اختیار ہو جاتی ہے - جیتا
کہ اس نے ضبط کیا اپنے تائیں ، ضبط نہ ہوسکا -
دلبر کے آنسو آئے جاتے ہیں - گلرخ کے بھی دل
میں جو چوٹ وزیر زادے کی تھی سو اس کے بھی
آنسو آئے جاتے ہیں ، کیوں کہ جس کیں چوٹ لگی
ہوئے سوئی اس کا درد جانے - دلبر جو صاحب
ضبط و صاحب حیا تھی ، تس سے اور کچھ سوائے اثر
اپنے اوپر نہ ہونے دیا - معشوقوں کا جو کام ہے
عاشق پے سختی کرنا و بے پروائی دینا تس کے تائیں

دلبر نے کام فرمایا ۔ گلرخ کا ہاتھہ جھٹک کے کہا
کہ تیں میرے تائیں کہاں / لے آئی ؟ چل ! گلرخ تو الف٤٦
اس کے دل کی بات جان گئی لیکن اس وقت گلرخ
نے پھر (بہار[1]) میں کچھ نہ کہا ۔ دیری آے بیٹھیں
ہیں ۔ خلوت کا وقت ہوا تد گلرخ نے دلبر سے کہا
کہ باغ میں جو تیری طرح[2] تھی سو تو ہیں جانی ،
کیوں کہ ان آنکھن[3] میں تین گُن ہیں : چغل ہیں ، بے
وفا ہیں ، باوفا ہیں ۔ چغل کا ہے سے ہیں ، کہ
دل کی جو بات ہوہے[4] سو یے کہہ دیتی ہیں ۔۔
اور بے وفا یوں ہیں کہ لگیں تو یے یہاں ہیں پر
کام اور کا کریں ہیں ۔ اور باوفا اس سے ہیں کہ
کہنے کے واسطے یہاں لگیں ہیں پر ہیں اصل میں
یے وسی کی ۔ سو یے جس کی ہیں وسی کا کام
کرتیں ہیں ۔ تو جو کوئی جس کا ہوے وس کا

---

(١) غالباً ، بہار ، بمعنی باہر (٢) طرح : حالت (٣) انکھن : آنکھ کی جمع (برج بھاشا) (٤) ہو ہے : ہوے (ہاے زائدہ کے ساتھ تلفظ) ۔

کام کرے تو با وفا ہی ہے - تیں چھپاوتی ہے ، تو
پس معلوم ہوا مجھ سے تفاوت رکھتی ہے ، تو اخلاص
کا ہے کا رہا - یہ بات کہہ کے اور آزردہ ہو کے
گلرخ بیٹھہ رہتی ہے - تد دلبر نے کہا کہ میرے
اور تیرے درمیان ایسا اخلاص نہیں سو کچھ بات
چھپاؤں - نہ کچھ آگوں چھپایا نہ اب چھپاؤں - لیکن
اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک روز یہ محبت افزا باغ
میں گئی تھی - یہ (تصویر) ہمیشہ اسے سپنے میں
ب٤٦ دیکھتی ہے - اور تھوڑا ایک سا / دل بھی میرا اسے
چاہتا ہے - تو جسے سپنے میں دیکھے سے دل چاہے
اور اسے پھر سا پرتیک[1] دیکھے تو چاہیئے کہ دل
بہت ہی چاہے - تس سے میں نہیں چاہتی کہ میرا
دل کسی اور کوں چاہے - کیوں کہ محبت زیوں
بست[2] ہے - گلرخ نے کہا کہ جو کچھ ہے دنیا میں
سو محبت ہی ہے - تو جو کوئی مل بیٹھتا ہے محبت

---

(١) سا پرتیک (س) : مجسم - متشکل (٢) بست (س : وَ ست) : چیز -

سے تو اُس مل بیٹھنے کا سکھ ہے - اور محبت نہ
ہوے تو اُس مل بیٹھنے کا بڑا دکھ ہے - اس دنیا
میں ماں باپ، بھائی بھائی، بڑی چیز ہے - جو ان میں
اخلاص ہوئے تو تو بڑی خوبی ہے - اور اخلاص نہ
ہوے تو دشمن سے بدتر ہیں، زمین سے و آسمان سے،
پتھر سے و لوہے سے - اور جانوروں میں آپس میں
سب میں محبت ہے - اور جس کسی میں محبت نہیں
سو جانور سے بھی بدتر ہے - جو کوئی محبت سے
زبوں کہے سو دُکھی ہے - تس سے تو محبت سے
زبوں نہ کہہ - دُکھہ تیرے تائیں لگتا ہے - کیوں
کہ خدا سب بات سے جدا ہے لیکن محبت کے بس وہ
بھی ہے - جو کوئی اُس سے محبت کرے تو وہ بھی
ہاتھہ آوتا ہے - تو جس بات (سے) خدا بس ہوئے
اس کے تائیں جو کوئی زبوں کہے تو بڑا دکھی
(لگتا) ہے - / تو دابر کہتی ہے کہ اُس کے تائیں الف/
تو میں زبوں نہیں کہتی - لیکن لگن زبوں چیز ہے -
کس واسطے کہ جس وقت کہ یہ لگتی ہے تس وقت

سب سکھ چھوٹ جاتے ہیں ۔ کھانے کا و پینے کا
و پڑے پھرنے کا و سونے کا ، اور غم پیدا ہوتا
ہے ۔ اور جو یہ چھوٹ جاتی ہے تو اُس سے بھی
بڑا دکھ ہوتا ہے ۔ تد گلرخ نے کہا کہ یہ بات
تَیں نے بے حساب کہی ، کس واسطے کہ ان سب
باتوں کا سکھ لگن لگے ہی سے ہوتا ہے ۔ جیو کو
پانچ باتوں سے سکھ ہوتا ہے : آنکھ سے ، کان سے ،
جیبھہ سے ، نانک سے ، بھیٹنے[1] سے ۔ ان آنکھوں کے
تائیں سکھ جد ہی ہوتا ہے جو چاہیتے کی آنکھوں
سے ملیں ، کیوں کہ آنکھوں سے آنکھیں ملتی ہیں تب
جیو بے اختیار چاہتا ہے کہ یہاں سے نکل کے جائے
ملے ۔ تو نہایت جد مزا ہوتا ہے تد یہ چاہتا ہے ۔
اور ، اور بات کے جو دیکھنے کی چاہ ہوتی تو اُس کی
یہ طرح ہے کہ جد دیکھئے تد دل بھر جاتا ہے ۔ اور
یہ دیکھنا ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے میں بھی دیکھنے کی

---

(۱) بھیٹنے (بھیٹنا) : چھونا ، لمس ۔

چاہ رہتی ہے - اور کانوں سے جو چاہیئے کی آواز
سہج[1] (سے) سنیئے تو خوشی سے اور شوق کے سوز
سے پسینہ آجاتا ہے | اور دل بے اختیار ہو جاتا ہے - ب٤٧
اور جو وہ آپ ہی سے باتیں کرے تو اس سے قیاس
کر دیکھا چاہیئے کہ کیا کچھ سکھ ہوتا ہے - اور بَلَک[2]
جو کوئی اُس کا مذکور کرے تو اُس کے مذکور
کرنے اور بات سُننے کوں دل نہیں چاہے - اور
جو اُس کی بوئی ناںک کوں آوے تو کوئی خوشبوئی
ایسی نہیں سوونے سے جِلاوے یا بے ہوشی سے ہوش
میں لاوے، مگر اُس کی بوئی کہ جسے دل چاہے -
اور جیبھ کا کوئی ایسا سواد نہیں کہ جسے ہمیشہ اُس
سواد کوں لیجیے اور دل نہ بھر جائے - اور چاہیئے
کا ناںو جو رات دن رٹیئے تو بھی دل نہ بھرے - اور
نصیبوں سے کوئی طرح وہ نزدیک آوے تو اُس کے رس
کی سیلتائی[3] سے رومانچ[4] ہو آوے - اور اس سکھ

---

(١) سہج : فطری (٢) بَلَک : بلکہ (٣) سیلتائی (شیتلتائی) :
ٹھنڈک (٤) رومانچ : خوشی سے رونگٹوں کا کھڑا ہو جانا۔
انبساطی کیفیت -

سمہ کے سمدر میں جیو ایسا ڈوب جائے کہ سکھ مئے[1]
ہو جائے - تو وس کے بھیٹنے[2] کے سواد کوں جیہ
کہاں پہچتی ہے کہ بیان کری - اور پھرنے کا و سنگار
کا ہوش جد ہی آوتا ہے جد لگن لگتی ہے - جد
تائیں لگن نہیں لگی تب تک نہ تو ان باتوں کا مزا
ہے نہ شوق ہے - اور راگ سننے کا بھی مزا جیسا
الف٤٨ لگے / اسے ہوتا ہے جس کے دل میں چوٹ ہوتی
ہے ایسا اور کوں نہیں ہوتا - اور کھانے میں اسی
میں مزا ہے کہ جسے دل چاہے ، اس کے ہاتھ سے
کھائے - اور پونے میں بھی اسی میں مزا ہے کہ
جس کوں دل چاہے اس کے ہاتھ سے پیجے - اور
لگن کے سکھ برابر اور دنیا میں کوئی سکھ نہیں ،
کیوں کہ دکھہ برابر دنیا میں اور زبوں بست کوئی
نہیں - اور اس کا دکھ ایسا ہے کہ جس کے دکھ میں
سکھ ہے اور کوئی سکھ اس دکھ کوں نہیں پہچتا ،

---

(١) سکھہ مئے : سکھہ والا (٢) بھیٹنے (بھیٹنا) : ملس ،
چھونا -

کیوں کہ یہ ایسی امول شئے ہے ، کہ جیو کے بدلے لی
جاتی ہے - اور یے جو کہے لگن جو چھوٹی
ہے تو دُونا دکھ ہوتا ہے سو لگن چھوٹی ہی نہیں -
اور جو چھوٹی ہے سو وہ لگن ہی نہیں - تد دابر
نے کہا کہ مرد کی ذات مطلبی ہوتی ہے - اور
مطلبی کی یہ طرح ہے کہ چار دن یہاں ، چار دن اور
جگہ - تو جو کوئی بے وفا ہوا تس کی لگن کا
کیا اعتبار ہے - تب گلرخ نے کہا کہ یہ بھی بات
بے حساب کہی ہے - سبھی ایک سے نہیں ہوتے -
کس واسطے کہ بزرگ کہہ گئے ہیں | کہ جو کوئی ب۴۸
ہر ایک سے آشنا ہو تو اُس کی آشنائی کوں اعتبار
نہیں ہے - کس واسطے کہ جس طرح وہ شتاب
آشنا ہوتا ہے وِسی طرح شتاب آشنائی چھوڑ دیتا ہے -
پانی کی سی لکیر ، جیتی ہی شتاب پڑے تیسی ہی شتاب
مٹ جائے ، کیوں کہ آشنائی کا نباہ مشکل ہے -
جو اُس کے دل میں نباہ ہی کی ہوے تو سمجھ ہی
کے کرے - شتاب وہ ہر ایک جگہ کاہے کوں

کرے - اور جو کوئی دیر آشنا اور کم آشنا ہوے
تو اُس کی آشنائی نبھتی ہے، کیوں کہ جو کوئی دیر
آشنا ہوتا ہے سو سمجھ ہی کے ہوتا ہے - تو جو
کوئی بات سمجھ کے کریگا سو پوری ہی کرے گا
اور اُس کی آشنائی میرے کی لکیر ہے، جیوں دیر
سے ہوتی ہے تو مٹتی بھی نہیں - تو یہ طرح عشق کی
بھی ہے، جو کوئی ہر ایک جگہ عاشق ہوتا ہے تس
کا بھی اعتبار نہیں - جو کوئی ایک جگہ عاشق ہوتا
ہے اس کی عاشقی نبھتی ہے - اور اس بادشاھزادے
کا وزیر زادہ ہے، نیک اندیش، سو اُس کے تائیں
یہ وہاں ہیں چھوڑ آیے ہے - سو یہ حقیقت اس سے
چھل کر کے پوچھہ لی تھی کہ اس بادشاھزادہ کا ملک
الف۴۹ کیسا ہے - بادشاھی اس کی / کیسی ہے - لوگ
وھاں کے کیسے ہیں - اور یہ اور، اور جگہ بھی
کہیں عاشق (ہوا ہے کہ) نہیں - تد وزیر زادے
نے اس کی بادشاھی کی تو یہ حقیقت کہی کہ سات
دیپ کا تو وہ بادشاہ ہے اور وہاں کے شہر کی

خوبی و لوگوں کی خوبی اور حسن کی بہت سی تعریف کی ۔ اور اس نے کہا کہ یہ بادشاھزادہ عشق کے تو نانو سے بیزار تھا ، لیکن دلبر کا حسن جو موھنی تھا ، تس نے اس کے تائیں دیوانہ کر دیا ۔ تب میں نے کہا کہ وھاں بادشاھزادے کوں لے جانا عبث ھے ، کیوں کہ عشق کی بات سے یہ واقف نہیں ھے ، تو وھاں باتیں کیا کرے گا ۔ تو یہ کام بھی ھوناں[1] نہیں ۔ تب وزیر زادے نے کہا کہ جو کچھ اور تدبیر ھوے تو اور بھی کیجے نہیں تو نصیب بادشاھزادے کے ۔ اور بات تو یہ تھی کہ جو کچھ میں نے کہی ۔ جتناں[2] میں سخی کر اسے پوچھا اتناں[3] اس نے یہی کہا ۔ آخر کوں وزیر زادے نے یہ کہا ، میرے تائیں ایک بھروسا ھے کہ بادشاھزادہ با ھوش و با عقل بہت ھے ۔ اور یہ پریت ایسی ھے کہ یہ اپنی ریت آپ سکھلائے لیتی ھے ۔ تب دلبر نے کہا کہ مرد کی

---

(۱) ھونا کا انی تلفظ (۲) جتنا کا انی تلفظ (۳) اتنا کا انی تلفظ

ذات سخت اور بے درد بہت ہوتی ہے - چاند کی
ب۴۹ سی / خاصیت رکھتی ہے کہ چار دن ایک سا نہیں
رہتا - اور جگہ عشق نہ ہوا تو کیا ہوا - جو محبت
گھٹ (جاتی) ہے، یہ دکھ برابر اور دکھ نہیں - تیں
اس جنجال میں مجھے مت ڈال، اور میں اس جنجال
میں نہ پڑوں گی - تب گلرخ نے کہا کہ یہ بھی بات
تو بے حساب کہتی ہے - بے درد اور سخت تیں ہے،
کیوں کہ ایک دن تیرے تائیں اس نے دیکھا اور تیں
نے اسے نہیں دیکھا، تس کے اوپر خراب ہوتا ہوا،
پریشان ہوتا ہوا اس حالت سے یہ یہاں آپہنچا
ہے - دیکھ! بادشاہی اپنی ان نے چھوڑی اور تمام عمر
پیادہ نہ چلا ہوگا سو پیادہ چلا - پہاڑوں پے چڑھتے
اترتے و جنگلوں میں اس اس طرح کی حالت اس کے
اوپر گذری اور تو بھی عشق اس کا نہیں چھوٹا -
اور تیں نے آنکھوں اپنی سے اس کی ایسی حالت دیکھی
تس کے اوپر بھی تیں دل میں کچھ لائی اور اس سے
ایک بات بھی نہ پوچھی، تو بے درد تو کہ وہ؟ تس

سے اپنی بے دردی کی بات کہنا لازم نہیں اور
درد مندوں کی آہ لینا خوب نہیں ۔ لیکن درد مند وہ
کہ اپنے تئیں بے اختیار چاہتا ہوے ۔ وہ | درد مند الف۵۰
نہیں کہ ہر ایک کے تئیں اپنا درد جتاوتا پھرتا ہو ۔
کس واسطے کہ دل ایک ہی ہے سو ایک جگہ لگتا
ہے ، دس بیس دل نہیں سو دس بیس جگہ لگے[1] ۔
مگر تیں نے الماس بانو پری کی بات نہیں سنی ؟ دلبر
نے کہا اُس کی بات کس طرح ہے ؟

تب گلرخ نے کہا کہ بلخ کا ایک بادشاہ تھا ،
شاہ عالم اس کا نانو تھا ۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوتا
ہے کہ شکار میں وہ اپنی فوج سے علاحدہ پڑ جاتا

---

(۱) اس قصے میں کرشن بھکتی شاکھا کے کویوں کے
اکثر اشعار جو نواح دھلی و آگرہ میں ضرب الامثال کے
طور پر رائج تھے ، نثر کی شکل میں نقل کئے گئے ہیں ۔
خاص طور پر میرابائی اور سور داس کے ۔ یہ فقرہ سور
داس کے بھرمرگیت کے اس مصرع کی یاد دلاتا ہے ع
اودھو ! من نہیں دس بیس

ہے اور راہ بھول جاتا ہے - دیکھتے تو کیا، تو ایک
جنگل بہت دلچسپ ہے اور تالاب و عمارتیں بہت اچھی
ہیں, اور درخت بہت سے سگھن ہیں - تنہون کے
اوپر جانور ہر ایک طرح طرح کے بولتے ہیں - بادشاہ
کوں جو وہ جگہ اچھی لگتی ہے سو گھوڑے کوں
تو ایک طرف اٹکا دیا اور آپ رات کے تائیں وہاں
رہتا ہے - تو وہ جگہ الماس بانو پری کی ہے - سو
رات کے تائیں وہاں فرش ہوتا ہے - وہ آوتی ہے -
راگ ناچ ہوتا ہے - بادشاہ جو اُس پری کی صورت
دیکھتا ہے (تو) بے اختیار عاشق ہوتا ہے - الماس
بانو جو بادشاہ کوں دیکھتی ہے سو بہت غصے ہوتی
ہے - | اور پریوں سے کہتی ہے کہ اس کے تائیں ب۵۰
خوب طرح مارو اور مار کے گھسیٹ کے ایک طرف
ڈال دو - پریوں نے اُس کے تائیں ایتا مارا کہ بے
ہوش ہو گیا اور باہر گھسیٹ کے ڈال دیا - بادشاہ
جو اُس کے اوپر عاشق تھا تس سے چوئیں اسے نہ

سالی[1] - اور گھر کا جانا موقوف کیا - چار پہر دن
تو وہاں پڑا رہا ، رات کوں جیوں تیوں کر کے اُسی
جگہہ پھر آے رہا - پھر رات کے تائیں پری آوتی
ہے - اس کے تائیں دیکھتی ہے - دیکھ کے اس کا
پھر وہی حال کر کے باہر ڈلوائے دیتی ہے - اسی
طرح کئی دفعہ اس کے تائیں کر کے جد جانا کہ یہہ
آونا چھوڑتا ہی نہیں تد اپنا ہی آوناں پری نے موقوف
کیا - کئی مہینے جد گذرے تد ایک رحمدل نامہ
پری تھی اس کے ساتھہ میں ، تس نے اپنے دل میں کہا
کہ اس بادشاہ کوں اس نے کئی دفعہ بے حال کر
کے باہر ڈلوا دیا تھا ، اور اس نے اس جگہہ کا آوناں
نہ چھوڑا ، اب جاے دیکھئے ، کیا ہے اس کی
طرح - رحمدل پری اس کے پاس آوتی ہے - دیکھے
کیا تو جس طرح بادشاہ بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہ
گیا - دھول جو اس کے تن کے اوپر اڑ کر آئی / الف
پھر تس کے اوپر جو مینہہ برسا ہے سو دیہی[2] پر

---

(۱) سالی (سالنا) : تکلیف ہونا (۲) دیہی : جسم -

دُوب اُگ اٹھی ہے، تس سے پہچانا نہیں جاتا ۔ آنکھیں تو رہ گئی ہیں، تن میں سے آنسو چلے جاتے ہیں ۔ اس کے دل میں رحم آوتا ہے سو یہ الماس بانو پاس جاتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اس تالاب پے ایک ایسا تماشا دیکھا کہ اب تک کہیں نہ دیکھا اور وہ پہچانا نہیں جاتا کہ کیا ہے، تس سے تیں چل اس کے تائیں چل کے دیکھ ۔ الماس بانو وہاں آوتی ہے ۔ جد یہ بادشاہ کے پاس آوتی ہے تد رحمدل کہتی ہے کہ اے الماس بانو! یہ وہی بادشاہ ہے کہ صاحب حسن تھا ۔ تیرے عشق سے یہ حال اس کا ہوا ہے ۔ اور اسی وقت یہ بادشاہ الماس بانو کے پانوؤں کے اوپر گر پڑتا ہے ۔ الماس بانو ایک ٹھوکر کے[1] اس کیں مارتی ہے اوو اڑ کے چلی جاتی ہے ۔ بادشاہ کے جو ہاتھ میں اس کی پائے[2] پوش آوتی ہے (اسے وہ[2]) چھاتی سے لگائے[2] لیتا ہے اور ٹھوکر کے ساتھ (اس کا دم نکل[3]) جاتا ہے ۔ رحمدل

---

(۱) کے : کو (۲) اضافہ (کرم خوردہ) (۳) اضافہ ۔ (کرم خوردہ) ۔

اس کے تائیں دیکھ کے / بہت سا افسوس کرتی ہے ب۵۱
اور چاہتی ہے کہ پائے پوش اس سے چھڑائے کے
گاڑے - جیتا چھڑاوتی ہے پائے پوش کوں نہیں
چھوڑتا - تب پائے پوش سمیت ہی اس کوں گاڑ دیا۔
بادشاہ مرتے ہی بہشت کوں چلا جاتا ہے - الماس
بانو جو آوتی ہے، سو آوتے ہی بجلی جو اس کے
اوپر پڑتی ہے سو یہ مرجاتی ہے اور دوزخ میں چلی
جاتی ہے، جو اب تائیں کئیوں کوں دکھلائی دیتی
ہے اور اپنی حقیقت سبھوں سے کہتی ہے -

تس سے دیکھ بہت سا بے درد ہوناں اور سختی
دیناں خوب نہیں - اور تیرے تائیں جو میرا کہنا
اعتبار نہیں آوتا تو جو کوئی کہ تیری بہت سی ہمراز
ہوئے اور اعتبارن ہوئے تس کے تائیں بھیج، سو وہ
اس کی حالت دیکھ آوئے - دلبر، مہر بانو نامہ پری
کوں بھیجتی ہے - یہ جائے کے دیکھتے کیا تو
بادشاہزادے کی وہی حالت ہے کہ آنکھ کھل جاتی
ہے اور آنسو چلے جاتے ہیں - سر دے مارتا

ہے اور کہتا ہے کہ ہائے دلبر ! اتنا کہا اور پھر
بے ہوش ہوجاتا ہے - مہر بانو کوں دیکھنی اس کی
الف۵۲ حالت (مشکل ہوئی ہے[1]) / اور جا کے دلبر
سے اسکی حالت کہتی ہے کہ تیں بہت سخت ہے اور
بہت بے درد ہے - اس کی تو یہ طرح ہے کہ
گھڑی دو چار کا اور مہمان ہے اور پھر تیرے سبب
سے اپنا جی دے گا - یہ بات کہتے ہی دلبر کے
آنسو آجاتے ہیں اور گلرخ سے کہتی ہے کہ میں
اسی و اسطے کسی سے محبت نہ کرتی تھی، کیوں کہ
میرا دل خاصیت روئی کی رکھتا ہے - اور جد سے
کہ خواب میں میں نے اس کے تائیں دیکھا ہے تو
اُس کا حسن جو ہے سو گندھک ہے، تس میں یہ
روئی ڈوبی - اور تیں اُس روز جو میرے تائیں باغ
میں لے جا کے اس کا حال دکھلایا سو اس کے برہ
کی آگ سے تیں نے دل جو میرا روئی سا تھا سو
جلایا اور اب تیں نے مکر کی باتوں کی پون سے

---

(۱) اضافہ - (کرم خوردہ) -

اُسے بھڑکایا، سو اب ایسی تدبیر کر، سو بادشاھزادہ ضایع نہ ہو۔ اور جو اس کے تائیں کچھ ہوا تو یہ بھی نہیں بچنے کی۔ گلرخ کہتی ہے کہ اور تو تدبیر بالفعل کچھ نہیں ہے۔ تیں اپنے پہرنے[1] کا کپڑا میرے تائیں دے تو اُس کی بوئی (سے بادشاھزادے کوں[2]) دھیرج[3] ہو گا۔ دلبر اپنی اوڑھنی اس کے / ب۲د تائیں دیتی ہے۔ یہ اوڑھنی کوں لے کے بادشاھزادے کے پاس آوتی ہے۔ اُس اوڑھنی میں جو دلبر کی باس تھی سو بادشاھزادے کوں آوتی ہے، سو بادشاھزادہ ہوش میں آوتا ہے۔ گلرخ بادشاھزادے کی خاطر نشان[4] کرتی ہے کہ تیں خاطر جمع رکھ[5]۔ میں دلبر

---

(۱) پہرنا: پہننا (۲) اضافہ۔ (کرم خوردہ) (۳) دھیرج (س: دھیریہ): ہمت، صبر، قرار (٤) خاطر نشان: دل جمعی، دلجوئی۔ (فرہنگ آصفیہ میں اسے «اردو» ترکیب بتایا گیا ہے جو عوام میں خاطر جمع کے معنوں میں مستعمل ہے۔ «نشا خاطر» بھی بولا جاتا ہے (۵) رکھ کا مشدد تلفظ جو نواح دھلی کی بولیوں میں رائج ہے۔

سے ٹھہرائے آئی ہوں اب کوئی دنوں میں تیرا بیاہ
ہو گا ۔ گلرخ کے جو بچن امرت سے سن کے بادشاہزادہ
جو بے جان تھا، سو جان آوتی ہے اور استقلال
ہوتا ہے ۔ اب گلرخ اپنی ماں گلچہرہ کیں عرضداشت
لکھتی ہے ۔ تس میں دلبر کے راضی ہونے کی
و عاشق ہونے کی مفصل حقیقت لکھتی ہے اور لکھتی
ہے کہ اب تم جہاں آرائے کے پاس آؤ اور
بادشاہزادے کے بیاہ کا پیغام کرو ۔ یہ لکھا[1] چلائے
کے آپ دلبر کے پاس آوتی ہے ۔ دلبر بادشاہزادے
کی حقیقت پوچھتی ہے اور پوچھتی ہے کہ اب تیں
نے بیاہ کی تدبیر کیا ٹھہرائی ۔ گلرخ کہتی ہے کہ بیاہ
کی تو اس نے یہ تدبیر ٹھہرائی ہے کہ گلچہرہ جو اس
کی ماں ہے تس کے تائیں اس نے بلایا ہے ، سو وہ
جہاں آرائے، تیری ماں ہے، تس کے پاس آوے گی
الف۵۳ اور ۳۰۰۰۰۰ تیں / خاطر جمع رکھ، بیاہ شتاب ہی
ہو گا ۔ اور بادشاہزادے کوں بھی ڈھاڑس[2] بندھایائی ۔

---

(۱) لکھا (لیکھا) : خط ، تحریر (۲) ڈھاڑس : ڈھارس
(اسکا تلفظ « ڑ » کے ساتھ بھی بولیوں میں مستعمل ہے)

تیری اوڑھنی جو لے گئی تھی اُس سیتی بادشاھزادہ .
جو بے جان ھورھا تھا سو جیو آیا اور اُس کی خاطر
جمع کی کہ تیرا شتاب ھی بیاہ ھوتا ھے ۔ دلبر بھی
تیرے اوپر عاشق ھوئی ھے ۔ اس سیتی اُس کے تائیں
استقلال ھوا ۔ دلبر ھر چند کہ صاحب ضبط اور صاحب
حیا بہت ھے لیکن دلبر کوں بے قراری اور اضطرابی
ایسی ھے کہ ایک جگہ بیٹھی نہیں ، نہ ایک جگہ کھڑی
رھی اور ھر ایک مرتبہ آنسو چلے جاتے ھیں ۔ جد
کوئی پوچھتا ھے دلبر سے تو کسو سے تو بَک ھی
اٹھتی ھے ، کسو سے جھائی لے کر برّاے[1] دیتی ھے ۔
اس بات کا چرچا لوگوں میں بہت سا ھے ۔ لوگ کہتے
ھیں کہ کیا ھوا ھے دلبر کوں کہ دلگیر ھی ھمیشہ رھے
ھے ۔ دلبر کوں جو سکھیاں اداس دیکھتی ھیں سو کوئی
کسی کی نقل ھی کرتی ھے ۔ کوئی کہانی ھی کہتی
ھے ۔ کوئی کھیل ھی نکالتی ھے دلبر کے دل بہلاونے
کے واسطے ۔ اس بیچ میں ۳۰۰۰۰۰ ناز بانو و نیاز بانو

---

(۱) برائے (برانا) : ٹال جانا ۔

اس ھی کے ساتھ ۴۰۰۰۰۰ آدمیوں کے گنتی نہیں ،
ب۵۳ سو آوتی ھیں - | نیاز بانو جو دلبر کے تائیں اراس
دیکھتی ھے تس سے ایک بات اس سے کہتی ھے ، کہ ایک
تماشا اس نے ایسا دیکھا کہ اب تک کسی نے نہ دیکھا
ھوگا - دلبر پوچھتی ھے کہ کیا دیکھا ھے تم نے ؟

نیاز بانو کہتی ھے کہ میں سیر کرتی پھرتی تھی -
دیکھوں کیا تو ایک رنڈی[۲] تھی اور ایک مرد تھا سو چلے
جاتے تھے - پھر دیکھوں کیا ادھر سے جو وے
آوتے ھیں تو دونوں ھیں مرد ھوگئے - اور دو لڑکے
جو اُنھیں کے ساتھ تھے ، سو ایک ، ایک کوں لے
گیا ؛ ایک ، ایک کوں لے گیا - تب میں نے اُن
دونوں میں سے ایک کے تائیں پوچھا کہ یا تو تیں یہ
حقیقت کہہ کیا ھے ، نہیں یہ تجھے مار ڈالے گی -
وہ حقیقت اپنی کہتا ھے کہ بانو میرا چین خاں ھے

---

(۱) رنڈی : عورت (ان معنوں میں میر امن نے باغ و بہار
میں بھی استعمال کیا ھے - اور متوسطین تک استعمال
ھوتا رھا ھے) -

اور بخارا کا میں بادشاہ ہوں ۔ اور وہ رنڈی جو مرد
ہو گیا ہے سو جہاں شاہ تو اس کا نانو ہے اور ایران
کا وہ بادشاہ ہے ۔ میں ایک روز شکار کے تائیں
نکلا تھا سو اتفاق ایسا ہوا کہ فوج سے علاحدہ[1]
پڑ گیا اور راہ بھول گیا ۔ پھرتے پھرتے پیاس میرے
تائیں لگی سو ایک اُس جگہ باؤلی (تھی سو[2]) اُس
میں پانی دیکھنے کے واسطے میں جھانکا تھا ۔ ۲۰۰ ۔ ۰
(آواز باؤلی) / میں سے نکلتی ہے کہ اے نا محرم ! تو الف ٥٤
کون ہے ؟ اگر رنڈی ہے تو مرد ہو جا ، مرد ہے تو
رنڈی ہو جا ۔ سو میں رنڈی ہو گیا ۔ اتفاق ایسا
ہوتا ہے کہ جہاں شاہ بھی وہاں میں شکار کو آئے
نکلتا ہے ۔ سو مجھے اس نے دیکھا ۔ سو دیکھتے
ہی لے گیا ۔ لے جا کے گھر میں رکھا ۔ اتفاق
ایسا ہوتا ہے کہ اِس کیں اُس سے بیٹا ہوا ۔ ایسا
ایک روز ہوتا ہے کہ وہ شراب پیوتا ہے ، کیفی[3] ہوتا

---

(۱) اصل املا « علحدا » (۲) اضافہ ۔ہ ۔ (کرم خوردہ)
(۳) کیفی : مست ۔

ھے ، تد پوچھتا ھے کہ کہو تمھاری حقیقت کس طرح
ھے - تد میں نے اپنی حقیقت کہی کہ اصل میں یہ
مرد تھا - پیاس جو لگی تو اس باؤلی میں پانی کے
واسطے جھانکا تھا - جیوں جھانکا تیوں آواز اس میں
سے نکلی کہ اے نا محرم ! تَیں کون ھے ؟ اگر مرد
ھے تو اُلگائی[1] ھوجا اور لگائی ھے تو مرد ھوجا -
سو یہ لگائی ھوگئی - بادشاہ کوں یہ حقیقت سنتے
سے بڑا اَچرج[2] آوتا ھے - بادشاہ کہتا ھے کہ چل !
دیکھتے پھر وھاں دیکھنے کوں چلتے ھیں - باؤلی
پے پہچے - وھاں باؤلی میں جھانکتے ھیں تو
وھی آواز نکلی ھے کہ اے نا محرم ! تم کون ھو ؟
اگر مرد ھو تو لگائی ھوجا ، لگائی ھو تو مرد ھوجا -
وہ بادشاہ ۰۰۲۰۰ (لگائی سے) مرد ھوگیا - پھر
ب٥٤ اُس نے جتنا چاھا کہ میں | پھر جھانکوں ، اِس نے
بزور نہ جھانکنے دیا - پکڑ کے اس کے تائیں یہ لے

---

(١) لُگائی : عورت (افضل کی « بکٹ کہانی » میں بھی
یہ لفظ آیا ھے) (٢) اچرج (س : آشچریہ) : تعجب -

گیا - رہتے رہتے بہت دن ہوئے تد اُس کہیں اس سے بیٹا ہوا - جد بیٹا ہوا تد اُس نے کہا کہ اب تو تیرا بدلا ہوچکا اب ایسا کر کہ پھر وہاں چلیے اور یہ وہاں جھانک کے مرد ہوئے تو تیں اپنی بادشاہی کر یہ اپنی بادشاہی کرے - میں نے یہ بات مانی اور جائے کے اُس باؤلی پے پھر وہ جھانکے - جھانکتے ہی مرد ہو گیا - سو اس سے لڑکا ہوا تھا، سو تو یسہ لے آیا اور اس سے لڑکا ہوا تھا سو وہ لے گیا -

اب ناز بانو اس سے کہتی ہے کہ ایسی ہی ایک بات میں نے دیکھی - دلبر کہتی ہے کہ وہ کس طرح تھی ؟ یہ کہتی ہے کہ ایک عشاق بانو نامہ پری میری آشناو[1] تھی ، بہت سی حریف و ظریف تھی - ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ واسطے سیر شہر آدمیوں کے گئی تھی - کشمیر نامہ ایک شہر ہے تہاں جائے نکلنا ہوا - بہت ایک دنوں سیر کرتے گذری تد

(۱) آشناو : آشنا -

عشاق بانو نے کہا کہ دیکھ تو میں اس شہر میں کیا
تماشا کرتی ہوں ۔ آدمیوں کوں جانور کر کے
اڑائے دیتی ہوں ۔ تد میں کہا کہ دیکھ یہ آدمی
الف ۵۵ ایسے (نہیں کہ جن[1]) / کوں تو جانور کردے گی ۔
لیکن یے ایسے ہیں کہ اُن کے (قابو[2]) میں نہیں
آوے گی تو وے تجھ سے کوئی نہیں چھوڑنے کے ۔
تس سے اس بات سے تیں درگزر ۔ جینا کہ میں نے
کہا ، ہرگز نہ ماناں ۔ آخر کوں طلسم کی ایک
حویلی اُس شہر میں بنائی ۔ تہاں ندی بھی طلسم ہی
کی تھی اور زمین بھی بہت سیراب ہے ۔ اور اُس
جگہ درخت ہیں کہ بہت تر و تازہ ہیں ۔ تن کے اوپر
جانور بولتے ہیں اور عمارتیں بہت بیش بنائی ہیں ۔
اور جڑاؤ کا جن میں کام ہے ۔ اور ایک گوگھہ[3]
اُس حویلی میں بنایا کہ تس میں آپ رہتی ہے ۔ جو
کوئی کہ شہر کا اُس طرف آوتا ہے تس کے تائیں

---

(۱) اضافہ ۔ (کرم خوردہ) (۲) اضافہ (کرم خوردہ) ۔
(۳) گوگھ : چھجا ، جھروکا ۔

بلاوتی ہے اور بلائے کے جانور کر کے اُڑائے دیتی
ہے - اس طرح کرتے کرتے بہت ایک دن گذرے -
ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ مقبول شاہ پیر زادہ اُس
طرف ہو کر آئے نکلتا ہے - تو ان نے اُس کے
تائیں دیکھا - دیکھ کر کے اور بلایا - یے بھی دیکھ
کر کے اُس کے تائیں عاشق ہوئے - اور عاشق ہو کے
بہت سے اشتیاق سے اس کے پاس جاتے ہیں - وہ بھی
اٹھہ کھڑی رہتی ہے اوو بہت | اخلاص ، گرمی سے ب۵۵
اِسے ملتی ہے - وے اور یے ایک جگہ بیٹھتے ہیں -
شراب مگائے پیالے میں بھر کے اس کے تائیں پلاوتی
ہے - ایک پیالہ پلایا ، دوسرا پیالہ پلایا ، تیسرا پیالہ
آدھا ایک پیا تد ھی اُس کے سر پے مارتی ہے اور
کہتی ہے ، جا ، گدھا ہو جا ! یہ گدھا ہو گیا - پھر
لکڑی لیتے کے جو پڑتی ہے ، سو مارتے مارتے باھر
کر دیا - یے چلتے چلتے کہ جہاں ان کے پیر تھے
محبوب شاہ اُن کا نانو ہے ، تہاں جاتا ہے - بہت سے
مرید وہاں بیٹھے ہیں اور پیر بھی بیٹھا ہے - دیکھیں

کیا تو ایک آنکھوں سے گدھا چلا آوتا ہے - پھر
اس نے سر زمین سے اگایا - تب لوگوں کوں
اس میں بہت سا تعجب آوتا ہے کہ کیا ہے -
پھر اس نے اپنا نانو پاؤں سے لکھا تب تو معلوم ہوا
کہ یہ مقبول شاہ ہے - اور اس کے تائیں کہنے سے
گدھا کر دیا ہے - پیر نے اس کے واسطے دعا
پڑھی - دعا پڑھنے سے ایسا ہوا کہ یہ آدمی ہوا -
جب یہ آدمی ہوا تد اس سے پیر نے حقیقت پوچھی -
جس طرح کہ ہوئی تھی ان نے عرض کی - پھر اس
سے تاکید کی کہ جو کچھ ہوا، سو ہوا، اب نہ جایئو -
یہ کتیک دنوں تائیں تو نہ گیا، پھر نہ رہا گیا -
الف٥٦ عشق اس کے تائیں ایسا تھا کہ / تس سے بے اختیار
ہوا تھا - آخرش کوں گیا - دیکھتے ہی پری نے
کہا کہ آئیے - اور کہا کہ میں یہ بات اس واسطے
کی تھی کہ دیکھوں تم میں عاشق کمال ہے یا نہیں -
سو اب آئیے - یہ باہر تائیں پیشوائی کوں گئی
ہے بھی وہاں آوتے ہیں - آے کے ایک جگہ

بیٹھتے ہیں - اخلاص کی باتیں کہہ سن کے شراب
ان کے واسطے مگاوتی ہے - شراب پیتے ہیں - جد تیسرا پیالہ آدھ ایک پیا تد اس نے اُس
کے سر پر پیالہ دے مارا اور کہا کہ جا تیں کُتّا
ہو جا، سو کتا ہو جاتا ہے - دو چار لکڑیں اس
کے مارتی ہے - کُوں کُوں کرتے باہر نکلتے
ہیں - پھر وہاں ہیں پیر کے پاس جاتے ہیں -
دیکھتے کیا تو سامہنے سے ایک کتا چلا آوتا
ہے - دیکھتے ہی معلوم کیا کہ شاید مقبول شاہ ہی
ہو گا - تد تک اُس نے نانو پاؤں سے لکھا، تد معلوم
ہی ہوا کہ یہ وہی ہے - تب تو پیر نے کہا مریدوں
سے سو اُن نے لکڑیاں مار کے، پیٹ کے باہر کیا -
آخر کوں پھر جو تھے تِن سبھو (ب) نے عرض
کر کے تقصیر ان کی معاف کرائی - پھر ان کے واسطے
پیر نے دعا پڑھی | دعا سے ایسا ہوا کہ پھر وہ آدمی ب٥٦
ہو گیا - اور تاکید اس سے بہت سی کی کہ اب نہ
جائیو - اور اب تو جائے گا تو پھر آدمی نہیں

ہو نے کا - پڑا پھرا ہی کرے گا - پھر یہ کوئی دنوں تک تو نہ گیا - آخر کوں عشق تو اس کے تائیں کمال تھا، نہ رہ سکا - اُس کے پاس پھر گیا - جاتے ہی وہ دور تائیں آگوں ہو نے کوں آئی اور اُس سے کہا کہ آیئے - میں تو آزمائش کرتی تھی کہ پھر اس عشق و یسا ہی رہے گا یا نہ رہے گا - معلوم ہوا عشق تمہارے تائیں ٹھیک ہے - چلیئے اب ایسا نہیں ہونے کا - لیے پھر وہاں چلے جاتے ہیں - ایک جگہ بیٹھتے ہیں - بہت سے ہت[1] کی گرمی سے بات چیت کر کے پھر وہی شراب کا مذکور کر کے اور شراب مگوائی - اُسی طرح پھر بھی شراب کا پیالہ تیسرا جد ہی اس نے آدھا ایک پیا تد ہی مارتی ہے اس کے سر میں، اور کہتی ہے جا، مرغا ہو جا ! یے مرغے ہو گئے، بانگ دینے لگے - پھر جو وہ لکڑی لے کے دوڑتی ہے سو یہ بھاگتا ہے - پھر وہاں ہیں کوں چلتا ہے - سو ان کے

---

(۱) ہت : اخلاص، پیار -

و اسطے تو پیر نے کچھ نہ کہا - پر اور بھی دو
ایك مرید تھے، تن کو بھی جانور کر دیا تھا | سو الف۵۷
اس بات کے سنتے ھی پیر بہت غصا ھوا اور کہا
کہ جد یہ سبھی کو جانور کر دے گی تب تو کچھ
نہیں، بڑی قباحت ھے - تب تو اس کے تائیں پیر نے
پھر آدمی کر دیا اور کچھ سکھلا دیا - اور کہا کہ
اب کی مرتبہ تیں اپنے ہیں ھاتھ سے پیجے - تیسرا
پیالہ جد آدھا ایك پیوے تد اس کے سر سے مارئیے
پیالہ اور پھر جو کچھ تیں کہے گا سو ھو جاے گی -
یہ اب کے بہت سا خوش ھو کے چلتا ھے اور اس
کے پاس آوتا ھے - پھر جد وہ آیا تد میں نے اس کے
تائیں برجا[1] کہ تیں یہ خیال چھوڑدے - دیکھ تو تیں
نے کئی مرتبہ اس کے تائیں جانور کر دیا اور یہ پھر
پھر کے آدمی ھی ھو کے آیا - تس سے کچھ تو
اس میں کرامات ھے - تس سے اب تیں اس بات
سے در گذر - آخر اس نے میری بات نہ مانی اور

---

(۱) برجا (برجنا): منع کرنا -

سوائے دور تائیں باھر نکل کے پیشوائی کون گئی ۔
اور کہا کہ تیرے تائیں میں آزمایا تھا کہ عشق تجھہ
میں کمال ھے یا ایسائی[1] ھے ۔ سو معلوم ھوا عشق
تیرے تائیں کمال ھے ۔ اب کچھ دھوکا نہیں ۔ تین
آزمائش دنیا میں ھوتی ھیں ، سو تینوں ھیں آزمائش
ب۵۷ کرلی ۔ اب کسی طرح یہ بات ھی / نہیں ھونے کی ۔
پھر لے جائے کے وھاں ھیں ایك جگہہ بیٹھتے ھیں ۔
بہت سے اخلاص کی گرمی کی بات چیت کہہ سن کے
پھر اس نے شراب کا مذکور کیا اور شراب منگائی ۔
ان نے کہی کہ اور بار تو ھم تیرے ھاتھہ سے پیوتے
تھے ، آج ھم اپنے ھی ھاتھہ سے پیوتے ھیں ۔ اس
نے کہا کہ بہتر ھے ۔ ان نے تیسرا آدھا ایك پیا ،
تد ھی اس پری کے سر میں پیالا مارا اور کہا کہ
گھوڑی ھو جا ! وہ گھوڑی ھو گئی ۔ سو وہ تو
اس کے تائیں چھوڑ دیتی تھی ، اس نے اس کے تائیں
پکڑ کے زین باندھا اور سوار ھوا ۔ سو دن کو تو

---

(۱) ایسائی : ایسا ھی کا بول چال میں تلفظ ۔

وہ سوار ہوا پھرے اور رات کوں اس سے زنا کرے۔
سو میں وہاں سے بھاگ کے آوتی رہی۔

ایتے میں گلچہرہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ جہاں آرائے کی یہ بڑی بہن تھی۔ تس سے جہاں آرائے اس کی پیشوائی کوں آوتی ہے اور اس کوں لیے جا کے اپنے گھر میں بٹھلاوتی ہے اور مہمانی گلچہرہ کی، کی تیاری کراوتی ہے۔ مہمانی کہائے کے خلوت میں ایک جگہ بیٹھتی ہیں۔ جہاں آرائے، گلچہرہ سے پوچھتی ہے، کوہ کن دیو جو تمہارے ملک پے آیا تھا سو | کس طرح مارا گیا۔ اُس کے مارنے الف۸۵
سے ہم کوں بہت سی خوشوقتی ہوئی، کیوں کہ بہتوں کی بادشاہی اس نے خراب کی تھیں۔ گلچہرہ کہتی ہے کہ اس دیو کا مارنا کسی طرح عقل خیال میں نہ آوتا تھا۔ لیکن یہ محض فضل خدائے کا ہوا کہ جو اتفاقاً ایک بادشاہزادے کا آونا اس طرف کوں ہوتا ہے۔ نام اُس کا مہر افروز ہے، اور دانائی میں اور کسب سپاہگری میں و شجاعت میں ایسا ہے کہ برابر

اپنے دوسرا اس جہاں میں نہیں رکھتا - اور خوبصورت
ایتا ہے کہ کسی کی ایتی طاقت نہیں کہ آنکھ بھر کے
دیکھے - اور جو کوئی دیکھتا ہے ، تس کا ہوش
نہیں رہتا - اُس کے باپ کا نانو عادل شاہ ہے کہ وہ
سات دیپ کا بادشاہ ہے - اور جہاں تک کہ آدم زاد
کے بادشاہ ہیں سو سب اطاعت اُس کی مانتے ہیں -
سو اس بادشاہزادے کے سبب سے وہ دیو مارا گیا -
جہاں آرائے سن کے حقیقت بادشاہزادے کی بہت
مشتاق ہوتی ہے - اور گلچہرہ سے کہتی ہے کہ دیکھا
چاہیئے اُس بادشاہزادے کوں - گلچہرہ کہتی ہے
کہ اسی واسطے یہ اُس بادشاہزادے کوں یہاں لیائی[1]
ہے - جاں بخش باغ میں اُترا ہے - اور آونا اُس کا
ب۵۸ ہمارے | نصیبوں سے اس طرف کوں ہوا ہے - یہ
بہت خوب بات کہی ، چلیئے دیکھیئے - جہاں آرائے
اور گلچہرہ اس باغ میں آوتیں ہیں - جہاں آرائے
دیکھتی کیا ہے کہ بادشاہزادہ دالان میں بیٹھا ہے سو

---

(۱) لیائی : لے آئی -

گویا دالان میں سورج اُگا[1] ہے جس کی روشنی کے آگوں سورج کی روشنی کم ہو گئی ہے - اور فی الواقع خوبصورت ایتائی ہے کہ جس کی طرف دیکھا نہ جاے - بادشاھزادہ جو صاحب سلوك اور غرض مند تھا، سو بہت اعزاز سے اور ادب سے جہاں آراے کے آگوں آوتا ہے - جہاں آراے بھی اس سے بہت سلوك کرتی ہے - اور یے تینوں دالان میں آے بیٹھتے ہیں - بادشاھزادہ بہت سا جو باھوش و با وقوف تھا سو ایسی با تیں کرتا ہے کہ جہاں آراے بہت خوش ہوتی ہے - دیکھ اس بادشاھزادے کی دانائی و سلوك اور شان اور صلابت و جَبھا[2] و اطوار بہت محظوظ ہوتی ہے - اور وزیر زادہ جو گلچہرہ کے ساتھہ آیا تھا سو بادشاھزادے کے پاس بیٹھا تھا، دیکھہ کر اسے جہاں آراے پوچھتی ہے کہ یہ کون ہے - تب گلچہرہ اس کے بھی وقوف کی و وفاداری کی تعریف

---

(۱) سورج اگنا : سورج نکلنا (۲) جبھا : حوصلہ، دلیری -

الف۵۹ کرتی ہےاور کہتی ہے کہ یہ وزیر زادہ ہے ۔| نانو اس کا نیک اندیش ہے ۔ جہاں آرائے گلچہرہ کے ساتھہ ہو کے اور بادشاھزادے سے رخصت لے کر گھر آوتی ہے ۔ اور جہاں آرائے گلچہرہ سے کہتی ہے کہ میرے دل میں دو آرزو تھیں ۔ ایک تو یہ کہ دلبر کی نسبت ایسی جگہہ کیجے کہ گھر بھی بڑا ہو اور خاوند خوبصورت اینا ہوئے کہ دلبر کوں سوہے اور خوبیاں بھی سب طرح کی رکھتا ہوئے ۔ کیتی مدت میرے تائیں اسی تلاش میں گذری تھی لیکن پریزاد میں ایسا کوئی نہ ملا ۔ اور یے سب باتیں اب بادشاھزادے میں پائیں جاتی ہیں ۔ ایک یہی بات ہے کہ یہ آدم زاد ہے ۔ اور دوسری آرزو یہ ہے کہ دلبر بیاہ کرنا قبول کرے ۔ تب گلچہرہ نے کہا ، ای جہاں آرای ! یہ بات تیرے ہی کہنے کی تھی اور تجھ سوائے ایسی دانائی کی بات اور کون کہے ۔ اور میری جان ! خدا نے بھی اس دلبر کا جوڑا بادشاھزادے ہی کوں بنایا ہے ۔ اور جد میں نے بادشاھزادے کوں دیکھا تد

میرے دل میں یہی آئی کہ اس بادشاھزادے کی نسبت
دلبر سے ھوئے تو بہتر ھے - اور اسی واسطے میں
اس کوں یہاں لیائی تھی - / اور یہ وسواس تیں نہ کر ب۵۹
کہ یہ آدمی زاد ھے ، کس واسطے کہ آگوں پریزاد
سے و آدم زاد سے نسبت ھو آئی ھے - اور ایتے
پر بھی جو تیرے دل میں شبہ ھوئے تو گلرخ کی
نسبت وزیر زادے سے پہل میں کروں ھوں - و زیر زادے
کی نسبت گلرخ سے ھونے کی جہاں آرائے سن کے
بہت خرش ھوتی ھے ، اور گلچہرہ سے کہتی ھے کہ
تمھارا فرما فرماناں تو میں قبول کیا لیکن دلبر کے
قبول و راضی کرنے کوں کیا تدبیر ھے - گلچہرہ
کہتی ھے کہ گلرخ سے اور دلبر سے بڑا پیار ھے
سو دلبر کا راضی کرناں بھی میرا ذمہ ھے - جہاں آرائے
کہتی ھے کہ بہتر ھے تم اس کی تدبیر کرو - گلچہرہ
وھاں سے اٹھہ کے وھاں آوتی ھے کہ جس جگہہ
جہاں آرائے نے گلچہرہ کے و اسطے علحدی کی تھی
اور آے کے یہ سب حقیقت گلرخ سے کہتی ھے -

گلرخ یہ خوشوقتی کی خبر سن کے بادشاھزادے سے
و دلبر سے کہتی ھے - اس بات کے سنتے ھی ان
کی کیا طرح ھوتی ھے کہ جیسے کوئی سمدر میں
ڈوبتا ھوے اور اسے نکالے - اور جیو تو ان کے نکل
الف ٦٠ رھے تھے سو اس طرح پھر آوتے ھیں کہ جیسیں[1] /
کوئی روٹھے کے تائیں منا لیاوی - اور جیسیں پیہا
سوانت کی بوند کوں رٹتا ھے اور بوند جو اس کے
حلق میں پڑتی ھے تد اسے آرام ھوتا ھے، اس سے
زیادہ سکھ ان کوں ھوتا ھے اور خاطر جمع ھوتی ھے -
اور جب جہاں آرائے گلچہرہ کے آوتی ھے تب گلچہرہ
جہاں آرائے کوں مبارکباد دیتی ھے کہ دلبر نے بھی
یہ بات قبول کی - جہاں آرا یہ بات سن کے بہت
خوش ھوئی - اور پوچھی ھے کہ کس طرح قبول
کیا - گلچہرہ کہتی ھے کہ گلرخ نے جانے کے دلبر
سے بیاہ کرنے کا بادشاھزادے کے ساتھہ پیغام کیا -
دلبر نے یہ بات سن کے نہ مانی - کہا کہ میرے تائیں

---

(١) جیسیں : جیسے (انفی) -

بیاہ کرناں ۔ تد گلرخ نے کہا کہ جو تو یہ بات نہ مانے گی تو تیری ماں کی ہتیا تیرے پر آوے گی ۔ تیری ما[1] یہ کہتی ہے کہ میریں اور تو کچھ اولاد نہیں ہے ، ایک دلبر ہی ہے سو بھلا اسی کی اولاد سے میری سنچت[2] چلے اور جو وہ بیاہ نہ کرے گی تو میں مروں گی ۔ اور اس بات پے سوگند کھائی ہے ۔ تب دلبر نے کہا کہ جو ان نے اس طرح کی سوگند کھائی ہے تو جو ہوناں ہو سو ہو ، مجھے قبول ہے ۔ | ب ٦٠
اس طرح کے راضی ہونے پے جہاں آرائے اور بھی خوش ہوتی ہے ۔ اور جہاں بخش بادشاہ کوں راضی کر کے ساعت بیاہ کی مقرر کرتی ہے ۔ گلچہرہ تو بادشاہزادے و وزیر زادے کے بیاہ کا ٹھاٹھہ کرتی ہے و سامان کرتی ہے دوسے پریوں کے بادشاہ ، صاحب تخت و تاج تو گلچہرہ کی طرف آوتے ہیں اور دوسے پریوں کے بادشاہ صاحب تخت و تاج جہاں آرائے کی

---

(۱) ما : ماں (اصل املا غیر انثی) ۔ یہ لفظ قصے میں دونوں طرح ملتا ہے (۲) سنچت : نسل ۔

طرف آوتے ہیں - اور بادشاھزادے کے بیاہ کی رات
ساعت نیک کی جد آوتی ہے تد خلعت بادشاھانہ و جواھر
اور سیھرا مرواریدوں کا ایسا کہ ایک ایک جواھر
و ایک ایک مروارید جس کا ایک ایک بادشاھی کے
مول کا ہے - اور گھوڑا بادشاھزادے کی سواری کے
واسطے دریائی ایسا آوتا ہے کہ جو مصور ایسا ہوے
کہ اپنا ثانی نہ رکھتا ہوے اور قصداً خوب گھوڑا
بناوے ، تو اس کی چھانھہ کو بھی نہ پہچے - اور جو
کوئی چاہے کہ سیر تمام عالم بمعہ سمدروں کے کرے
تو آسمان تو رات دن میں سیر کرتا ہے پر یہ ایک
الف٦١ دن ہیں میں سیر کروائیے لیاوے | بمعہ زین و ساز جڑاؤ
بادشاھزادے کی سواری کوں آوتا ہے - اور موافق
مراتب کے سراپا و جواھر اور سیھرا و گھوڑا وزیرزادے
کوں آوتا ہے - بادشاھزادہ از بسکہ وزیر زادے (پسے)
بہت مہربان تھا سو سراپا اور جواھر و سیھرا و گھوڑا
آیا تھا ، سو قبول نہیں کرتا - سب پھیر دینا ہے -
و یسا ھی کہ جیسا اس کے واسطے آیا تھا

سوئی[1] اس کے واسطے مگواتا ہے - اس بات سے جہاں آرائے و گلچہرہ بہت خوش ہوتی ہے - اور کہتی ہیں (کہ) بادشاہزادہ بہت قدرداں ہے اور باوفا ہے - (جب) بادشاہزادہ سراپا پہن کے و جواہر و سیہرا باندھ (کے آوتا) ہے تو اس جاں بخش باغ سے لے کر حسن آباد شہر کے قلعہ کے دیوان عام تک جو دو رستہ آرائش تھی، سو سب روشن ہوتی ہے - اس آرائش میں کسی جگہ عمارت کے دالان و کوٹھریاں و بالاخانے، بنگلے، کٹہرے، حوض، فوارے، نہریں و چدریں، درخت اور میوہ اور گلزار، دروازے اور برج اور ترپولیے اور مینار، آدمی، دیو و جانور، سب موم کے ہیں - اور کسی جگہ کاغذ کے ہیں - کسی جگہ ابرک کے ہیں - کسی جگہ اقسام رنگ کے شیشوں کے ہیں - جس وقت کہ / روشنائی[2] ہوئے ب ٦١
ہے تو کیسا ہی خوشرنگ ہو اور من ہو، اسے نہیں پہچ سکتا - اور آرائش کی جو پتلیاں ہیں سو سب

---

(١) سوئی: سوہی (٢) روشنائی: روشنی -

گاوتی ہیں اور ناچتی ہیں و بجاوتی ہیں ۔ اور دیو آرائش کے بڑے تختوں کوں اور پریاں چھوٹے تختوں کوں کنول کے و گلزار کے و درختوں کے ، برج کے و مغارے کے ، ابرک کے و شیشوں کے ، کاغذ کے و موم کے اور مشعلیں و جھاڑ لیش کئی (سے کوس) تائیں لیش چلے جاتے ہیں ، تو ان کی روشنائی ہزاروں کوس تائیں پھیلتی ہے ۔ اور اس آرائش (کی) روشنائی ہے سو سب کافوری موم کی ہے ۔ اور بادشاہزادے کے آگوں اقسام اقسام طرح کے جو آرائش کے کئی سے تخت جاتے ہیں ، سو سب جواہر کے ہیں ۔ اور تختوں پر جواہر ہی کی پتلیاں گاوتیں ، ناچتیں اور بجاوتیں چلیں جاتیں ہیں ۔ اور آتشبازی جو چلی ہے سو سب چھوٹتی ہے ۔ تو حُلق ہوائیوں[1] کے گنج[2] ہی چھوٹتے ہیں سو کئی کئی سے کوس تائیں

---

(۱) حُلق ہوائی : ایک قسم کی آتشبازی ، خنتگا یا حذنگ

(۲) گنج چھوٹنا : بہت سے پٹاقوں کو ایک جگہ رکھہ کر چھوڑنے کو آتشبازی میں گنج چھوڑنا کہتے ہیں ۔

آسمان کے تارے تو ڈھپ جاتے ہیں اور یے ہی
تارے دکھلائی | دیتی ہے - اور ہتم پھول[1] و چادریں الف۶۲
اور پھلجھڑی کئی کئی منبر اونچے سے جو دیو چھوڑتے
جاتے ہیں، سو وہاں سے لے کے زمین تائیں ٹلی بندھ
جاتی ہے - تو جس جس طرح کے ہتم پھول چھوٹتے
ہیں اسی طرح کے معلوم ہوتے ہیں - جو چمیلی کے
پھول چھوٹتے ہیں تو ویسی ہی شکل اور وہی رنگ
ہے - جو گلاب کے پھول چھوٹتے ہیں تو وہی
طرح (کا) رنگ ہے - اور گل لالہ ہے، نافرمان
ہے، تو گویا وہی (ہے اور) گل داؤدی ہے تو گویا
گل داؤدی ہے - اور نرگس ہے (تو گویا نرگس)
ہی ہے - اور جوہی و سیوتی، انار، دوپہریا،
سوسن ۲۰۰۰۰ و بسنت اور اقسام اقسام طرح کے جو
کچھ پھول چھوٹتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا
وہی ہے - اور انار، ترنج اور بھچپے[2] و

---

(۱) ہتم پھول: آتشبازی جس کو ہاتھ میں لے کر چھوڑتے
ہیں اور جس سے پھول جھڑتے ہیں (۲) بھچپا: آتشبازی کی

سو پوریہ[1] جو چھوٹتے ہیں تو زمین سے لے آسمان تائیں
پہاڑ گول اور سڈول ہر ایک قسم کے پھولوں کے بن
جاتے ہیں ۔ اور آتش بازی میں برج تصویردار
اور چادریں تصویردار جو چھوٹتی ہیں تو اس میں
ب۶۲ تصویریں جو نکلتی ہیں تو ان میں کوئی / گاوتی ہے ،
کوئی ناچتی ہے ، کوئی بجاوتی ہے ۔ ان پے (گندھربنی)[2]
لڑتی ہیں ، دیو پریاں لڑتے ہیں ۔ اور مور جو چھوٹتے
ہیں سو ناچتے ہیں ۔ اور کبوتر جو چھوٹتے ہیں تو
اپنے اپنے رنگ کے علاحدہ اڑے چلے جاتے ہیں ۔
اور ، اور جو جانور لڑائی کے ہیں ، ہاتھی و میڈھے ،
لوہ و بٹیریں ، بلبل اور لال مرغے و تیتر[3] ، سو جب
یہ چھوٹتے ہیں تو سب آپس میں لڑتے ہیں ۔

۔ ایک قسم جو شکل میں بھچپا درخت کے پھول سے
مناسبت رکھتی ہے ۔

(۱) سو پوریہ : ایک قسم کا آتشبازی کا انار ۔

(۲) گندھربنی ، گندھرب ، کی مونث ، جو سورگ
گویا ہے ۔ بجازا گاے والی (۳) اصل املا ، طیطر ، ۔

اور ، اور جانور جو چھوٹتے ہیں سو وے اپنی (بولی)
بولتے ہیں ۔ اور آتشی دیوؤں کوں جو ۳۰۰۰ ۰۰۰
اُڑتے ہیں اور آپس میں لڑتے جاتے ہیں ۔ اور
(ان کی) چنگاریاں اُڑتی ہیں تو ایک آتشبازی جدی
(دکھائی دیتی) ہے ۔ اور ، اور دیو جو چھچوندریں
و قلمیں[1] و ٹوٹے[2] و نڑیوں[3] سے جدی ہی لڑتے جاتے
ہیں و ہنستے جاتے ہیں ۔ تو یہ سب آتشبازی کیسی
ہے کہ نہ جس میں دھواں ہے نہ بوئی ہے ۔ اور
چھتیس باجے باجتے ہیں اور کئی ہزار پریاں ہیں کہ
زمیں پے و تختوں پے اور آسمان پے گاوتی ہیں اور
ناچتی ہیں و بجاوتی ہیں ۔ اور ایک سے ایک خوبصورت
ہے و سگھڑ ہے ۔ اور تیسائی[4] انہوں نے | بناؤ کیا الف۶۳
ہے اور جواہر پہناں ہے ۔ اور جواہر و اشرفیاں

---

(۱) قلمیں (قلم) : ایک قسم کی آتشبازی ، پھلجھڑی ، مہتابی
چھچوندر و غیرہ (۲) ٹوٹا : آتشبازی ، بندکار توس کی شکل
کی (۳) نڑی : ایک قسم کی آتش بازی ۔ بغیر ڈنڈی کی چرخی
جو زمین پر چلتی ہے (٤) تیسائی : تیسا ہی ۔

لُٹتی جاتی ہیں ۔ اور دیوؤں نے بناؤ کیا ہے ، سو کنہوں نے تو پکّی کھال پہنی ہے اور اس سے بھی زیادہ خوشی کا جو بناؤ کیا ہے تو ننگ مُنگے ہیں ۔ اور کیسر کا چھاپا ہاتھ سے ایک آگوں دیا ہے اور پچھوں دیا ہے ۔ اور کوئی تو گنڈھتھہ ہاتھ نانچتا ہے ۔ کوئی دانت نکال نکال کے (گت) لیتا ہے ۔ کوئی جیبھہ نکال کے گت لیتا ہے ۔ کوئی (ایک) ہاتھ سر پے رکھ کے ایک ہاتھ کمر پے رکھ کے ۱۰۰ ۰۰ چکریں مارتا ہے ۔ تو کیا فریادرس بادشاہ و اور جو بادشاہ براتی آئے ہیں سو اپنی سواری کے ہاتھی اور گجنالیں[1] و شترنالیں[2] کے اونٹ اور گھڑنالیں[3] وجزایروں[4]

---

(۱) گجنال : بڑی قلعہ شکن توپ (۲) شترنال : زنبور ۔ چھوٹی توپ جو اونٹ پر لادی جاتی تھی اور اسی پر سے چلائی جاتی تھی ۔ بادشاھی سواری کے ساتھ چلتی تھی اور تمام راستے چھوٹتی جاتی تھی ۔ (۳) گھڑنال : ایک قسم کی توپ جسے رہکلہ بھی کہتے ہیں ۔ (٤) جزایروں (جزایری) : محافظتی دستہ ۔ باڈی گارڈ ۔

کے اونٹ اور بانوں کے اونٹ اور پیادوں کے بان اور
جلو کے رَمکلے و دمانکے[1] و بھالوں کے و پا کھروں کے
... اور برقنداز[2] و جزایرانداز و خاص‌بردار[3] اور
نوبت کا ساز اور کوتل[4] گھوڑے اور کوتل چھتر
اور کوئی تخت اور ترازو اور گرزدار اور ڈَھلیت[5]
و چیلے[6] اور چوبدار و بھالہ‌بردار ، و برچھے
بردار ،سواری کے | بنگلوں کے و میگھ ڈنبر[7] کے ب۶۳

---

(۱) دمانکا : قرابین ، بڑے منہ کی چھوٹی بندوق (۲) برقنداز :
بندوقچی ، توڑے دار بندوق رکھنے و الا - (۳) خاص
بردار : وہ سپاہی جو بادشاہ یا امیروں کی سواری کے
آگے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلتے ہیں - (٤) کوتل :
جلو کا گھوڑا جو امیروں کی سواری کے آگے آراستہ
پیراستہ زینت کے لئے چلتا تھا - اسی طرح « کوتل
چھتر » اور « کوتل تخت » چلا کرتے تھے - (٥) ڈھلیت :
سپر بند ، وہ شخص جو تلوار ڈھال باندھے رہے -
(٦) چیلہ : شاہی غلام ، غلام خاص - (۷) میگھ ڈنبر
(میگھ انبر) : رتھ نما شاہانہ عماری جو ہاتھی پر رکھی
جاتی تھی ، جسکی دو برجیاں آگے پیچھے ہوتی تھیں -

و حوضوں[1] کے ہاتھی اور تُنگیں[2] بکتر پوشوں کی اور چلتہ[3] پوشوں کی اور تیر اندازوں کی، بھالے والوں کی و برچھے والوں کی اور بانے بندوں کی۔ اور مراتب کے ہاتھی، اور نقاروں کے ہاتھی، شہر کے باہر بھیجتے ہیں۔ اور آپ چھڑے عمدہ لوگوں سے، زری پوش و جواہر پوش تھے، سو برات کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تو تیسی ہی تو بہار آرایش کی اور تیسی ہی آتشبازی کی اور تیسی ہی پریوں کے راگ و نانچ کی ۰۰۳۰۰ میں راگ نانچ ہیں سو اس کی نقل ہیں۔ اور تیسی ہی جھمجماہٹ ان بادشاہوں کی پوشاک (کا) اور جڑاؤ تختوں اور سب براتیوں کا اور تیسائی بازار میں آئینہ بندی جو بڑے بڑے آئینہ کی تھی، سو ایک کا عکس جو ایک میں پڑتا ہے تو ایک کے ہزار معلوم ہوتے ہیں۔ تو جہاں تائیں دیو و پریں دور دور سے

---

(۱) حوضوں (حوضہ) : ہودہ، ہاتھی کی عماری (۲) تنگ (ف) : فوج کا دستہ (۳) چلتہ : زرہ بکتر (ایک قسم کی لڑائی کے وقت کی پوشاک)۔

تماشے کوں آئے تھے سو کہتے ہیں کہ ایسا بیاہ
ہم نے کسی دیوتا کا بھی نہیں دیکھا - تو جس وقت
کہ بادشاہزادہ آوتا ہے تو دیکھ خوبی / اس کی صورت الف٦٤
کی جہاں تائیں کہ تماشابین ہیں، تن کی کیا طرح
ہو جاتی ہے کہ جو کوئی کہ بیڑا کھائے ہے تو
چنوٹی[1] تو مہہ میں دے لی اور پان ہاتھ میں رہ گئے
ہیں - اور جو کوئی کہ بات کہتا ہے تو بات کہنے
میں جتنا کہ مہہ کھلا ہے، اتنا کھلائی رہ گیا ہے -
اور جو کوئی کہ کان دیئیں[2] سنتا ہے تو اسی طرح
کان دیئیں (سو) رہ گیا ہے اور پھر اس سے کچھ نہیں
کہتا کہ کہہ - (اور جو) عورت کہ لڑکا لیئیں کھڑی
ہے اور لڑکا اس کا (گودی) سے گرپڑا ہے تو یہ
نہیں جانتی کہ لڑکا گر گیا ہے - اور جو کوئی دیکھنا
ہے سو دیکھتا ہی رہ گیا ہے - تو یے تماشابین اس
طرح محو ہو گئے ہیں تن کے تائیں جو براتی دیکھتے

---

(١) چنوٹی: (چونا + اوٹی): چونا رکھنے کی ڈبیا (٢) دیئیں: دیے (انی).

ہیں تو یہ جانتے ہیں کہ جس طرح آرایش کی تصویریں
اور ہیں تیونہیں آرایش کی تصویریں یسے بھی تھیں -
جد کہ بادشاھزادہ قلعہ کے نزدیك آوتا ھے تد دوسرے
بادشاہ صاحب تخت و تاج ، جہاں آرائے کی طرف
آئے تھے ، سو پیشوائی کوں آوتے ہیں - اور
٦٤٠ جہاں آرائے نے دیوان عام / میں ، کہ دیوان عام بھی
جواھر ھی کا تھا اور جواھر ھی کی آرایش بنوائی تھی،
کسی جگہ تو اقسام طرح کی عمارت و طاق بندی اور
فانوسوں کی قطار و کنولوں کی قطار ، لالوں ہیں کی
ھے ، اور کہیں پنّوں ہیں کی ھے ، کہیں ھیروں ھی کی
ھے ، کہیں پکھراج ھی کی ھے ، کہیں نیلم ھی کی ھے
کہیں گُمیدك[1] ھی کی ھے - اور درخت و گلزار جو
بنے ہیں ، سو جو جواھر کہ جس جگہ چاھیئے تھا ،
تہاں ہیں لگا ھے - اور اس آرایش ھی (کی) عمارت
میں پتلیوں کا ایك ایك سردار ۳۰۰۰۰۰ بیٹھا ھے -
آگوں اس کے مصاحب بیٹھے ہیں - فوارے چھوٹتے

---

(۱) گمیدك : ایك قیمتی پتھر (؟)

ھیں ۔ سو فواروں میں پانی کی جگہ ۱۰۰۰ چھوٹتے
ھیں ۔ اور ناچ جواھر کی پتلیوں کا ھوتا ھے ۔ سو
کہیں ھُرکنیاں[1] ناچتیں ھیں، کہیں رامجنیاں[2] ناچتیں
ھیں، کہیں لُولیاں[3]، کہیں کنچنیاں ۔ کہیں چونے
والیں[4] ھیں، کہیں بھانڈ ھیں، کہیں بھگتیئے[5] ھیں، کہیں
نٹوے[6] ھیں، کہیں ھجڑے ھیں، کہیں کشمیری ھیں،
کہیں کلاونت ھیں، کہیں بہروپیے ھیں، کہیں نٹ
ھیں، کہیں بانس بیڈنیاں[7]، کہیں بازی گر ۔ کہیں
بھان متی ھیں / اور اقسام اقسام کسبیوں کی نقل ناچتی الف٦٥

---

(۱) ھُرکنیاں (ھُرکنی): مونث ھُرکیا، ایک گانے بجانے
والی نیچ ذات (۲) رام جنی: رنڈی، بیسوا ۔ لاوارث
عورت جو کسب پر بیٹھ جائے ۔ (اصل میں "رم جنی"
ھے: یعنی چلتے پھرتے کی اولاد) (۳) لولی: کنچنی،
ناچنے گانے والی عورت (٤) چونے والیاں: وہ ڈومنیاں
جو عام طور پر بچہ کی پیدائش کے وقت ناچنے گانے
آتی ھیں (٥) بھگتیا: زنانے کپڑے پہن کر یا سوانگ
بھر کر ناچنے والا (٦) بانس بیڈنیاں: (؟)

ھیں و گاوتی ھیں - اور کوئی پتلی مردنگ بجاوتی ھیں - کوئی ڈھولک بجاوتی ھیں، کوئی دائرہ[1]، کوئی ڈھڈھمے[2]، کوئی امرت کنڈلے[3]، کوئی مجیرہ، کوئی زنگ[4]، کوئی طنبورا، کوئی رباب، کوئی بین، کوئی قانون، کوئی جل ترنگ، کوئی نیہہ ترنگ[5]، کوئی سارنگی، کوئی سارندا[6]، کوئی نے، کوئی مہچنگ[7]، (کوئی) ۱۰۰۰، کوئی ھتھتال، کوئی پناک[8]، کوئی ۲۰۰۰ کوکا، کوئی چنگ، کوئی عود، کوئی بربط، (کوئی) ۱۰۰۰ اور طرح طرح کے باجے بجاویں

---

(۱) دائرہ: ایک باجا جو ایک رخ سے کھلا ھوتا ھے - ڈفلی

(۲) ڈھڈھمہ: ایک قسم کا چھوٹا ڈھول - ڈمرو

(۳) امرت کنڈلا: (؟)

(٤) زنگ: گھنگھرو، گھنٹی

(٥) نیہہ ترنگ: (؟)

(٦) سارندا: ایک قسم کا وائلن

(۷) مہچنگ: ایک طرح کی سارنگی

(۸) پناک: ایک قسم کا وائلن جو کمان کی شکل کا ھوتا ھے اورجس میں ایک تار ھوتا ھے-

ہیں ۔ سو یہ سب آرائش روشن کی اور آتشبازی جو
چنی تھی، تس کے تائیں چھوڑا ۔ پھلجھڑی وغیرہ
گلزار کی جو آتشبازی چھوٹتی ہے، تو ہر ایک پھول
کی جگہ اسی رنگ کا جواہر کا پھول چھوٹتا ہے ،
اور یہ حکم ہے کہ لوٹ لیں ۔ بلخی[1] و غیرہ تصویر دار
جو آتشبازی چھوٹتی ہیں ، کسی میں تو اکھاڑے
جواہر کی پتلیوں کے کھلتے ہیں اور ناچتی ہیں، گاوتی
ہیں ، بجاوتی ہیں | اور جھولوں و ہنڈولوں پر جھولتیں ب٦٥
ہیں ۔ اور کیفیوں[2] کی مجلس نکلتی ہے ، سو عورتوں
کے اوپر دوڑتے ہیں اور گر گر پڑتے ہیں اور آپس
میں لڑتے ہیں ۔ کہیں پہلوان ہیں کہ ڈنڈ کرتے ہیں
و مگدر و لیزم جھاڑتے ہیں اور آپس میں کشتی لڑتے
ہیں ۔ کہیں قلندر[3] ہیں کہ ریچھ لڑاوتے ہیں ۔ کہیں
جہاز نکلتے ہیں، آپس میں لڑتے ہیں ۔ کہیں ادھر

---

(۱) بلخی : ایک قسم کی آتشبازی (؟)
(۲) کیفی : مست ۔ شادی کے جلوس کے ساتھ نکلتے تھے ۔
(۳) قلندر : ریچھ اور بندر نچانے والا ۔

اُدھر سے فوجیں نکلتی ہیں اور آپس میں لڑتی ہیں ۔
اور کہیں باگھ نکلتے ہیں کہ نیلوں کوں مارتے ہیں ۔
کہیں چیتے نکلتے ہیں کہ مرگوں (کوں مارتے)
ہیں ۔ کہیں باز و جرّہ اڑتے ہیں سو کلنگ و مرغابیوں
کے شکار کرتے ہیں ۔ اور کئی طرح کی آتشبازی
چھوٹتی ہے ۔ اور جہاں آرائے نے دیوان عام سے
لے کے جاں بخش باغ تائیں طاس[1] بادلہ کے پا انداز
بچھائے اور دیوان عام میں و ہزار ستون میں فرش نیلک[2]
و زربفت و قالین زریں کا کیا ہے ۔ سب دیوان عام
الف٦٦ میں تو فرش میل مینہ[3] کے ہیں اور ہزار ستون میں | میل
فرش جڑاؤ ہیں و ایک ایک جواہر کے ہیں ۔ اور
چار سے جڑاؤ تخت و اسطے بادشاہوں کے کہ جو برآتی
آئے میں، بچھائے ہیں ۔ اور بادشاہزادے کے واسطے
یک لخت ایک لال ہی کا تخت بچھایا ہے اور وزیرزادے

---

(۱) طاس : ایک قسم کا ریشمی کپڑا ۔ زری ، کمخواب
(۲) نیلک : نیلا ، غالباً بیش قیمت نیلے رنگ کا کپڑا (؟)
(۳) مینہ (مینا) : ایک قسم کا نیلے رنگ کا پتھر ، مرصع کاری

کے واسطے ایک کرسی جڑاؤ بچھائی ہے - اور بادشاہزادے
کے تخت کے اوپر جڑاؤ شامیانہ (استادہ ہے[1]) کہ ہر
ایک جواہر اس کا آبدار، بےجرم و بیش قیمت ہے -
اور اس کی جھالر گج مکتاں[2] کی ہے اور استادے
(جس کے[3]) ایک ایک ہی جواہر کے ہیں - اور
ڈوریاں میں بھی اس کے جواہر ہی پرویا ہوا ہے -
اور دیوان عام میں جو سائیاں کھچا ہے سو زربفت کا
ہی جڑاؤ و جھالر جس کوں مکتا کی ہے - ڈوریاں
اس کی کلابتوں کی ہیں اور استادے جڑاؤ ہیں - اور
عود سوز ہر ایک طرح کے اقسام اقسام جواہر کے
اس ہزار ستون میں لیاے کے جلاے ہیں کہ جن کی
بوئی سے سب شہر معطر ہو گیا ہے - سو شاخہ سے
لے کے پانچ سے شاخہ تائیں | جھاڑ جواہر کے ہیں - ب٦٦
سو معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ جواہر جلتا ہے، لیکن
ان کے اندر موم جلتا ہے، سو روشن کیئے ہیں -

---

(١) اضافہ :- (کرم خوردہ) (٢) گج مکتا : بڑا موتی -
(٣) اضافہ (کرم خوردہ) -

اور کو کبے[1] جو ہزار ستون کے اندر لٹکتے ہیں
سو منوں کے ہیں کہ جن کی روشنائی جھاڑوں سے
زیادہ ہے ۔ تو جب بادشاہزادہ تخت پے اور وزیر زادہ
کرسی پے بیٹھتے ہیں تو ہر ایک کے آگوں خوان
جڑاؤ بمعہ شیشیاں جواہر کی سے کہ ہر ایک قسم (کے
عطر[2]) سے بھریں ہیں اور تن کے اوپر طُرّہ بھی جواہر
ہی کے ہیں اور خوان جواہر کے پیالوں کا اور خوان
جڑاؤ ۱۰۰۰ میں جواہر کی رکابیاں ہیں اور ہر ایک
قسم کی گزک دھری ہے ، اور خوان جواہر کے ، اور
پیالے بھی جس میں جواہر ہی کے ہیں کہ ہر ایک
قسم کا عطر جن میں بھرا ہے ، اور ارگجادان جواہر
کا بمعہ ارگجا اور جواہر کی چار چار چنگیزیں ہاروں
سے بھری ہوئی ہیں ، اور گلاب پاش جواہر کے ، گلاب
سے بھرے ہوئے ہیں ، بمعہ خوان پوش جڑاؤ و جھالر
مکتا کی سے ہیں ، اسباب | عشرت کا مہیا کرتے ہیں ۔ الف٦٧
اور ہر ایک کے آگوں طایفے پریوں کے ناچتے ہیں ۔

---

(۱) کوکبہ : ستارہ ، فولادی گولہ (۲) اضافہ (کرم خوردہ) ۔

تو ہر ایک اس میں کہیں گیا سانگت[1] نانچنے والیں، کیا گت[2] نانچنے والیں، کیا گانونے والیں، کیا تالدھاری، کیا بھاونے والیں، کیا جت[3] و پرملو[4] اور سبد[5] و استت[6] او گھٹنے والیں، صورت میں و کسب میں و ہر ایک ۰۰۱۰۰ ہیں کہ دل لے جانے والیں ہیں کہ ایک نگاہ (میں بس کر) لیتی ہیں - تو تلیں بے نانچتی ہی نانچتی سب یکبارگی ہی اوپر اڑ جاتی ہیں .. اور اوپر سے نانچتی ہی تلیں آوتیں ہیں - تو اس میں

---

(۱) سانگت: سنگت (۲) گت: انواع رقص کی ایک قسم- بارہ گتوں کا ایک ٹھاٹھ - سولہ اعضا کی حرکت جو نانچتے وقت ظاہر کی جاتی ہے - (۳) جت (س: یت): موسیقی کا ایک سر جو عام طور پر ہولی کے موقع پر گاتے ہیں (٤) پرملو: ایک قسم کا ناچ جس کا اصول نہایت مشکل ہے - میرحسن نے اس کا ذکر یوں کیا ہے ع

کبھی پرملو میں دکھیاتی ادا
کہ جوں لوٹ کر ہووے بجلی ہوا

(٥) سبد (شبد): گیت - بھجن (٦) استت: ترانہ -

ایك ایسی آن ہوتی ہے کہ آپ تو بے آوتیں ہیں پر
ہوش دیکھنے والوں کا لیے جاتیں ہیں - تو اس
شادی کا ایسا سمیا بن آیا ہے کہ جہاں تائیں کہ دیو
تا بمعہ برمّھا آئے ہیں سو حسد کے آنسو ڈالتے ہیں
کہ جو دلبر سی معشوق اور اس خوبی کی شادی ہمیں
نہ میسر آئی - جب رات تھوڑی رہتی ہے تب کھانے
کی تیاری ہوتی ہے - اور تد فراش جو ہے سو ۱۰۰..
ب٦٧ انداز زردوزی سے و جڑاؤ سلیچی، آفتابوں سے / ہاتھ
دھلائے جاتے ہیں اور ہر ایك کے آگوں نطع[1]
بوداری[2] حلکاری[3] کی و دستر خانے زربفتی و نیلك اور
ٹاٹ بانہیے بچھائے جاتے ہیں - اور مینوں کے
و جڑاؤ و جوڑوں سے اور قاب و پشقاب، پیالہ و بادیہ[4]

---

(۱) نطع : چمڑے کا دستر خوان (۲) بو دار :
خوشبو دار (۳) حلکاری : ملمع کاری، سنہرا رنگنا -
(٤) بادیہ : تانبے کا بڑا کٹورا یا پیالہ جو ایك خاص
گھڑت کا ہوتا تھا -

اور نمکدان و دھیڑی[1] سون تورہ بندی[2] کرتے ھیں
اور ھر ایك تورہ[3] میں زیر بریان ، زعفرانی پلاؤ[4] ،
یخنی پلاؤ ، مثمن پلاؤ ، سمندر پلاؤ ، انبہ پلاؤ ، مغ
قلم پلاؤ ، کندن پلاؤ ، حبشی پلاؤ ، نرگسی (پلاؤ)
سبز پلاؤ ، خشکہ بامصالح ، قبولی[5] ، شولا[6] ، مزعفر
اور کئی طرح کی چاشنی دار قلیے ، کئی طرح کے
سادہ قلیے اور کئی طرح کے دم پخت اور ھر ایك
طرح کے دو پیازے اور ھر ایك طرح کے کباب اور
کئی طرح کے آش ، کئی طرح کی بورانی اور فرنی

---

(۱) دھیڑی (دھینڑی) : دھی رکھنے کا مٹی کا برتن
(۲) تورہ بندی : شادی سے پیشتر گھر گھر مختلف قسم کے
کھانوں کی رکابیاں نیز تشتریاں بھیجنے کی تقریب (۳) تورہ :
حصہ ، بخرہ (٤) اقسام پلاؤ کی تفصیلات کے لیئے دیکھئے
ضمیمہ نمبر ۱ (٥) قبولی : چنے کی دال کی بھی کھچڑی -
(٦) شولا : پتلی کھچڑی - ایك قسم کے کھانے کو بھی
کہتے ھیں جو چاولوں کو گوشت کے شوربے میں
ھریسہ کی طرح گلا کر پکاتے ھیں -

فالودے ، تُنکی[1] و باقر خانی و روغنی و شیر مال ، گولر
اور چھوٹی نان ، کلیچہ اور کاچ[2] ، نانِ بادام ، نانِ
پنیر ، نانِ نعمت ، نانِ برھی ، سموسہ ، نچلاوہ اور کلّہ
پرباد اور سب طرح کے کھانے اور دھیڑی و نمکدان
الف٦٨ کے سر انجام میں دھی اور مربہ اور اچار ہر ایک
قسم کے اور ، اور پودینہ و مولی و ادرک و لیمو رنگیں
اور نازک ، ہر ایک طرح کا کٹا ہوا ، چنتے ہیں اور
پچھو کھانے کے ہاتھ دھو ۱۰۰۰ مینا کے و جڑاؤ
ویک لخت ایک جواہر کے پاندان ، سو ہر ایک کے آگوں
پان رکھتے ہیں - اور بڑی فجر ہوتی ہے تد وزیر زادہ
تو گلرخ کوں لے کے اپنے گھر جاتا ہے اور بادشاھزادہ
دلبر کے تائیں لے کے جاں بخش باغ (میں) آوتا ہے
اور جب رسوم سے فارغ ہوتے ہیں اور ۳۰۰۰۰۰
رہ جاتا ہے تد ایک ایک پل بادشاھزادے کوں اور
دلبر کوں لاکھ لاکھ برس کے برابر گزرتا ہے ، کس

---

(۱) تنکی : باریک خستہ روٹی (۲) کاچ : ایک قسم کی
ناھموار روٹی ، کہیں سے پتلی ، کہیں سے موٹی -

واسطے کہ یہ قاعدہ ہے کہ جد وعدہ ملاپ کا نزدیک
پہنچتا ہے تب آگ جو شوق کی ہے سو زیادہ تپتے
ہے - اور جب رات ہوتی ہے تب یاقوت کا چھپر کھٹ
کہ جس کے بیچ میں پنّے کا لہریا جڑا ہے سو
بچھاوتے ہیں اور پھولوں کی سیج مکتا کے کسنوں[1]
سے درست کرتے ہیں - اوپر غلاف جس میں ایک
قطار مرواریدوں کی ہے اور ایک قطار لالوں کی ہے
سو اوپر ڈال دیتے ہیں اور آگوں اس کے دلدا پیش
گیر[2] نیلم کے استادوں سے | کہ جس میں ہیرے جڑے ب ٦٨
ہیں اور جس کی ڈوری ۲۰۰۰ پروے ہوئے ہیں
اور چھت میں پنوں کے پات ، لالوں کی گلکاری کی
ہے - اور پردوں میں جس کی ایک لہر تو مروارپدوں
کی ہے اور ایک لہر نیلم کی ہے ، کھڑا کرتے ہیں -
اور تلیں اس دلدا پیش گیر کے تخت ایک پنّے کا

---

(۱) کسنا : بستر باندھنے کا تسمہ ، سیج بند ، بستر کش
(۲) دلدا پیش گیر : چھوٹا شمگیرا جو پلنگ یا چھپر کھٹ
کے آگے لگایا جاتا ہے -

کہ جس میں ہیرے و یاقوت جڑے ہوئے ہیں سو بچھاوتے ہیں - اور پھولوں کی مسند لیائے کے اس کے اوپر درست کرتے ہیں - اور سر انجام عشرت (درست) کرتے ہیں - جس وقت کہ بادشاھزادہ و دلبر تخت کے اوپر آئے بیٹھتے ہیں تو ہر چند کہ خوشی اور شوق بادشاھزادے کوں و دلبر کوں ملنے کا و باتیں کرنے کا حد سے زیادہ تھا لیکن وس کی صورت دیکھنے سے وہ محو ہوجاتا ہے، اس کی صورت دیکھنے سے وہ محو ہو جاتی ہے - دونون تھکت[1] ہو کے رہ جاتے ہیں، تو سکھیاں جو کھڑیں ہیں سو بادشاھزادے پر بھی گلاب چھڑکتی ہیں اور دلبر پتے بھی چھڑکتی ہیں - تو جس وقت ان میں ہوش آوتا ہے تو بے
الف ٦٩ اختیار ہو کے / ملتے ہیں - اور اس کے بھی آنسو چلے جاتے ہیں، اس کے بھی آنسو چلے جاتے ہیں - کس واسطے کہ جو کوئی اپنے چاہیتے سے ملتا ہے تو اس سے اپنی کہتا ہے - تو اَن دیکھے سے بے

---

(١) تھکت: متحیر، متعجب -

آنکھیں بھی دُکھت ہے[1] اور دل بھی دکھی تھا - اور آنکھیں جو ہیں سو دل کی جاسوس ہیں - سو یے آنسو نہیں ، آنکھیں جو ہیں سو اپنی بتھا[2] اور دل کی بتھا آپس میں ظاہر کریں ہیں - تو ان کا کیا حال ہے کہ نہ یہ اس کے ملیں اَگھاوے[3] ، نہ وہ اس کے ملیں اَگھاوے - اور نہ یہ اس کے دیکھیں اگھاوے ، نہ وہ اس کے دیکھیں اَگھاوے - اور پلک لگنے کی اوٹ ہوتی ہے سو یہ بھی ان کے جیو میں (چوٹ) لگتی ہے - ہر چند کہ جو یہ پلک لگتی ہے سو یہ پلک نہیں لگتی - آنکھیں جو روپ کا رس پیوتیں ہیں سو یے گھونٹ لے لے کے پیوتی ہیں - پر ان کا دل کا شوق ایسا ہے کہ یہ ہی بات ان کو بھاری لگتی ہے - تو یے دونو روپ شیشے کی مد سے ایسے چھکے ہیں کہ سکھیاں جو شراب پیوتی ہیں اور شیشے جو ٹیڑھے ہوتے ہے[4] سو یہ ٹیڑھے نہیں ہوتے پلک

---

(۱) ہے : ہیں (۲) بتھا (س : و یتھا) : دکھ، تکلیف (۳) اگھانا: سیر ہونا ، تھکنا (٤) ہے : ہیں -

گردن نیچے کرتے ہے[1] اس واسطے کہ ایسی مستی ہم
میں نہیں - اور یہ آواز جو اس میں سے آوتی ہے سو
ب ٦٩ یہ آواز نہیں | کھسیانی ہنسی ہنستے ہیں - اور شراب
جو اس میں سے ڈھلتی ہے سو یہ شراب نہیں حسد کے
آنسو پڑتے ہیں - تو کیا حال ہوتا ہے دونوں کا کہ
یہ بھی اشتیاق کی باتیں کرے ہے، وہ بھی اشتیاق کی
باتیں کرے ہے - اور محو ہو جاتے ہیں تب تو اس کے
تائیں خبر نہیں رہتی کہ کیا کہا تھا - اور وہ اس
کہیں عطر لگاوے تھی، وہ اس کہیں عطر لگاوے
ہے - تو جب ہاتھ دیہی سے لگاوتے ہیں تب وس
سکھ میں ایسے محو ہو جاتے ہیں کہ خبر نہیں رہتی کہ
ہم عطر لگاوتے ہیں اور ہاتھ جہاں کا تہیں[2] رہ جاتا
ہے - اور وہ اُس کے پانوؤں پر آنکھیں ملے ہے، وہ
اُس کے پانوؤں پر آنکھیں ملے ہے - وہ اُس کی بلائیں
لے ہے - وہ اُس کی بلائیں لے ہے - اور یے اپنے
دل میں شکر خدا کا کرتے ہیں، اور تعجب کرتے

---

(١) ہے : ہیں (٢) تہیں : تہاں

ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسی کیا بندگی ہم سے خدا کی
بن آئی ہے کہ تس سے اتیا سکھ ہم کوں دیا ہے -
اور کئی بار ایسی طرح ہو جاتی ہے کہ اپنپا[1] بھول
جاتے ہیں - تو دلبر بے یہ حالت ہوتی ہے تب تو یہ
یہ جاتی ہے کہ یہاں | بادشاہزادہ نہیں اور بادشاہزادے الف۷۰
بے یہ حالت ہوتی ہے تب یہ جانتا ہے کہ یہاں دلبر
نہیں - تو ان کوں بیوگ[2] ہو آوتا ہے اور گھبرا کے
جب ہوش میں (آوتے ہیں[3]) تب بے اختیار ہو کے
پھر گلے لگتے ہیں - کیتی ہی بار جب ان کوں اس
طرح گذرتی ہے تب بادشاہزادہ پلنگ پر بے آوتا ہے
اور ہاتھ پکڑ کے دلبر کوں بھی بلاوتا ہے، تو سکھیاں
جو وہاں بیٹھیں تھیں، ہنستی و کلکتی[4] باہر جاتی ہیں -
دلبر کے تائیں شرم سے و ڈر پہلے ملاپ کے سے،
سوچ ہوتا ہے اور خوشی بادشاہزادے کی ہونے سے،

---

(۱) اپنپا : اپاپا (۲) بیوگ (ویوگ) : جدائی (۳) اضافہ ،
غالبا چھوٹ گیا ہے (٤) کلکنا : خوشی سے آواز نکالنا ،
چہکنا -

خوشی ہوتی ہے - تو ان دونوں باتوں کے سندہ[1] میں
کیا طرح ہوتی ہے کہ جس طرح دو چمک پتھر[2] کے
بیچ میں پڑتا ہے لوہا سو اِدھر جائے سکے نہ اُدھر جائے
سکے اور جیسیں ترسنکھ[3] کے تائیں بسوامتر نے آکاس
کے تائیں پھیکا اور دیوتا نے تلے کے تائیں ڈالا سو وہ
ادھ بیچ (میں) ہے - بلک اس خوشی، ڈر، سندہ میں
نزدیک ہے کہ دلبر کا بھی حال جرجودھن[4] کا
ساہوے - لیکن یہ بھی بادشاھزادے بے عاشق تھی سو
نہیں چاھتی کہ بادشاھزادے کا دل آزردہ ہوے تس
ب ۷۰ سے لاچار ہو کے یہ بھی پلنگ پے جا سوتی ہے -|

---

(۱) سندہ : شبہ، شک (۲) چمک پتھر (چمبک) : مقناطیس
(۳) ترسنکھ: ترشنکھو، جسے وشوامتر نے آسمان پر پھیکا تھا
لیکن دیوتاؤں نے اسے جسم سمیت نہیں آنے دیا اور بیچ میں
لٹکتا رہ گیا (٤) جرجودھن : دریودھن ، مہا بھارت کے
کوروں کا بڑا شہزادہ جس نے پانڈوں اور کرشن کے
خلاف جنگ کی تھی - دلبر کی ذہنی کیفیت کا مقابلہ اس کی
دبدھا کی حالت سے کیا گیا ہے -

تو ان کوں خوشی آنند میں چار پہر رات گزرتی ہے۔ صبح ہوتی ہے تد بادشاھزادہ باھر آوتا ہے تو بادشاھزادے کی کیا طرح ہو جاتی ہے کہ جب وس سکھ کی یاد آوتی ہے تب محو ہو جاتا ہے اور چونک پڑتا ہے کہ مت مبادا یہ سپنا تو نہ ہوا ہوے! اور پھر بادشاھزادہ دلبر کے پاس آوتا ہے اور عیش و عشرت میں مشغول ہوتا ہے۔ اسی طرح کیتی ہی مدت انہوں کے تائیں گزرتی ہے۔ آخر الامر بادشاھزادہ اپنے ملک کے رخصت مانگتا ہے۔ جہاں آرا و گلچہرہ اس بات کے سنتے سے بہت دلگیر ہوتے ہیں، پھر لاچار ہو کر قبول کرتے ہیں۔ لوازم ان کا جدا کر کے اور دیو پریاں ان کے ساتھ دے کے رخصت کرتے ہیں۔ بادشاھزادہ بمعہ لشکر وہاں آوتا ہے کہ جہاں کوہ گلستاں ہے۔ تو بادشاھزادہ آپ و دلبر اور وزیر زادہ و گلرخ اور کچھ سکھیاں دلبر کی کوں ساتھ لے کے کوہ گلستاں کی سیر کرتا ہے۔ اور لشکر کوں فرمایا کہ محبت افزا باغ کے پاس ڈیرہ کرو اور باغ کی

تیاری کرو کہ ہم باغ ہی میں اتریں گے - پہاڑ کی سیر
الف۷۱ کرتے ہیں، اتنے میں ایک طوطا نپٹ / خوش رنگ
دلبر کی نظر پڑتا ہے - سو ایک سکھی سے کہتی ہے
کہ اس کے تائیں پکڑ لیاؤ - طوطے کے تائیں سکھی
پکڑ لیاوتی ہے اور پنجڑے میں رکھتی ہے - بولی جو
دلبر کوں اس طوطے کی خوش آوتی ہے سو اکثر
اپنے پاس ہی رکھتی ہے - بادشاہزادہ اس کی سیر کر کے
باغ کے بیچ میں آوتا ہے، باغ کی سیر کرتا ہے اور
دو مقام اس باغ میں کرتا ہے - تو سیر میں جو مکان
کہ خوش آوتا ہے تہاں ہیں جاے کے بیٹھتا ہے - تو
وہاں ہیں راگ ناچ ہوتا ہے، وہاں ہیں عیش عشرت
کرتا ہے - تیسرے دن دلبر کہتی ہے کہ اس باغ کے
پاس ایک جگہہ ہے کہ میں نے بنوائی ہے واسطے چاندنی
دیکھنے کے - جو چاندنی دیکھو تو آج پورنماسی بھی
ہے، تیاری کروائیے - بادشاہزادہ کہتا ہے کہ بہتر ہے -
دلبر، خورشید بانو سے کہتی ہے کہ مہتاب باغ میں
چاندنی کی تیاری کر - خورشید بانو جو جاتی ہے سو

چاندنی کی تیاری کرتی ہے - بادشاھزادہ بہت چلد طرحدار روپہرے[1] بادلہ کا جامہ پہنتا ہے کہ جس کے اوپر روپہری کٹورین[2] و ڈانک[3] کے پھول طرحدار اور روپہری ستارے ٹکے ہیں کہ جواھر کی چمک سے جن میں چمک زیادہ ہے - اور ہیروں کی پایدامن لگی ہے -
اسی جوڑ کا / چیرا و سر پیچ[4] باندھتا ہے، اور ہیرے ب ۷۱
کا سر پیچ کہ ایک ھی ہیرے کو نپٹ خوش ڈول تراشا ہے اور ڈوروں میں اس کے مرواریدِ آبدار پروے ہیں، سو سر پیچ باندھتا ہے - اور ایک لڑی مرواریدوں کی آگے کے تاں مانھے سے لگی ہوئی کہ جسے پیش دستار کہتے ہیں، سو باندھ کے پھر آگے کے اوپر لٹکن ہیرے کا جس کی ڈوری میں ایک ایک مروارید اور

---

(۱) روپہرا : روپہلا (۲) کٹورین (کٹوری) : پیتل یا کسی قیمتی دھات کی گول گول گہرائی دار چھوٹی ٹکیاں جو آرائش کے لیئے ٹانکی جاتی ہیں (۳) ڈانک (ڈاک) : نگینہ کے نیچے سنہرا یا روپہلا ورق جو چمک یا رنگ کے واسطے رکھتے ہیں (٤) سر پیچ : پگڑی، دستار -

ایک ایک ہیرے کا دانہ چھید کے ڈوری میں پرویا ہے ، سو باندھتا ہے - اور ایک ہی ہیرے کا جیغہ[1] رکھتا ہے اور ہیروں کا طرہ رکھتا ہے اور ایک ایک ہیرے کی اُربسی[2] کہ نپٹ شفاف و خوش تراش ہے ، جن کی ڈوری میں ایک ایک مروارید اور ایک ایک ہیرے کا دانہ پرویا ہے ، سو پہنتا ہے - اور ہیروں کے بُھج بند بازو میں باندھتا ہے - اور ہیروں کی و مرواریدوں کی جہانگیری[1] و انگوٹھی اور شصت[2] و پہنچی ہاتھ میں پہنتا ہے - اور ہیروں کا کمر پٹا کمر پے باندھتا ہے اور ہیروں کی حمایل پٹے کی حمایل کرتا ہے - ہیروں کے جڑاؤ پاپوش پہنتا ہے اور دھوپ[3] کہ جس میں ایک ہی ہیرے کی نپٹ طرح دار موٹھ ہے اور ایک ہی ہیرے کا

---

(۱) جیغہ : پگڑی میں باندھنے کا مرصع زیور (۲) اربسی : گلے میں پہننے کا ایک زیور ، دھکدھکی - (ان معنوں میں اب یہ لفظ متروک ہے) (۳) جہانگیری : ہاتھ کا ایک جڑاؤ زیور (٤) شصت :؟ (٥) دھوپ (بروزن توپ مث) : ایک لمبی اور سیدھی تلوار جسے بادشاہ لے کر چلتے ہیں -

تہنال[1] ہے، سو ہاتھ میں لیے کے چلتا ہے - / اور دلبر الف ۷۲
سفید گھاس[2] کی پیشواز اور اوڑھنی جس میں روپہری
تار کشی کی ہے، سو پہنتی ہے کہ جس کی لسلساہٹ
میں بغیر چاندنی، چاندنی کی لہر اٹھتی ہے اور ہیرے کی
جیسے در دامن لگی ہے اور ہیروں و مرواریدوں کا
گہنا پہنتی ہے اور ہیروں ہی کے جڑاؤ پاپوش پہنتی
ہے - اور سب سکھیاں اور سب پاترا[3] چاندنی کے گہنے
و چاندنی کے کپڑے پہن آوتیں ہیں - تو سکھیاں جو
اس کی سب آوتی ہیں تو ان کی آمد ایسی ہوتی ہے
کہ گویا ہزاروں چاند چلے آوتے ہیں - اور جو
دلبر کے تائیں چاند کی مناسبت دیجے سو چاند جو دلبر کی

---

(۱) تہنال (مذکر) : میان کا وہ پیتلی یا نقرئی حصہ جہاں تلوار کا بیپلا رہتا ہے (۲) گھاس (گھانس) : ایک قسم کا ریشمی کپڑا ع

جو حسن سبز کی تاثیر ایک ذری ہو جائے
ترے دوپٹے کی گھانس اے صنم ہری ہوجائے
(امانت)

(۳) پاترا (پاتر) : طوائف ، کنچنی -

خوبی کو نہ پہچا، اس غم میں جل کے تنبیا[1] گیا ہے،
اور یا چار پہروں اسی غم میں لوہو کے آنسوؤں
سے روتا ہے تو جب اُگے[2] ہے تب رنگ اس کا لال
نظر آوتا ہے اور یہ بلند ہو کے جو جوت پکڑتا ہے سو تو
دلبر ہی کے عکس کی ہے، نہیں تو اس کا رنگ تو
وہی ہے سو اُگتے میں نظر آوتا ہے ۔ تو چکور
جب دلبر کی سکھیوں کوں دیکھتے ہیں تب حیرت میں
آوتے ہیں کہ ہم تو ایک ہی چاند تھا تس کے تائیں
دیکھتے تھے، یے تو ہزاروں چاند ہیں ۔ | ہم کس کے ب۷۲
تصدق ہوں؟ لیکن جس وقت دلبر کوں دیکھتے تو یہ
یہی کہتے ہیں کہ چاند یہی ہے اور یے تاراگن ہیں
سو اس کے تصدق ہوتے ہیں ۔ تو اس ٹھاٹھ سیتی
دلبر بادشاہزادے کے ساتھ ہوتی ہے ۔ بادشاہزادہ و دلبر
جہاں آوتے ہیں کہ تہاں مہتاب باغ ہے تو بادشاہزادہ
دیکھتا ہے اس باغ کی بلور کی تو دیواریں ہیں ۔ ایتی

---

(۱) تنبیانا: تانبا بن جانا (۲) اگنا: نکلنا ۔ سورج اور چاند
کے لیئے استعمال ہوتا تھا ۔

چاند ہیں کہ بے جرم اور شفاف ہیں کہ شفافی آئینے کی
عکس ہے جن کا ۔ اور دُرِ نجف[1] کا دروازہ ہے جس کا۔
جب اندر بیٹھتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ بڑا صحن ہے
تس میں ایک بڑا چبوترا ہے ۔ تس پر ایک بڑا عالی
شان دالان ہے ۔ تو اس دالان کا چہرہ و چھجا بمعہ
منڈیلی[2] اور ٹوڑے[3] سب ہیرون کے ہیں ۔ اور آس پاس
اس دالان کے دوہڑی چادریں ہیں کہ نمود تو ان میں
یہ ہے کہ آبشار پانی کے ہیں کہ گویا چلے جاتے ہیں
لیکن وے ہیں اصل میں پتھر کے ۔ موج پانی کی مارتے
ہیں اور آس پاس اس دالان کے بانو کے جو دالان
ہیں سو بھی ہیرے کے ہیں ۔ اور حوض و فوارے
و نہریں سب ہیرے کی ہیں اور پانی کی جگہ اس میں
گلاب چھوڑتا ہے ۔ اور دالان کے آگوں سائبان کھچا
ہے کہ دو رویہ روپہری زربفت کا ہے ۔ | اور درنجف الف۷۳

---

(۱) درنجف : سفید شفاف بلور کے مانند پتھر جس میں کچھ سیاہ بال ہوتے ہیں ۔ ان بالوں کو حضرت علی سے منسوب کرتے ہیں (۲) منڈیلی : منڈیر (۳) ٹوڑا : دیوار وغیرہ سے باہر نکلا ہوا تختہ یا پتھر ۔ کنگر ۔

کی جھالر ہے - روپہری کلابتّوں کی طنابیں ہیں اور درنجف کے استادے ہیں - اور فرش ، دالان میں و چبوتروں پے اور روشوں پے روپہری زربفت کا ہے - اور جس کے اوپر فرش میل درنجف کے ہیں - چمنوں میں داؤدی اور نرگس ، موگرا ، راے بیل ، چمبیلی جائی[1] ، جوھی ، سیوتی ، سُگندہ راے[2] ، گل چاندنی گل بکلا[3] اور گلزار جو سفید ہیں سو لگے ہیں تو گلزار ایسے پھول رہے ہے کہ پات جس کے نظا نہیں آوتے - اور سرو و گل یاچیں[4] وغیرہ جو بڑے درخت ہیں تنہوں کے سفید پھول بچھاے کے بادلے کے لچّھوں سے ڈھانپ دیا ہے - اور ہنس و بگلے و اساوڑی کبوتر وغیرہ جانوز ہیروں کے کلوں سے ایسے بناے ہیں کہ اس دیوار پے سے اس دیوار پے آے بیٹھتے ہیں - اور درختوں پے بیٹھتے پھرتے ہیں - سوان کے اڑنے میں چمک ایسی معلوم ہوتی ہے گویا سیکڑوں

---

(۱) جائی (جاھی) : چنبیلی کی ایک قسم (۲) سگندہ راے : ایک پھول ؟ (۳) گل بکلا (بکل) : مولسری کا پھول (٤) گل یاچیں : ؟

اڑتے پھرتے ہیں - اروِلائیے[1] ، بلبل و اگن[2] وچنڈول[3] پدّا[4] و رتیل[5] و دھیڑ[6] بھارتھ[7] وغیرہ چاندنی کے بولنے والے جو جانور ہیں سو ان درختوں میں بولتے ہیں -

اور اس جگہ کے دست چپ بڑا عالی شان / چبوترا ہے ب۷۳
کہ جس کا کٹہرا ہیروں کا ہے - اور اس کے بیچ میں فرش روپہری بادلے کا ایسا ہوا ہے کہ بادلے کی بناوٹ کی لہریں ہیں تن میں سے موج چاندنی کی نکلتی ہے - اور ہیروں کے فرش میل ہیں جس پسے - اور چبوترے کے دست راست محبت افزا باغ کا جو کنولوں کا تالاب ہے سو نظر آوتا ہے - تس میں سے ایک بڑی ندی نکلی ہے سو اس چبوترے کے نیچوں ہو رہی جاتی ہے - اور شفاف ندی ایسی ہے کہ ایک لہر جس کی

---

(۱) اروِلائیے : ؟ (کرم خوردہ ، واضح نہیں) (۲) اگن : ایک مٹیالے رنگ کی خوش آواز چڑیا - لوا (۳) چنڈول : ایک خوش آواز چڑیا جسے فارسی میں چکاوک کہتے ہیں (٤) پسدا : چھوٹی چڑیا (٥) رتیل : رات کا ایک پرندہ (٦) دھیڑ : پہاڑی کوا (۷) بھارتھ : بھارتی ، ایک پرندہ -

میں ہزاروں چاند نظر آوتے ہیں ۔ اور پلے پار اس ندی کے پھٹک[1] کا ایک چوڑا کئی سے کوس کا پہاڑ ہے کہ اوچائی نچائی کے جو اس کے پہل[2] ہیں تن میں کئی کڑوڑوں چاند نظر آوتے ہیں ۔ اور چبوترے کے بیچ میں روپہری بادلے کا فرش ایسا ہوا ہے کہ بادلے کی بناوٹ کی لہریں جو ہیں تن میں سے موج چاندنی کی نکلتی ہے ۔ اور ہیروں کے فرش میل جس پے دھرے ہیں ۔ اور ندی کی طرف ایک تخت فقط ایک ہیرے کا دھرا ہے تس کے اوپر پھولوں کی مسند بچھائی ہے ۔ اور ہیروں کے ، ہنسوں کی صورت کے ، بگلوں کی صورت
الف ۷۴ کے عود سوز دھرے ہیں ۔ | تو بادشاہزادہ و دلبر اس تخت کے اوپر آئے بیٹھتے ہیں ۔ اور حقہ بردار نے چاندنی کی حقہ چاندنی کے سے ساز سے تیار کر کے بادشاہزادے و دلبر کے آگوں لیائے رکھتے ہیں ۔ اور خاک انداز[3] و دست پناہ ہاتھ میں لئیں کھڑے

---

(۱) پھٹک (اسپھٹک) : بلور (۲) پہل : پہلو (۳) خاک انداز : راکھ کا ٹن ۔

رہتے ہیں - اور کوئی ہیروں کی چنگیر یا جالی دار کہ جس میں مقیشی جالی دار بگلاے ہے تس میں ہار و گہنے پھولوں کے دھرے ہیں سو لیئیں کھڑے ہیں - اور کوئی ہیروں کے خوان و کشتی میں پھولوں کی چھڑیاں لیئیں کھڑے ہیں اور کوئی ہیروں کی جڑاؤ چھڑیاں ہیروں کے خوان میں لیئیں کھڑے ہیں - اور کوئی روپہری بادلہ کترا ہوا ہیروں کے خوان میں لیئیں کھڑے ہیں . اور کوئی پاندان لیئیں کھڑے ہیں - کوئی عطردان لیئیں کھڑے ہیں - کسی کے پاس ارگجادان ہے - کسی کے پاس گلاب پاش ہے - اور یہ سب ساز ہیروں کا ہے - اور کوئی ہیروں کے خوان میں، ہیروں کی شیشیوں میں گل گلاب لیئیں کھڑے ہیں کہ جن کے اوپر ہیروں ئی[1] کے طرہ ہیں - اور کوئی ہیروں کے خوانچہ میں ہیروں کے پیالے لیئیں کھڑے ہے[2] اور کوئی ہیرے کے خوانچہ میں ہیرے کی

---

(۱) ئی : ھی کا بول چال کا تلفظ تخفیف ،، کے ساتھ

(۲) ہے : ہیں (غیر انق) -

رکابی ، تن میں طرح | طرح کی گزک ہے ، سو لیئیں کھڑے ہیں - کسی پاس اگالدان ہے - کسی پاس رومال ہے - کسی پاس روپہری بادلے کا دست بقچا ہے - کسی پاس روپہری زربفت کا چنتا[1] ، ہے - کسی پاس روپہری زربفت کا خاصدان ہے - کسی پاس قلمدان ہے - کسی پاس عہدہ[2] رکھنے کا ہیروں کا خوانچہ ہے - کسی پاس مقابہ[3] ہے - کسی پاس آرسی ہے - کسی پاس آبِ خاصہ ہے - کسی کے پاس ہیرے کی رکابی و پیالہ و سر پوش ہے - کسی کے پاس ہیرے کی ڈنڈی کا جڑاؤ زربفتی پنکھا ہے - اور کوئی دھوپ لیئیں کھڑے ہے - اور جو پریاں کہ میر توزک[4] ہیں وے یساول[5] ہیں کہ ہیرے کے جڑاؤ

---

(۱) چنتا : ؟

(۲) عہدہ : مہر ، عصا وغیرہ نشانات شاہی

(۳) مقابہ : وہ صندوقچہ جس میں سرمہ کنگھی ، مسی وغیرہ رکھنے ہیں - سنگار بکس (٤) میر توزک : قاصد ، ہرکارہ ، چوبدار (٥) یساول : نقیب ، چوبدار - عوام میں جسول بھی کہا جاتا ہے -

آسہ[1] لیئیں اپنے اپنے مکان پے کھڑی ہیں - اور
راگ ناچ ہوتا ہے - اور سکھیاں کوئی تو جڑاؤ ہیرے
کی چھڑی ہاتھ میں لیئیں کھڑی ہیں - کوئی پھولوں کی
گیندوں سے کھیلتی ہیں - کوئی دوڑتی پھرتی ہیں -
تو اس چاند کا عکس اور سکھیوں کا عکس اور تس کے
اوپر جو دلہر کا عکس دیواروں کے اوپر و دروازوں پر
اور دالان پر پڑتا ہے تو پھر ہر ایک جو بے آرسی
سے بھی صاف ہیں سو ہر ایک کا عکس ہر ایک پر
پڑتا ہے - اور ان کا عکس ندی پے و پہاڑ پے پڑتا
ہے تو گویا چاندوں کی | و چاندنیوں کی بلر[2] اٹھتی ہیں - الف ۷۵
اور بادلہ کاٹ کاٹ کے پریوں کوں جو ۰۰۱۰۰ سو
اڑ اڑ کے جو اڑ آوتی ہیں اور آپس میں جو (کھیلتی)
ہیں تو گویا تاروں کا میہہ برستا ہے - اتفاق ایسا ہوتا
ہے کہ اندر و اسطے سیر کے بمعہ اپچھراؤں[3] نکلا ہے
سو دیکھ اس چاندنی کا ٹھاٹھ اور حسن کے طلسمات اور

---

(۱) آسہ : عصا کا املا (۲) بلر : لہر (۳) اپچھرا (اسپرا) :
نرتکی -

راگ و نانچ کا بناؤ ، بے اختیار کھڑا ہو رہتا ہے ۔
تو اس وقت کے بیچ میں چترروپ پاترا تو نانچتی ہے ۔
اور گن ترنگ پکھاوجن پکھاوج[1] بجاوتی ۔ وپرن[2] بجاونے
میں کیسی انگلی چلتیں ہیں کہ جس کے من کے چلنے
کی جلدی سے بھی زیادہ جلدی ہے تو ایک پرن نہایت
جلدی سیتی آوتی ہے تو انگلیوں کے چلنے میں اور دیہی
کے جوڑ توڑ میں بڑا تفاوت ہے لیکن یہ چتر روپ
پاترا پانوؤں اور گھونگھروؤں سے اور ہست کریا[3] سے
اور گردن کے ڈورے[4] سے اور سب انگوں کر اس
خوبی سے اور جلدی سے برابر آوتی ہے کہ اندر جو
چھپا کھڑا تھا تس کے مہنہ سے بے اختیار واہ واہ!
نکل جاتی ہے ۔ اور وے اپچھرا کہ اندر جن کا یہ
دماغ رکھتا تھا کہ مہادیو بھی ان کے برابر نہیں نانچتا ،
تن کوں مارے شرم کے پسیناں آئے جاتا ہے اور رنگ

---

(۱) پکھاوج : مردنگ مندل ، ایک قسم کی ڈھولک (۲) پرن :
موسیقی میں ایک تیز گت (۳) ہست کریا : رقص میں اعضا
کے اشارے (٤) ڈورے : ڈولنا ، ہلنا ۔

زرد ہو جاتا ہے۔ تو یہ قاعدہ ہے کہ ریجھ نہیں پچتی۔
تو اندر الفام تو نہیں دے سکتا، | لیکن پھولوں کا میہہ ب ۷۵
برساوتا ہے، تو پھول نہایت خوب ہیں اور چمک جن
پھولوں میں ہیرے سے بھی زیادہ ہے۔ یہ معلوم ہوتا
ہے کہ گویا چاندوں کا میہہ برسا۔ بادشاھزادہ
و دلبر ریجھ کے اُربسیاں اپنے گلے میں سے اتار کے
اُن کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ اور دلبر تو بین لیتی
ہے بادشاھزادہ طنبورا لیتا ہے اور بے کیدارا گاوتے
ہیں و بجاوتے ہیں اور وہ نانچتی ہے تو اس طرح کا
سمیا بن آوتا ہے کہ اندر کا بمعہ سبھا ہوش جاتا رہتا
ہے۔ اور ندی جو چلی جاتی تھی سو تمہ[1] رہتی ہے
اور چاند و تارے جو چلے جاتے تھے سو کھڑے
ہو رہتے ہیں۔ اور فوارے جو اچھلتے ہیں تو جو
بوند پانی میں جاپڑتی ہے تو وہاں ہیں رہ جاتی ہے۔
اور جو بوند کہ درمیان ہوتی ہے سو درمیان میں رہ
جاتی ہے۔ اور پانی جو اچھلتا ہے سو اچھلتائی رہ
جاتا ہے۔ تو فوارے نقاشی کے سے ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) تمہ: تھم۔

تو جن کے کانون میں آواز کی بھی بھنک ندی کے بہنے
کی اور فوارے کے پانی پڑنے کی رہ جاتی ہے ، سو
تو رہ جاتی ہے ، پسے ان میں آواز نہیں رہتی - اور
یسے جانور جو بولتے ہیں سو سب محو ہو کے چپکے
رہ جاتے ہیں - اور ، اور سکھیاں جو دلبر کی بیٹھی
الف۷۶ تھی[1] ، و کھڑی تھی سو سب / محو ہو کے تصویر کی سی
پُتلی ہو جاتی ہیں - اور تیسی ہی تو دلبر خوبصورت
ہے اور تیسا ہی بادشاہزادہ خوبصورت ہے کہ اگر
بادشاہزادے کی صورت کوں کام[2] کی مناسبت دیجے
تو کام جب اس کے (پانو) کی بھی صورت کوں
نہ پہچا تب اس شرمندگی سے سریر چھوڑنے کے واسطے
جان کے مہادیو سے سراپ لیے کے بھسم ہوا اور آننگ[3]
کہلایا - تو دلبر کی کیا طرح ہے ، نہ تو عمارتوں کی
طرف دیکھتی ہے ، نہ ندی کی طرف دیکھتی ہے ، نہ

---

(۱) تھی : تھیں (غیر انثی) (۲) کام : کامدیو ، محبت کا
دیوتا (مہادیو اور کامدیو کی تلمیح) (۳) آننگ : کامدیو کا
ایک نام (بغیر انگ کا ، غیر مجسم) -

پہاڑوں کی طرف دیکھتی ہے ، نہ پھولوں کی طرف دیکھتی ہے ، نہ ناچ کی طرف دیکھتی ہے ، ایک فقط بادشاھزادے کی صورت کی طرف دیکھتی ہے اور اُس کی صورت میں محو ہے ۔ اپنے دل میں پل پل اس کی صورت پہ تصدق ہوتی ہے اور اسے دیکھ جیوتی ہے ۔ اور بادشاھزادے کی بھی یہ طرح ہے ، اور کسی طرف نہیں دیکھتا ۔ دلبر ھی کی صورت دیکھتا ہے اور محو ہے ۔ بادشاھزادہ بھی اپنے دل میں ، پل پل میں ، اُس کے تصدق ہوتا ہے ۔ اس طرح جب ان کے تائیں آدھی رات گذری تب بادشاھزادہ سونے کوں پلنگ مگواوتا ہے ۔ تو ہیرے کے پایوں کا پلنگ جس پر زربفتی جڑاؤ عدسقا[1] پڑا ہے اور روپہری کلابتوں کی ڈوریاں و ہیروں کی جنہ[2] مروارید کی لڑیاں لگیں ہیں اِن کسنوں سے / ب۷۶
سفید پھولوں کی سیج کسی ہوئی ہے ۔ بادشاھزادہ اوروں کو تو رخصت کرتا ہے اور آپ دلبر کوں لیے کے پلنگ پر لیٹتا ہے ۔ اور جس سکھی کے ہاتھ

---

(۱) عدسقا : ؟ (۲) جنہے : جنہیں ۔

میں کہ وہ پنجرا طوطے کا ہے سو وہ لیے کے چلتی ہے - تو بادشاھزادہ و دلبر خوشی شوق کے سے گلے لگتے ہیں ، تیونہیں بادشاھزادے کا جیو نکل جاتا ہے - تو یا تو دلبر اس خوشی اور اس حظ میں تھی یا اس پر ایسی حالت گزرتی ہے ، اگر خیال میں بادشاھزادے کے سر دکھنے کا دل میں گزرتا تو مرنے کے نزدیک پہنچتی ، سو تو اُن نے اپنی آنکھوں یہ حالت دیکھی - دیکھا چاہیئے کہ کیا کچھ اُس پر گزرا - تو کیا حال ہوتا ہے دلبر کا کہ کھائے پچھاڑ پلنگ پر سے گرتی ہے اور چاھتی ہے کہ جیو دے کہ اس میں طوطا جو سکھی کے پاس تھا سو بولتا ہے کہ اے دلبر ! جو تو جیو دے گی تو اس بادشاھزادے کی ھتیا تجھ پر ہے اور بادشاھزادہ ابھی موا نہیں - اور جو تو مرے گی تو پھر بادشاھزادہ جیونے کا نہیں - اس بات کے سننے سے جیو جو دلبر کا نکل چلا تھا سو کچھ بار کون پھر رھتا ہے اور جس سکھی کے ھاتھ میں طوطے کا پنجرا تھا سو وہ یہ حالت دیکھ کے

پکار کے روتی ہے - سو اس کی آواز سن کے اور
سکھیاں سب | پھر آوتیں ہیں - سو بہت ان میں سے الف۷۷
بادشاھزادے کی صورت پے بے اختیار عاشق تھیں -
اوو کیتی ھی جو دلبر کی حالت دیکھتی ھیں کہ یہ بھی
نہ جیوے گی - تو کیا حال ہوتا ہے ان سب کا!
گہنے توڑ ڈالتی ھیں اور کپڑے پھاڑتیں ھیں - اور
کان اپنے نونچ ڈالتیں ھیں اور کیتی ھی دیواروں
سے سر دے مارتیں ھیں - سو سر پھوٹ جاتے ھیں
اور مرجاتیں ھیں - اور کیتی ھی کھانے کھاے
پچھاڑ گرتیں ھیں سو بے ھوش ھوجاتیں ھیں - اور
کیتی ھی مُہ کے تائیں پٹیتی ھیں سو آنکھیں پھوٹ جاتی
ھیں - اس رونے اور پٹینے کا جو شور زیادہ ہوتا
ہے سو لشکر کے تائیں خبر ہوتی ہے - اس بادشاھزادے
کا حسن ایسا عالمگیر تھا کہ جہاں تائیں دیو و پری
تھے سو سب کوں غم ہوتا ہے اور سب بے اختیار
ھو کے روتے ھیں اور پچھاڑ کھاتے ھیں اور اپنے

سر پھوڑ پھوڑ ڈالتے ہیں - اور وزیر زادے کا کیا
حال ہوتا ہے کہ چیرا تو پھیک دیتا ہے ، گریبان
چاک کرتا ہے اور پچھاڑ کھائے گرتا ہے سو بے
ہوش ہو جاتا ہے - اسی طرح گلرخ ہو جاتی ہے ،
گرتی ہے سو بے ہوش ہو جاتی ہے - تو جہاں تائیں
جانو کہ ہیں، سو سب بے اختیار روو تے ہیں اور
ب۷۷ درخت ٹوٹ پڑتے ہیں | اور عمارتیں پھٹ جاتی ہیں
اور اس غم سے پھٹک کا جو پہاڑ تھا اس کی چھاتی
جو پھٹتی ہے سو اس میں سے ایک ندی نکلتی ہے تو
اندر دیکھ حالت بادشاھزادے کی اور دکھ دلبر کا اور
رووناں پٹیناں دلبر کی سکھیوں کا اور سب لشکر کا ،
بے اختیار ہو کے روو تا ہے اور جہاں تائیں کہ اچھرا
ہیں اس کے ساتھ روو تیں ہیں - تو ان کے روو نے کا
ایک میہہ برستا ہے - تو اندر اس حالت کوں دیکھ
نہیں سکتا ، سیر کے واسطے جاتا تھا سو موقوف کیا
اور اپنے مکان کوں پھر جاتا ہے - اس وزیر زادے

کوں اور گلرخ کو جو ہوش آوتا ہے، روتے پیٹتے
اور سر میں خاک ڈالتے وہاں آوتے ہیں کہ جہاں
بادشاہزادہ تھا - دیکھ اپنے بادشاہزادے کا حال اپنے
دل میں کہتے ہیں حیف! کہ بادشاہزادہ اپنے ما
باپ کوں ملنے نہ پایا - اب اس جیونے سے خدا
موت دے تو بہتر ہے - پھر کہاے پچھاڑ گرتے ہیں،
بے اختیار ہو جاتے ہیں - تو دلبر کا جیو، طوطے
کی بات کہنے سے کہ تیں اپناں جی مت دے،
بادشاہزادہ مُوا نہیں اور تو مرے گی تو پھر نہ جیوے گا،
پھر تو آوتا ہے لیکن دلبر کا کیا حال ہے کہ کہتی ہے
اے خدایا! مجھ غریب پر یہ کیا بیدردی تھی سو تیں کی
کہ و یسے مراد دے کے اب اس طرح نا مراد کیا اور
میری ما نے مجھ کو نہ جنا ہوتا تو بہتر تھا / ۰۰۲۰۰ الف۷۸
کی جگہ مجھے زہر دیا ہوتا تو بہتر تھا - اور کہتی
ہے کہ سچ کہتے تھے لوگ کہ برے وقت پڑیں
دوست ہی سو دشمن ہو جاتے ہیں - جن خدا نے کہ

پیدا کیا اور جلا کر اپنا بڑا کیا تن نے ایسا غضب
ڈالا کہ دشمن بھی نہ ڈالے - اور جیو بھی نہیں
لیتا - (اور) یہ سکھیاں جو میری ہتو[1] تھی
اور میرا جیو جلاوتی تھیں سو یہ جم دوت[2] ہوئی
ہیں ، اپنے پر بھی جیو نہیں نکالتیں ، ترساوتیں ہیں -
اور یہ پھولوں کے ہرا[3] آگوں میرے دکھ ہرا[4] تھے
سو اب یہ سانپ ہو کے سکھ ہرا[5] ہوئے ہیں ، پر
اب یہ مجھے ڈستے کیوں نہیں - اور پھولوں کی
بدھی[6] آگیں دکھ بدھی[7] تھی اب سکھ بدھی[8] ہوئی ہے
پر میرا بدھ[9] کیوں نہیں کرتی - اور یہ پھول کہ

---

(۱) ہتو : یار جانی (۲) جم دوت (یم دوت) : موت کا فرشتہ
(۳) ہرا : ہار (٤) دکھ ہرا : دکھ چھین لینے والا (یہاں
« ہرا » ذو معنی ہے) (٥) سکھ ہرا : سکھ چھین لینے والا
(٦) بدھی : بڑا ہار جو گلے اور بغلوں میں آڑا ڈالتے ہیں
(۷) دکھ بدھی : دکھ توڑنے والا (۸) سکھ بدھی : سکھ
توڑنے والا (بدھی ان الفاظ میں ذو معنی ہے) (۹) بدھ
(ودھ) : قتل

سکھ کے پھول کے کرتا[1] تھے سو کام[2] کے بان
ہو کے لگتے ہیں اور دکھ کے پھول اُپراجتے[3]
ہیں ۔ پر ۔ سُر[4] کا کام تو مار ڈالنا ہے سو مجھے
کیوں نہیں مارتے ۔ اور یہ روکھ[5] کہ ان کا گُھہ[6] ہی
اپنے پھول کی سگندھ سے دل کو ، اور بادلہ جو
پڑا ہے ۔ پر ، تس کی سوبھا سے آنکھوں کوں
سکھ دیتی تھی اور دکھ کوں گھتی[7] تھی ، سو اب اپنے
دلوں کوں بادلہ کی تلوار ہاتھ دے کے مجھے گھتے
ہیں پر مار نہیں ڈالتے سو کیوں ؟ اور یہ جڑاؤ
گھنہاں کہ دکھ کا جراونا[8] والا تھا سو اب یہ
انگارے ہو کے مجھے جَلاوتا ہے ۔ اور یہ چاند کہ
سُدھا ندھ[9] تھا سو فواروں / کی بوندوں کر اپنی کرنوں کی ب۷۸

---

(۱) کرتا : بنانے والا (۲) کام : کام دیو (۳) اپراجنا : پیدا کرنا ۔
(٤) سر : دیوتا (٥) روکھ (ورکش) : درخت (٦) گھہ
(گھا) : گچھا ، جھنڈ (۷) گھنا : پکڑنا (۸) جراونا : جلانا
(۹) سدھاندھ (سدھا ندھی) : امرت کا خزانہ ۔

سُدھا کے میہہ برساوتا تھا سو اب بکھ ندھ[1] ہوا اور بکھ برساوتا ہے ۔ بے بکھ کا کام تو مارناں ہے سو یہ مجھے مارتا کیوں نہیں ؟ اور یہ کنول کا جو دَہ[2] ہے سو دکھ کا دَھنے[3] والا تھا اب اگن کا کنڈ ہو کے مجھ کو دھتا ہے پے جَلا مارتا نہیں سو کیوں ؟ اور یہ ندی جو میرے دکھ کی بہاونے والی تھی سو میرے سکھ کو اس نے بہایا تو پران میرے کیوں نہیں بہاے لے جاتی ؟ اور یہ عمارت و پہاڑ کہ سکھ کا سمدر تھا کہ جس میں چاندنی کا عکس پڑتا تھا سو سکھ کے بلر[4] اٹھتے تھے اب مجھے دوزخ ہوا ہے اور چاندنی کے جو سکھ بلر تھے سو مجھے جوال[5] کے بلر ہوے ہیں ، سو اب مجھے لے جاے کے بھسم کیوں نہیں کرتے ؟ تو ان میں بکھ بھی اپنایت ہوتا تو مجھے

---

(۱) بکھ ندھ: بس کا خزانہ (۲) دہ: تالاب ، جھیل (۳) دھنا: جلانا (یہاں «دہ» الفاظ ذو معنی ہیں) (٤) بلر: لہر (٥) جوال (جوالا): بھڑکتی آگ ۔

ترسائے ترسائے کیوں مارتے، یکبارگی ہی فیصل
کرتے سو سب بِدَئی[1]، نِردئی[2] کے ہوئے میرا کوئی
نہ ہوا ۔ دلبر اپنے جیو سے کہتے ہے اے دُشٹ!
تو بھی میرا نہ ہوا ۔ خدا نے تو مجھے ہتیاری کی اور کم بخت
کیا اور تو نے ایک طوطے کے کہنے کے بہانے سے
پھر آئے کے مجھے لاج لگائی ۔ اے ہتیارے! جس
کے دیکھے تو جیوتا تھا تسے سپنے میں آکر اس
طرح دیکھتا تو چاہیتا کہ نہ جیوتا تسے ساپرتیک[3] دیکھ
کے جیا چاہے ہے ۔ / تجھے لاج بھی نہیں آوتی ۔ الف۷۹
اور جو تجھے بَن آئے تو مجھے کیوں کر بَن آوے گی
اور جب میں یہ تن ہیں نہ رکھوں گی تب تو کا ہے
میں رہیگا ۔ اے پاپی! جو تو نکل جاتا تو میں اپنا نہ
جانتی کیوں کہ نکل جانے میں بھی سلامت رہے ہے ۔
میں تجھے اپنا جب جانتی تب تُرت[4] ہی مٹ جاتا اور

---

(۱) دئی (س: دیوم): خدا، قسمت (۲) نردئی: بے رحم ۔
(۳) ساپرتیک: متشکل، متجسم (٤) ترت: ترنت، فورا ۔

یہ جیو نانو جو کہاوتا ہے سو نانو ہی نہ رہتا اور یایہ میرا پران نہیں بلکہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہتیا سر چڑھ بولتی ہے سو یہ ہتیا ہے کہ میرے سر چڑھ ہی بولتی ہے - اور یا پران تو مٹ گیا ہے باقی بھرمنا[1] رہ گئی ہے کیوں کہ وہ تو بادشاہزادے کے تائیں جیو جو اُن کہتا تھا، سو جب جِلاونے والا ہی نہ رہا، تب جیو کہاں سے رہا - تو بے باتیں کر کے دلبر چاہتی ہے کہ اپنے پران دے کہ طوطے نے کہا، اے دلبر! تیری محبت کی اس میں کمی ہوتی ہے کہ تیں اپنے دکھ کھینچنے کے واسطے بادشاہزادے کوں جان بوجھ کے مارتی ہے، اور بادشاہزادہ مُوا نہیں - اور میں طوطا نہیں، چین کا بادشاہ ہوں اور نجم عالم میرا نام ہے اور یہی حالت مجھ پر بھی گذری ہے اور میں پتا کہتا ہوں سو وہ پتا وزیر زادے سے پوچھو، دیکھو کہ وہ ملتا ہے کہ نہیں - جو میرا کہا پتا نہ ملے

---

(۱) بھرمنا: شبہ، گمان -

تبھی تیں مرئیے - یہ آواز جو وزیر زادے | کے کان ب۷۹
پڑتی ھے سو وزیرزادہ ھوش میں آوتا ھے اور
وزیر زادہ وگلرخ ، دلبر کوں سمجھاوتے ھیں اور کہتے
ھیں کہ طوطے کی حقیقت تو ایک مرتبہ سن لے تب
پچھوں مرئیے - دلبر پوچھتی ھے طوطے سیتی کہ کہہ
تیں کیا کہتا ھے ؟

طوطا کہتا ھے کہ چین شہر ھے تس میں جو
ایک باغ تھا تہاں میں چاندنی کی تیاری کروائی تھی اور
بیٹھا چاندنی دیکھتا تھا کہ اس میں نشاط بانو پری ،
عشرت شاہ کی بیٹی کا گزر اس طرف ھوتا ھے -
اسے وہ چاندنی اور مکان خوش آوتا ھے ، سو وہاں
آے بیٹھتی ھے - اس کا دل میرے تائیں چاھتا ھے ،
اس کوں میرا دل چاھتا ھے - کیتے دن اس کے
عیش و عشرت میں گزرتے ھیں - ایک روز ایک بدبخت
دیونی ھے کہ اس کا نانو کوہ شکل ھے ، اُس کا گزر
اس طرف کوں ھوتا ھے - اسی طرح میرا جیو نکال

کے لے جاتی ہے ۔ جب نشاط بانو میری یہ حالت دیکھتی
ہے تب غم الم بہت سا کرتی ہے ۔ آخر کوں میرے
تائیں اس باغ میں گاڑ دیتی ہے اور نشاط بانو فقیرنی
ہو کر کے میری گور پے بیٹھتی ہے ۔ یہ خبر جو
عشرت شاہ کوں ہوتی ہے سو لوگ بھیج کے
نشاط بانو کوں اٹھا بلاوتا ہے اور وہ کم بخت دیونی
الف ۸۰ میرے تائیں گور میں سے نکال کے / اپنے مکان پے
لے جاتی ہے اور وہاں طوطا کر کے رکھتی ہے ۔
جب آوتی ہے تب تو آدمی کر لیتی ہے اور جد کہیں
کوں جاتی ہے تد طوطا کر کے پنجڑے میں رکھ کے
جاتی رہتی ہے ۔ ایک روز اس بادشاھزادے کا و وزیر
زادے کا گزر اس جنگل میں ہوتا ہے ۔ وہ بدبخت
دیونی کیا کرتی ہے کہ ایک جانور خوشرنگ و خوش
آواز بن کر اور بادشاھزادے کو دکھلائی دیتی ہے ۔
بادشاھزادے کوں آواز اپنے مہہ کی سے لگائے لیاوتی
ہے ۔ اتفاق اسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ مراد بخش فقیر

کہ اس بیچ کے دیو پری سب اس کے حکم میں ہیں ،
وہ بھی آجاتا ہے۔ تو یہ بادشاھزادے کی نظر سے تو
غائب ہو جاتی ہے اور فقیر کی خدمت میں جائے حاضر
ہوتی ہے ۔ پھر میرے تائیں خبر نہیں کہ بادشاھزادہ و
وزیر زادہ کدھر جاتا ہے۔ اور جب کہ اس فقیر کے
پاس سے پھر آوتی ہے تو آٹھو پہر بادشاھزادے کی
تلاش میں رھتی ہے اور میرا دھیان بھی چھوڑ دیتی ہے
اور کھانا پینا بھی چھوڑ دیتی ہے اور ھوش بھی اس
کے تفاوت ہو جاتا ہے۔ کتنے دنوں کی بات ہے کہ
مجھے پنجڑے میں سے نکالتی ہے (کہ) اتنے ھی میں
جد بادشاھزادے کی یاد آجاتی ہے سو پھر مجھے پنجڑے
ھی میں رکھتی ہے اور کھڑکی کا بند کرنا بھول | جاتی ب۸۰
ہے اور آپ بادشاھزادے کی تلاش میں جاتی ہے ۔ تو
میں جو قابو وقت کا پاوتا ہوں سو اڑ کے اس پہاڑ کو
آ لیتا ہوں ، کیوں کہ اس بادشاھزادے کے مذکور میں
میں نے سنا تھا ، وہ کہتی تھی کہ اس پہاڑ کے پلّی طرف

میرا دخل نہیں - سو اب جو بادشاھزادہ اس پہاڑ کے
اس طرف کوں آیا سو حد یہ اسی بدبخت کی ھے -
خواہ مخواہ ھی کہ بادشاھزادے کا جیو اسی نے لیا
ھے - جو اس میں تفاوت ھوئے تو پہل میرے تائیں
مار کے شوق میں آوے سو کیجے - تیرے پاس تو
دیوؤں و پریوں کا لشکر ھے، اسے پکڑ مگاؤ -

و زیرزادہ کہتا ھے فی الواقع کہ طوطا سچ کہتا
ھے ، ھمارے تائیں وھی جانور خوشرنگ و خوش آواز
ملا تھا اور بادشاھزادے کوں وھی لگائے لے آیا
تھا - دلبر کہتی ھے کہ یہ بھی بات سچ کہتا ھے کہ
نشاط بانو پری جو ھے سو میری بہن لگتی ھے اور
عشرت شاہ بادشاہ میرا چچا لگتا ھے - اے طوطے!
جو بادشاھزادہ جیوے گا تو نشاط بانو کا تیرے ساتھ
یہ بیاہ کر ادے گی اور یہ بات جو تیں کہی کہ اس
دیونی کوں پکڑا مگاو سو جیوں اس دیونی کا دخل
الف ۸۱ پہاڑ کے اس طرف | نہیں تیوں ھمارے بھی دیوؤں کا

گذر اس طرف پہاڑ کے نہیں - تب طوطے نے کہا
کہ اس کی یہ تدبیر ہے کہ یہاں سے کوس تینیک[1] کے
اوپر ایک جنگل ہے کہ تس کا نانو مہیب ہے - تہاں
ایک درخت پیپل کا ہے - ایتا درخت ہے کہ جس کے
تلے کئی ہزار سوار کھڑے رہیں، اُس جگہ وہ دیوی
رہتی ہے - اس بادشاہزادے کا پلنگ و دھن رکھواؤ،
کس واسطے کہ شاید وہ کوئی اور تدبیر نہ کرے کہ
جس کا علاج پھر نہ ہووے اور تیں اس مراد بخش
فقیر کے پاس چل - تو جس وقت کہ تو اس کے
آگوں بین بجاوے گی تو اغلب ہے کہ وہ تیرے اوپر
مہربان ہو گا اور تیں کہے گی سو کرے گا -
و زیر زادہ و گلرخ کی بھی یہی صلاح ٹھیری کہ جو
طوطا کہتا ہے سو کیجے - لاچاری سے دلبر بھی
قبول کرتی ہے لیکن جس وقت کہ پلنگ و زیر زادہ
بادشاہزادے کا اس طرف لے چلتا ہے تو پہلیں کیا

---

(۱) تینیک : تین ایک -

حال ہوا تھا سو اب سب لشکر کا رونے پیٹنے کا
حال ہوتا ہے اور دلبر کہ ایک ساعت بادشاہزادے سے
جدی نہ ہوتی تھی تس کے تائیں اس حال سے لیئیں
جاتے ہیں تو اپنے تائیں دے دے مارتی ہے - سو
ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتے ہیں اور پنڈا[1] پھٹ پھٹ جاتا
ہے - تو پھر بادشاہزادے کے جیو نے کی توقع سے مرتی
ب۸۱ تو نہیں پر مرنے سے بھی اپنا | حال زیادہ کرتی ہے
اور سب کے تائیں یہاں چھوڑ کے گلرخ طوطے کے
تائیں ساتھ لے کے مراد بخش فقیر پاس چلتی ہے اور
وزیر زادہ پلنگ بادشاہزادے کا لے کے جہاں آوتا
ہے کہ تہاں مہیب جنگل ہے اور پیپل کا درخت ہے -
پلنگ تو پیپل کے نیچوں رکھتا ہے اور آپ دور آئے کے
ٹیلے کی اوٹ بیٹھ رہتا ہے - دیونی آوتی ہے ، سو دیکھ
بادشاہزادے کا پلنگ بہت خوش ہوتی ہے اور بادشاہزادے
کوں جلاوتی ہے - بادشاہزادہ اٹھ کے دیکھتا ہے تو نہ

---

(۱) پنڈا : جسم -

دلبر ہے نہ وہ جگہ ہے - ایک دیونی ہے پلید، بیت
المال[1] کہ بیٹھی ہے - ایک جنگل ہے کہ جس میں
کئی کوس تائیں درخت نہیں، پانی نہیں - دیکھ کے
بہت تعجب کرتا ہے - دلبر کی فکر کرتا ہے کہ
دلبر کا کیا حال ہوگا، کہاں ہوگی اور بے اختیار
روتا ہے - دیونی بادشاہزادے سے باتیں کرتی ہے -
دیکھتی ہے کہ بادشاہزادہ نہیں بولتا - تب ایک عورت
خوبصورت بن کے آئے بیٹھتی ہے اور بادشاہزادے
سے باتیں کرتی ہے - لیکن جو کوئی کہ عاشق سچا
ہوتا ہے اگر معشوق اس کا بد صورت بھی ہوئے
اور، اور کوئی کیسائی[2] خوبصورت اس کی نظر پڑے
تو وہ اپنے معشوق کے پانوؤں برابر بھی نہیں جانتا | الف۸۲
سو یہ بدبخت اگر کیسی ہی خوبصورت ہو پہنے دلبر کے
پاپوشوں کوں بھی نہ پہنچے - بادشاہزادہ سوائے
رونے کے اور جواب نہیں دیتا - چار پہر رات تو

---

(۱) بیت المال: نجس، ناپاک (۲) کیسائی: کیسا ہی -

بادشاهزادے سے صحبت رهتی هے ، دن هوتا هے تب اسی طرح مار کے آپ جاتی رهتی هے - رات هوتی هے تد پهر آوتی هے ، پهر وهی باتیں کرتی هے - بادشاهزادے کوں جب دیونی جلائے دیتی هے تب وزیر زاده بهت خوش هوتا هے اور جو دیونی مار کے اسے کهیں جاتی رهتی هے تب وزیر زاده بادشاهزادے کے پاس آتے بیٹهتا هے - چوکی دیا کرتا هے - جب وقت دیونی کے آونے کا هوتا هے تد وهاں هیں جا بیٹهتا هے - جب گلرخ و دلبر مراد بخش کے پاس چلیں هیں تب اور جو سکهیاں هیں سو بجد[1] هوتیں هیں که تخت پے بیٹهکے اور کچهه لوگ ساتهه لیے کے اس طرح چل - تد دلبر کهتی هے که جو کوئی که کم بخت و دکهیاں هیں ان کوں سکهه کی باتوں سے کیا مطلب هے - کسوکا کها نهیں مانتی اور پیادے هی چلتی هے - تو کیا حال

---

(۱) بجد : مصر (یه بضد کا غلط تلفظ نهیں هے جیسا که صاحب فرهنگ آصفیه نے لکها هے - « سب رس » میں بهی یه لفظ اسی طرح آیا هے)

ہے اس کا ؟ پنڈا پھٹ پھٹ رہا ہے ، پانوؤں میں چھالے پڑتے ہیں اور پھوٹتے ہیں اور تھوڑی دور چلتی ہے اور باد شاھزادے کی یاد سے کہاے پچھاڑ گرتی ہے اور بے ہوش ہو جاتی ہے - اسی طرح ایک مکان[1] پے پہچتی ہے کہ تہاں ایک جنگل / بہت پررونق ب' ہے - درخت سرسبز ہیں - جانور بولتے ہیں - پانی جاری ہے - دیکھ اس جگہ کوں جو باد شاھزادے کی یاد آوتی ہے سو بین لے کے بجاوتی ہے - تو جانور جہاں تائیں اس جنگل کے چرندے پرندے ہیں سو سب آ ئے کھڑے رہتے ہیں - تو یہ اس درد سے اور سوز سے بجاوتی ہے ، سو جہاں تائیں کہ جانور ہیں سو سب مرجاتے ہیں اور درخت سب سوکھ جاتے ہیں - اور پانی خشک ہو جاتا ہے - اسی وقت میں اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ ایک سفید دیو کا اس طرف کوں جو گزر ہوتا ہے ، وہ جو دیکھتا ہے کہ دابر

---

(۱) مکان : مقام ، جگہ -

اس جنگل میں بیٹھی ہے سو بہت تعجب کرتا ہے اور
غنیمت جانتا ہے اور دلبر کے تائیں یہاں سے اٹھائے کے
لے بھاگتا ہے ۔ لے جا کے دلبر کے تائیں غار میں
رکھتا ہے تو غار نہایت بدبو ہے اور کانٹے ہیں ۔ اور
چھپکلیاں و مکڑی کے جالے اور مینڈک اور ، اور
پلیت جانور بہت ہیں اور نہایت اندھیرا ہے جس میں ۔
اور اس غار کے مُہہ پر پانچ چار پہاڑ اٹھا لیائے کے
رکھتا ہے ۔ آپ جد آوتا ہے تد پہاڑ سرکائے دیتا
ہے اور آک ، دھتورا ، چوہے و گھوسی[1] دلبر کے
کھانے کے واسطے لیاوتا ہے اور دلبر سے کہتا ہے مجھے
قبول کر ۔ دلبر چھری لیئیں بیٹھی ہے اور کہتی ہے
کہ تیں میرے پاس آوے گا تو میں اپنے تائیں ضایع
الف۸۳ کروں گی ۔ تو دلبر کے اوپر جو یہ عاشق ہے | یہ تو
نہیں چاہتا کہ دلبر مرے ، منت و عاجزی و ڈڑکے[2] کی
باتیں (دور) ہی سے کرے ہے ۔ چار پہر رات تو

---

(۱) گھوسی (گھونس) : بڑا چوہا (۲) ڈڑکا (دھڑکا): دھمکی

یہ صحبت رہتی ہے، دن ہوتا ہے تد پہاڑوں کے تائیں غار پر دے کے اور آپ جاتا رہتا ہے۔ طوطا جو دلبر کے ساتھ گیا تھا تس سے دلبر کہتی ہے کہ اے طوطے! بادشاہزادے کی تو خبر نہیں کہ کیا حال ہوا اُس کا۔ اور میں جو تھی سو اس دیو کی قید میں آن پڑی اور چھڑاوے والا کوئی ہے نہیں۔ تس سے اب کچھ جیونے کا فائدہ نہیں، میں خواہ مخواہ جی دوں گی۔ طوطا کہتا ہے کہ اے دلبر! چھڑاوے والا تو خدا ہے۔ مگر تو نے چکور کی نقل نہیں سنی۔ دلبر پوچھتی ہے چکور کی نقل کس طرح ہے؟

طوطا کہتا ہے کہ ایک چکور تھی۔ اس کے پیچھوں میر شکار نے باز چھوڑا۔ چکور جو بھاگتی ہے سو ایک درخت میں آسرا آ لیتی ہے۔ باز درخت کے اوپر آ کھڑا رہتا ہے۔ میر شکار جو دیکھتا ہے کہ چکور درخت میں آچھپی سو تیر کمان

اسے کے درخت کے تلیں آ کھڑا رہتا ہے۔ چکور کہتی ہے اپنے دل میں کہ جو اڑتی ہوں تو باز مارتا ہے اور بیٹھی رہتی ہوں تو میر شکار تیر مارتا ہے۔ نظر خدا پر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے حق تعالیٰ! اس وقت میں تو ہی بچاونے والا ہے۔ خدا کا جو فضل ہوتا ہے، میر شکار جو تیر چھوڑتا ہے سو چکور کوں تو چوکتا ہے باز کے تیر جو لگتا ہے سو باز گر پڑتا ہے اور چکور اڑی چلی جاتی ہے۔

تو طوطا کہتا ہے کہ اے دلبر! فضل خدا کے سے نا امید نہ ہو جیے۔ خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس بات کے کہنے سے دلبر ایک آدھ روز / اور بھی تحمل کرتی ہے۔ پھر جب اسے فراق باد شاہزادے کا زیادہ ہوتا ہے تد دلبر چاہتی ہے کہ اپنے تائیں ضایع کرے۔ ایک (ہزار) بار طوطا کہتا ہے سو مانتی نہیں۔ تب طوطا کہتا ہے کہ اے دلبر! میں سچ کہتا ہوں جو تو مرے گی تو باد شاہزادہ پھر جیونے

کا نہیں اور تجھے بادشاھزادے کے مرنے سے بھی اپنا دکھ کھینچنا زیادہ ھے تو تُو مر - اور نہیں تو تُو ایک ھفتہ اور سُستا اور خدا کے فضل کی امیدوار رہ کہ خدا سب کچھ کر سکتا ھے - مگر تو نے گھسیارے کی نقل نہیں سنی - دلبر پوچھتو ھے کہ گھسیارے کی نقل کس طرح تھی ؟

طوطا کہتا ھے کہ ایک گھسیارا تھا کہ ندی کے کنارے گھاس کھودتا تھا - اتفاقاً ایک باگھہ پیدا ھوتا ھے ، سو گھسیارے پر دوڑتا ھے - گھسیارا جو بھاگتا ھے سو ایک کرارے[1] میں آ گھستا ھے - وھاں ایک مگر تھا سو گھسیارے پر آوتا ھے - گھسیارا جو دیکھتا ھے کہ اوپر تو باگھہ کھڑا ھے اور پانی میں سے مگر آوتا ھے ، بچاؤ کسی طرح نہیں ، نظر خدا پے کرتا ھے اور کہتا ھے کہ اے باری تعالی ! کہ اب تو ھی بچانے والا ھے - فضل خدا کا ایسا ھوتا ھے کہ

---

(۱) کرارا (کڑاڑا یا کراڑا) : دریا کا اونچا کنارہ -

باگھہ جو جست کرتا ہے سو پانی کے بیچ پڑتا ہے ۔
مگر جو دوڑتا ہے سو باگھہ کے تائیں پکڑ لے جاتا ہے ۔
گھسیارا شکر خدا کا کرتا ہے اور اپنے گھر آوتا
ہے ۔

طوطے کی ان باتوں سے دلبر کچھ دنوں اور صبر
کرتی ہے اور گلرخ کے اوپر ایک غم تو بادشاھزادے
الف ۸٤ کا | تھائی ، دلبر کے تائیں دیو سفید جو لے جاتا ہے
سو اور سوائے غم ہوتا ہے ۔ پچھوں پچھوں دلبر کے
یہ بھی چلی جاتی ہے ۔ دیکھتی ہے دلبر کے تائیں کہ
غار میں کہ جس غار کا نانو خوزد ظلمات ہے ، تس
میں موندا ہے اور پانچ پہاڑ اس کے اوپر دیئے ہیں ۔
روتی ہے اور کڑھتی ہے ۔ وہاں سے پھرتی ہے ۔
آوتی کہاں ہے کہ جہاں مراد بخش فقیر رہتا تھا ۔
دیکھتی ہے کہ جنگل بہت پررونق ہے ۔ درخت ترو تازہ
ہیں ۔ عمارتیں بہت اچھی اچھی بنی ہیں ۔ باغ بہت
اچھے اچھے ہیں ۔ دیو پریاں بہت رہتے ہیں ۔

ایك بڑی عالی شان حویلی ہے کہ جس کے بیچ میں
مراد بخش فقیر رہتا ہے اور دربان اس حویلی کا سیاہ
دیو ہے کہ بھائی ہے سفید دیو کا ۔ جیوں یہ چاہتی
ہے کہ اندر جائے وہ اسے نہیں جانے دیتا اس وسواس
سے کہ ان نے سنا تھا کہ سفید دیو ایك پری کوں
لے گیا ہے، شاید یہ اس کے اوپر فریادی نہ ہوے ۔
گلرخ لاچار ہوتی ہے اور اس بچار میں ہے کہ کسی
طرح میں اندر جاؤں ۔ ایك روز ایسا اتفاق ہوتا ہے
گانونے و نانچنے و الیں پریوں کوں مراد بخش فقیر
یاد کرتا ہے ۔ گلرخ بھی ان پریوں میں مل کے اندر
جاتی ہے ۔ نانچ ہوتا ہے تد گلرخ بھی نانچتی ہے ۔
گلرخ خوب نانچتی ہے اور مراد بخش اس کی بہت
تعریف کرتا ہے ۔ تد یہ عرض کرتی ہے کہ میرا
نانچناں آدھا ہے کیوں کہ میری بہن بین بجاوتی ہے
تد میں نانچتی ہوں ۔ وہ بین خوب بجاوتی ہے | اور ب۸٤
اوس کے تائیں سفید دیو بزور پکڑ لے گیا ہے اور

خورد ظلمات میں قید کیا ہے اور پانچ پہاڑ اس کے
مُہہ پہ رکھے ہیں - مراد بخش دیوؤں کوں فرماوتا
ہے دیو کوں بھی پکڑ لیاؤ اور دلبر کوں بھی لے آؤ-
دیو جو جاتے ہیں سو سفید دیو کوں بھی پکڑ
لیاوتے ہیں اور غار میں سے دلبر کوں بھی لے آوتے
ہیں - تو دلبر تو بین بجاوتی ہے اور گلرخ ناچتی ہے -
دلبر ایسی بین بجاوتی ہے ، جہاں تائیں کہ دیو و پریاں
ہیں سب کا ہوش جاتا ہے اور مراد بخش فقیر بھی
تھکت ہو جاتا ہے اور درو دیوار سب مست ہو جاتے
ہیں - مراد بخش جب اپنے ہوش میں آوتا ہے تب
کہا کہ مانگ تو کیا مانگتی ہے - دلبر اٹھ کھڑی
رہی ہے ، چاہی ہے کہ فقیر سے عرض کرے کہ
آنسو چلنے ہیں اور ہچکی لگ جاتی ہے اور بات
نہیں نکلتی - تد عرض گلرخ کرتی ہے کہ یہ جہاں بخش
بادشاہ کی بیٹی ہے - عادل شاہ بادشاہ کا بیٹا ہے
مہر افروز ، تس سے اس کا بیاہ ہوا ہے - یہ اُس

بے عاشق ہے، وہ اِس بے عاشق ہے، سو کوہ شکل
جو دیونی ہے سو اُس بادشاھزادے کا جیو نکال لے
گئی ہے - سو بادشاھزادے کا تن تو و زیر زادے کے
ساتھ دے کے، جہاں وہ مہیب جنگل ہے تس میں وہ
رھتی تھی، تہاں پہچایا اور | آپ یہ فریاد کوں حضرت الف۵،
کے قدموں آئی ہے - یہ بات سن کے اور اس کا
حال دیکھ کے فقیر کوں رحم آوتا ہے اور اس کے
تائیں اپنے پاس بٹھاوتا ہے اور دلبر بے جو دعا پڑھ
پھونکتا ہے سو دلبر کی دیہی جیسی آگوں تھی تیسیئی
ہو جاتی ہے - اور دیوؤں کو فرمایا کہ اُس دیونی
کوں بھی پکڑ لیاویں اور بادشاھزادے کا پلنگ بھی لے
آویں - اور و زیر زادے کوں بھی لے آویں - دیو
جاتے ہیں سو دیونی کوں بھی پکڑ لیاوتے ہیں اور
بادشاھزادے کا پلنگ بھی لے آوتے ہیں اور و زیر
زادے کوں بھی لے آوتے ہیں - فقیر فرماوتا ہے
اس دیونی سے کہ اس بادشاھزادے کوں جِلاؤ -

دیونی قبول نہیں کرتی - فقیر جو دیوؤں سے فرماوتا ہے
سو دیو جلتے جلتے سیخچے و جلتے جلتے گرز
مارتے ہیں اس دیونی کیں - دیونی لاچار ہو کے
بادشاھزادے کوں جلاوتی ہے - جیوں بادشاھزادہ
جیوتا ہے تیوں فقیر دیکھتا ہے کہ نزدیک ہے کہ دلبر
مارے خوشی کے مرجائے - فقیر کہتا ہے کہ اے
دلبر! بادشاھزادہ جیا تو سہی ہے تجھے نہ ملے گا -
اس بات کے کہنے سے جو دلبر کوں فکر ہوتی ہے
سو دلبر مرنے سے بچ جاتی ہے - پھر فقیر کہتا ہے
کہ تیں فکر نہ کر میں تیری حالت دیکھ کے کہا تھا -
ب۸۵ بادشاھزادہ / تجھے ہی ملے گا - فقیر کہتا ہے کہ
مانگ اور بھی تجھے جو کچھ مانگنا ہوئے - دلبر
آداب بجا لیاوتی ہے اور کہتی ہے کہ اس سوائے
تجھے اور کیا مراد ہے کہ مانگوں - جو تجھ کوں
سپنے میں میسر نہ تھی سو حضرت نے بخشی - فقیر
پھر کہتا ہے کہ نہ ، تیرے تائیں جو کچھ چاھیئے سو

اور مانگ ۔ دلبر عرض کرتی ہے کہ ایک تو یہ عرض ہے کہ دیونی کے تائیں حکم ہوئے کہ اس طوطے کوں آدمی کر دے اور سکھیاں میری جد کہ بادشاہزادے پر وہ حالت گزری تھی سو غم سے کیتی ہی تو ندی میں ڈوب موئی اور کیتی اسی طرح مرگئیں، سو ان کے تائیں جلا ئے دیجے ۔ فقیر دیونی کوں کہتا ہے سو طوطے کوں آدمی کر دیتی ہے اور دیوؤں کوں فرمایا جہاں کہ لوتھیں[1] سکھیوں کی پڑی ہوئے سو لے آؤ ۔ سو دیو لے آوتے ہیں ۔ اور آب حیات کے تائیں جاتا ہے سو لے آوتا ہے ۔ آب حیات سے سکھیوں کوں چھڑکتا ہے، سو سب جی اٹھتی ہیں ۔ اور بادشاہزادے کے[2] و دلبر کے رخصت کرتا ہے ۔ اور سفید دیو کوں قید کرتا ہے ۔ اور دیونی کے بند بند جدی کرتا ہے ۔ بادشاہزادہ رخصت ہو کے اُس جنگل میں آوتا ہے کہ جہاں دلبر نے بین بجائی تھی ۔ وہاں

---

(۱) لوتھ: لاش (۲) کے: کو ۔

بیٹھتا ھے اور دلبر تو بین بجاوتی ھے ، آپ گاوتا ھے ۔
تو جہاں تائیں کہ جانور جنگل کے مرگئے تھے سو جی
الف۸۶ آوتے ھیں ، اور | درخت لہلہا اٹھتے ھیں ، اور پانی جو
خشک ھو گیا تھا سو بہنے لگتا ھے ۔ یہ یہاں
سے چلتے ھیں سو محبت افزا باغ میں جا کے اترتے ھیں ۔
لشکر کے لوگوں کوں جیسا غم آ گوں ھوا تھا تیسی
ھی خوشوقتی ھوتی ھے ۔ باغ میں عیش و عشرت کی
تیاری کراوتے ھیں ۔ راگ ناچ ھوتا ھے ۔ جد کہ
خلوت کا وقت ھوا تب بادشاھزادہ و دلبر جو گلے
ملتے ھیں سو چھاتی کڑکیں[1] ھیں ۔ برہ کی کرک[2]
نکل جاتی ھے ۔ یہ اُس کی سرگزشت پوچھتا ھے ، وہ
اِس کی سرگزشت پوچھتی ھے ۔ اپنی اپنی حقیقت کہتے
ھیں ۔ وہ بھی روتا ھے ، وہ بھی روتی ھے ۔ وہ
اس کی آنکھیں پونچھتا ھے ، وہ اس کی آنکھیں پونچھتی
ھے ۔ ان کے تائیں تمام رات عیش و عشرت میں گزرتی

---

(۱) کڑکنا : چٹخنا ، ٹوٹنا (۲) کرک : کسک ، ٹیس ۔

ھے ۔ صبح[1] ھوتا ھے تب دلبر اپنی ما[2] کے تائیں و باپ
کے تائیں عرضداشت لکھتی ھے اور اس میں سب حقیقت
اپنی لکھتی ھے اور لکھتی ھے کہ نجم عالم، چین کا
بادشاہ ھے، اس کے سبب سے میرا جیو بچا ھے سو وہ
نشاط بانو پے عاشق ھے اور نشاط بانو اس پے عاشق
ھے اور اسی سے میں نے قرار کیا ھے کہ تیرا بیاہ میں
نشاط بانو سے کروا دیوں گی ۔ جو اس کا بیاہ نشاط بانو
سے (نہ ھوا) تو میں جیئوں گی نہیں، میں مروں گی ۔
اور ایک / خط نجم عالم کا نشاط بانو کوں لکھا کے ب۸۶
بھیجتی ھے ۔ اور بادشاھزادہ و زیر زادے کے تائیں
بلا کے مصلحت پوچھتا ھے کہ جو اگر یہاں سے
عرضداشت لکھیئے حضرت کوں اور حضرت جہاں دانش
و زیر کوں بھیجیں سب ٹھاٹھ سے تو بہتے دیو، پریں
جانے گی کہ ان نے لکھ کے ھمارے تائیں ٹھاٹھ بتلایا اور

---

(۱) صبح : یہاں مذکر لکھا ھے لیکن مخطوطے کے صفحہ
الف ۸۷ پر یہی مونث تحریر کیا گیا ھے (۲) ما : ماں ۔

کیا جانے سب ٹھاٹھ ہوے یا نہ ہوے - تس سے تیں
کسی بہانے سے جا کے کچھ تھانے جا توڑ بندی کر تو
اس میں حضرت سب ٹھاٹھ کریں ہیں کے - اور ان دیو
پریوں کوں یہاں کا ٹھاٹھ بتلاونا ضرور ہے - وزیر زادہ
اس مصلحت کوں قبول کرتا ہے اور دیو پری کی فوج
ساتھ لے کے تھانہ دو ایک جگہ بٹھلاوتا ہے - یہ خبر
جب جہاں دانش وزیر کوں ہوتی ہے تب بادشاہ سیتی
عرض کرتا ہے کہ ایک نہایت بڑی فوج ہمارے ملک
پے آئی ہے ، اور معلوم نہیں کہ کہاں سے آئی ہے -
بادشاہ ہر چند کہ مہر افروز کے غم سے کام بادشاہی
کے سے ہاتھ کھینچ رکھا تھا لیکن یہ جو مقدمہ سپاہگری
کا تھا تس سے وزیر سے فرماوتا ہے کہ توپ خانہ درست
کرو اور فوج جمع کرو - اور ، اور بادشاہوں
کوں حکم پہنچے سو آے کے حاضر ہویں - سو وزیر
عمل میں لیاوتا ہے اور جہاں بخش و جہاں آرا ے جب
یہ حقیقت پڑھتے ہیں تب بہت خوشی سے شادیاں / کرتے الف۸۷

ہیں ۔ جہاں بخش آپ عشرت شاہ کے پاس جاتا ہے اور اس بات کا پیغام کرتا ہے اور نجم عالم کا خط جب نشاط بانو کوں جاتا ہے، نشاط بانو، عیش بانو جو اس کی ما ہے تس سے پیغام کرتی ہے ۔ یا تو یہ نسبت ہوسے، نہیں یہ نہ جیو سے گی ۔ عیش بانو بھی عشرت شاہ کوں سمجھاتی ہے ۔ عشرت شاہ بھی قبول کرتا ہے اور بیاہ کی تیاری ہوتی ہے ۔ ادھر نجم عالم کے بیاہ کی تیاری دلہر کرتی ہے ۔ بڑی دھوم دھام سے بیاہ ہوتا ہے ۔ جب نجم عالم بیاہ کر کے نشاط بانو کوں اپنے گھر لیاوتا ہے تب اِس کے چین، سو اس کا ملک ہے، تہاں کوں رخصت کرتی ہے ۔ اور بادشاہزادہ اپنی حد سے ایک منزل کے تفاوت ڈیرا کرتا ہے ۔ یہ خبر سن کے عادل شاہ بھی فوج کی ترتیب دے کے باہر ڈیرا کرتا ہے اور قراول[1] جائے کے میدان لڑائی

---

(۱) قراول (مذکر) : وہ فوجی دستہ جو لڑائی کے واسطے جگہ مقرر کرنے کو آگے جاتا ہے ۔

کا دیکھ آوتے ہیں ۔ صبح جب ہوتی ہے تب فرماوتا
ہے کہ جہاں قراول میدان مقرر کر آئے ہیں تہاں
توپ خانہ جا کے چنے اور موافق ترتیب نقشے کے فوج
کھڑی کریں ۔ تو توپ خانے کا داروغہ تو توپ خانہ
چنتا ہے اور ترتیب بادشاہی سواری کی کرتا ہے اور
میر بخشی ترتیب فوج کی کرتا ہے ۔ تو آگیں جو
توپ خانہ بادشاہی ہے تس میں تین سے توپ من بھر
کے گولے سے لے کے تین من کے گولے کے تائیں کی
ہیں اور چھ سے توپ ادھوں[1] کے گولے سے لے کر
ب۸۷ من کے گولے تائیں | کی ہیں ۔ اور ہزار توپ پانچ
سیر سے لے کے ادھوں تائیں کی ہیں ۔ از دوہزار
رہکلے ہیں اور چار ہزار گاڑھی ۰۰۱۰۰ کیں و دوضربہ[2]
و را مچنگے[3] اور گنجوں[4] کیں ہیں اور دو سے توپ
ہوائی ہیں ۔ اور اس سے آدھا توپ خانہ کُمکی فوج

---

(۱) ادھا : من کا آدھا ، بیس سیر (۲) دو ضربہ :
ایک قسم کی توپ (۳) را مچنگے : ؟ (٤) گنج : مخزن ۔

جرنغار[1] کا ہے اور آدھائی توپ خانہ کُمکی فوج برنغار[2] کا ہے اور آدھائی فوج چنڈول کی کا ہے اور آدھائی فوج یلتمس کا ہے۔ اور آگوں کے توپ خانے کے پچھوں دس ہزار سوار قراولوں کے ہیں۔ تس کے پچھوں فوج ہراول کی ہے کہ جس میں بیس بادشاہ، صاحبِ تخت و تاج ہیں۔ ہر ایک بادشاہ کے ساتھہ بیس توپیں من سے لے کے دو من کے گولے تک کی ہیں۔ اور پچاس توپ ادھوں سے لے کے من کے گولے تائیں کی ہیں۔ اور سو توپ پانچ سیر سے لگائے[3] ادھوں کے گولے تائیں کی ہیں۔ اور دو سَے رہکلے ہیں اور چار سَے گاڑی سپّوں[4] و گنجوں کی ہیں اور دو سَے سوار قراولوں کے ہیں۔ سات ہاتھی نشانوں کے ہیں۔ سَو ہاتھی ہتہ نالوں کے ہیں۔ دو سَے اونٹ شتر نالوں کے ہیں۔ چار سَے اونٹ بانوں کے ہیں۔ پانچ سَے اونٹ

---

(۱) جرنغار: فوج کا بایاں بازو (۲) برنغار: فوج کا دایاں بازو
(۳) لگائے: لے کر (٤) سپوں: ؟

جزایروں کے ہیں - سات سَے گھوڑے گھڑنالوں کے
الف۸۸ ہیں - دو سَے رہکلے جلو کے ہیں - ہزار جزایریں
کاندھوں کِیں ہیں - پانچ ہزار سوار بکتر پوش
و دما نکے ہیں - ہراول کے تِن میں پانچ فیل سوار
ہیں - چار ہزار بر قنداز ہیں اور لوازمہ مراتبوں کا
ہے - بیس ہزار سوار غول میں ہیں - بیس فیل سوار
ہیں - اور ایسے ہی بیس بادشاہ دستِ راست ہیں
اور ایسے ہی بیس بادشاہ دستِ چپ ہیں اور بیس
بادشاہ چنڈول[1] ہیں اور پچیس بادشاہ فوج یلتمس[2] میں
ہیں - اور بادشاہی سواری میں آگوں پچھوں نَو نَو
ہاتھیوں کے نشانوں کی نو قطاریں ہیں - پہلے نشان
کے ہاتھی کے پچھوں ہزار ہاتھی متھنالوں کے ہیں -
دوسرے ہاتھی کے نشان کے پچھوں دو ہزار اونٹ
شترنالوں کے ہیں - تیسرے ہاتھی کے پچھوں چار ہزار

---

(۱) چنڈول (چنڈاول) : لشکر کی آخری فوج ، ہراول کا نقیض (۲) یلتمس : لشکر کا اگلا حصہ ؟

اونٹ بانوں کے ہیں - چوتھی قطار کے پچھوں پانچ
ہزار اونٹ جزایروں کے ہیں - چھٹی قطار کے پچھوں
دس ہزار گھڑنالیں ہیں - اور ہاتھی و گھوڑے تو
پکھریت[1] ہیں - اور اونٹوں کی جھولیں و جزایروں
کے غلاف سب زربفتی ہیں - اور ہاتھیوں کے سوار
و اونٹوں کے سوار اور گھوڑوں کے سوار سب زربفتی
انگہ پوش ہیں - اور / ساتوی قطار کے پچھوں بیس ب۸۸
ہزار سوار دمانکے ہیں اور آٹھویں قطار کے پچھوں بیس
ہزار سوار بکتر پوش ہیں - اور نویں قطار کے پچھوں
ہزار گاڑی رہکلے کی ہیں تنہوں سے گھوڑے جتے
ہیں - تنہوں کے پچھوں پانچ ہزار جزایریں کاندھوں کیں
ہیں ، تنہوں کے پانچ سے بان بیرکم[2] دار پیادوں کے ہیں -
تس کے پچھوں بیس ہزار برقنداز ہیں - تس کے پچھوں
نو ہاتھی سنہری پاکھروں سے بھالوں کے ہیں - تن کے

---

(۱) پکھریت : وہ گھوڑا جس پر لوہے کی پاکھر پڑی ہو -
(۲) بیرکم: فارسی میں یہی «بیرق» ہے بمعنی نشان ، جھنڈا -

بھالہ بردار و اوپچی[1] سنہرے اوپچی ہیں - تس کے پچھوں پانچ ہزار سوار احدیوں[2] کا ہے - تس کے پچھوں دس ہزار خاص بردار ہیں - تس کے پچھوں نوبت ہے - تس کے پچھوں نو ہاتھی چھتروں کے ہیں - تس کے پچھوں ایک ہاتھی ترازو کا ہے - تس کے پچھوں پانچ ہزار سرخ پوش ہیں - تس کے پچھوں دو ہزار سوار گرزدار ہیں - تس کے پچھوں دو سے سوار میر توزک ہیں - تس کے پچھوں نو تخت رواں کوتل ہیں - تن کے پچھیں پچیس گھوڑے کوتل ہیں - تس کے پچھوں دو سے سوار قولاروں[3] کے سرداروں کے

---

(۱) اوپچی (مذکر) : مسلح یا زرہ بکتر پوش سپاہی -
(۲) احدی : سپاہی، اکبر کے عہد کے وہ تیر انداز جو سرکش زمینداروں سے روپیہ وصول کرنے بھیجے جاتے تھے اور جو باقاعدہ کسی فوج کے زمرے میں نہیں ہوتے تھے (۳) قولار (قلار، جمع قلی، ت) : وہ بادشاہی سپاہی جو لال انگرکھے اور کالی پگڑی، کالے دوپٹے کی

ہیں ۔ تن کے پچھوں چوبدار ، تن کے | پچھوں خواص۔
اور بادشاہ کے ہاتھی دائیں بائیں سَو سَو سوار میر
توزک کا اور پانچ پانچ ہزار سوار خاص چوکی کا اور
پانچ پانچ ہزار سوار قولار کا ، تفاوت سے چلے جاتے
ہیں ۔ اور تس کے ہاتھی کے پچھوں ڈوری[1] ہے ۔
اس ڈوری کے پچھوں سَو امیر ، وزیر ، بخشی و غیرہ
بڑے بڑے ہیں ۔ اور دوسری جریب[2] کے پچھوں دو
سَے امیر چھوٹے ہیں ۔ اور تیسری جریب کے پچھوں
پچیس ہزار سوار تو سنہری اکتر پوش ہیں اور پچیس
ہزار سوار سادہ اوچی ہیں ۔ اور پچیس ہزار سوار
زربفتی و کمخاب کے جلتہ پوش ہیں ۔ اور پچیس ہزار
سوار دمانکے ہیں ۔ پچیس ہزار سوار تیر انداز ہیں ۔
پچیس ہزار سوار بھالہ بند ہیں ۔ اور پچاس ہزار

۔ وردی سے شیر دھان چھوٹے چاندی کے سونٹے لیئے
سواری کے ساتھ چلتے ہیں ۔
(۱) ڈوری : ڈولی ، پالکی (۲) جریب : چاندی کا خول
چڑھی ہوئی لکڑی جو شاہی چوبداروں کے پاس ہوتی ہے

سوار اور سوائے بانا بند ہیں ۔ تس کے پچھوں مچھی
و اژدھا ، طوغ[1] وغیرہ مراتب کے و بنگلوں کے و ہودوں
کے اور میگھ ڈنبر کے و جنگی ہودوں کے پچیس ہاتھی
ہیں ۔ تس کے پچھوں نوبت کے ہاتھی ہیں ۔ تس کے
پچھیں جو امیر بادشاہ کے ساتھ ہیں تن کی سواری
۸۹ب کے ، مراتب کے پانچ سے ہاتھی ہیں ۔ تن کے | پچھوں
ان سب امیروں کے لاکھ سوار ہیں ۔ اور بادشاہی
سواری کے و ہرول[2] کے اور دست راست و دست
چپ و چنڈول کے درمیان میں جو چار چار بادشاہی
امیر ، دس دس ہزار سوار اور لوازم توپ خانہ کے
سے کُمکی جدی ہیں ۔ جب بادشاہزادے نے سناں[3] کہ
بادشاہ آپ تشریف لائے ہیں تب بہت پچھتایا کہ جو
میں ایسا جانتا تو یہ منصوبہ نہ کرتا ۔ و زیر زادے کوں

---

(۱) طوغ : شاہین شاہی (مچھی،اژدھا اور طوغان یہ نشانات
شاہی ہیں جو ہمراہ چلتے ہیں)۔
(۲) ہرول : ہراول (۳) سناں : سنا (الف تلفظ)

تو پہاں بھیجتا ہے خبر کے واسطے اور آپ پچھوں
سوار ہو کے اکیلا ہی چلتا ہے - جیوں وزیر زادہ
بادشاہ کے سامہنے پیادا آوتا ہے اور بادشاہ اسے
دیکھتا ہے اور وزیر زادہ عرض کرتا ہے کہ بادشاہزادہ
بھی ملازمت کوں آوتا ہے اور یہ فوج بادشاہزادے کی
ہے ، بادشاہ سنتے ہی اس بات کے ایتا خوش ہوتا
ہے کہ ہوش گم کرتا ہے اور ہاتھی کے تائیں بٹھاکے
پیادا ہی چلتا ہے - ایتے میں بادشاہزادہ بھی آے
جاتا ہے - بادشاہزادہ دوڑ کے بادشاہ کے پانوؤں پر
گر جاتا ہے - بادشاہ اسے گلے سے لگاوتا ہے اور
بادشاہ بھی روتا ہے اور بادشاہزادہ بھی روتا ہے -
پھر بادشاہ بادشاہزادے کے تائیں لے کے ایک ہی ہاتھی
پے سوار ہوتے ہیں - امیر سب بادشاہ کی نذر کرتے
ہیں - بادشاہزادہ عرض کرتا ہے کہ فوج ، ٹھاٹھ | الف ۹۰
سب اسی طرح رہے - اور امیر جو نذر کرتے ہیں
سو سب دیوان عام میں کریں - اور میرے ساتھ جو

دیو پریں ہیں سو حکم ہوئے کہ سب ملازمت کوں آویں - اور دیوان عام اور محل میں جلوس کی تیاری ہوئے - بادشاہ موافق عرض بادشاہزادے کے حکم کرتا ہے - بادشاہزادہ، سردار جو دیو پری تھے، تن کی ملازمت کراوتا ہے تو جہاں تائیں کہ دیو پری تھے سو دیکھ کے ٹھاٹھ فوج کا عقل گم کرتے ہیں، بہت تعجب کرتے ہیں - بادشاہ شادیانہ بجواوتا ہے و جواہر و اشرفیاں لٹاوتا قلعہ میں داخل ہوتا ہے اور دیوان عام میں سب کی نذریں ہوتی ہیں - جس وقت کہ بادشاہزادہ محل میں جاتا ہے وہاں بھی بڑی خوشوقتی ہوتی ہے - پری چہرہ جو اس کی ما ہے، بادشاہزادے سے ملتی ہے اور دلبر آوتی ہے، تب دلبر سے ملتی ہے - بڑی شادی ہوتی ہے محلوں میں اور بادشاہ چھ مہینے کا جشن کرتا ہے اور انعام و اکرام، راگ و نانچ بہت ہوتا ہے - اور بادشاہوں کی مہمانی کرتا ہے اور ان سے بہ رعایت عہدہ کرتا[1] ہے اور ہر ایک کوں اپنے

(۱) عہدہ کرنا: منصب دینا -

اپنے | ملک کوں رخصت کرتا ہے اور وزیر زادے ب۹۰
و گلرخ جو اپنے گھر آوتے ہیں تو جہاں دانش وزیر
بھی بڑی شادی کرتا ہے اور شہر کے لوگوں کوں
باد شاھزادے کے جانے کا جد بڑا غم تھا سو سب ہی
موافق اپنے حال کے چھ مہینے تائیں راگ رانچ شادی
کرتے ہیں۔ اور باد شاھزادہ دلبر کی سکھیوں کوں تو
یہاں رکھتا ہے اور باقی دیو و پریوں کوں بہت سی رعایت
کر کے رخصت کرتا ہے۔

﴿ قصہ مہر افروز باد شاھزادے کا و دلبر کا تمام ہوا ﴾

* * * * * * * * *

نصیحت نامہ

الف۹۱ اور جب عادل شاہ بادشاہ ، مہر افروز بادشاھزادے کے آونیں کی شادی کے جشن سے فارغ ہوا تب مہر افروز کے تائیں بادشاھی دی اور آپ فیضستان جنگل میں جو باغ بنایا تھا تہاں جا کے بیٹھا اور پیدا کرنے والے کی بندگی میں مشغول ہوا ۔ اور رخصت کے وقت میں مہر افروز سے کہا کہ کیتی نصیحتیں آگوں بزرگوں نے بادشاھوں کوں کیں ہیں سو ان نصیحتوں کوں تیں لکھ لے اور انہیں یاد کر ۔ اور یاد نہ ہوویں تو برس دن میں دو بار پڑھا کر اور اسی بموجب عمل کیا کر تو اِس جہان میں بھی بھلا ہو گا اور اُس جہان میں بھی بھلا ہو گا ۔ اور جو ان باتوں کوں سن کر عمل نہ کرے گا تو اِس جہان میں بھی زیادہ نانو دھرائی ہو گی اور اُس جہان میں بڑا گناہ ہوگا ، کیوں کہ اندھا جو کُوے میں گرے تو وِسے کوئی نانو نہیں

دھرنا اور سو جھنجھٹ والا جو کُوے میں گرے تو
اُسے سب کوئی نانو دھرے - اس واسطہ لازم ہے
کہ ان نصیحتوں کوں یاد کرے اور ان بموجب عمل
کرے - بڑی نصیحت تو یہ ہے کہ بادشاہوں کوں
لازم اور ضرور ہے کہ حق پیدا کرنے والے کا پہچانے
اور اس کا حق پہچانناں دو واسطہ ضرور ہے - ایک
تو اس واسطہ کہ وہ چاہے سو کر سکتا ہے - جو
کوئی اسے بھول جاے اور اس کا حق نہ پہچانے |تو ب۹۱
اسی جہاں میں وہ سزا دے سکتا ہے - اور جو وہ
اس جہان میں سزا نہ دے تو بھی یہ دنیا کچھ دنوں
(ہی) کی ہے، آخر پھر کام اُسی سے ہے - وہاں
شرمندگی بھی ہوے اور سزا بھی پاوے - اور دوسرا
واسطہ یہ ہے کہ دنیا کا احسان کہ جو کچھ اعتبار نہیں
رکھتا، تس کا حق پہچانناں اور بدلہ کرناں آدمی کوں
ضرور ہے - سو اس کے احسانوں کی تو نہایت ہی نہیں -
نہیں تو اس کا حق پہچاننـاں اور موافق طاقت کے بدلہ

دینا ضرور ہے۔ اور اس کے حق پہچاننے کی تھوڑی
سی باتیں یہ ہیں، کہ پہلا احسان تو اس کا یہ ہے
کہ جو کچھ نہ تھا سو اُسے کچھ کیا۔ تو چاہیئے کہ یہ
اُسے اپنا پیدا کرنے والا جانے اور دنیا کے کاموں
سے اس کی بندگی کے تائیں اپنے اوپر زیادہ لازم جانے
بلکہ دنیا کے بھی کام کرنے جب درست ہیں جب دنیا
کے کاموں کوں اس کی بندگی ہی کی طرح کرے کہ
کسی وقت میں اور کسی حال میں اس کے تائیں بھولے
نہیں۔ اور جو کام کیسا ہی کرے تس میں اُسے حاضر
ہی جانے۔ پھر اِسے آدمی کیا اور عقل دی کہ دنیا
کی سب پیدائش[1] میں آدمی بہتر ہے، بلکہ اور سب پیدائش
آدمی کی خدمت کے واسطے بنی ہے۔ پھر اسے سب
بستوں[2] کا حاکم کیا اور سب باتوں کی اِسے سامرتھ[3]
الف۹۲ دی۔ تو اسے چاہیئے کہ آدمی پنے کے جیتے انگ[4] / ہیں

---

(۱) پیدائش: مخلوق (۲) بست: چیز (۳) سامرتھ: اختیار، طاقت (٤) انگ: عضو، حصہ۔

سو ہر ایک انگ سوں سوائے رضامندی اس کی اور
کچھ کام نہ لے - جیسیں یہ کہ چاہیئے ہمیشہ دھیان
اسی کا رکھے اور اس کی برابر اور کسو کوں نہ
چاہے - اور اس کی پیدائش پر رنجی نہ بچارے اور سب
کوں اپنے برابر چاہے - اور جس پر کہ نظر پڑے
تس میں اسی کی قدرت کا تماشا دیکھے اور اس کی
پیدائش پے مہربانی کی آنکھوں سے دیکھے اور پاپ کی
نظر سے نہ دیکھے - اور کانوں سے جو آواز کہ سنے
تس میں وسی کی قدرت کا تماشا کرے - اور اپنے
مذہب کی باتیں سنے اور زبوں باتیں نہ سنے - اور
اس کی پیدائش کی بھی بھلی بات سنے اور زبوں بات
ہوئے سو نہ سنے - اور کوئی باس سوائے اس کی
قدرت کے تماشا کرنے کی اور دنیا کی حرص کے واسطے
نہ سونگھے - اور جو بات کہ کہے سو اس کی
تعریف کی اور اس کی پیدائش کی بھلائی ہی کی کہے -
اور اس کی ضد کی اور اس کی پیدائش کی برائی کی بات

منہ سے نہ نکالے ۔ اور کوئی مزا سوائے اس کی
قدرت کے تماشے اور دنیا کے واسطے نہ چکھے ۔ اور
بھیٹنے[1] کا مزا دنیا کی حرص کے واسطے نہ لے مگر
اس کی پیدائش کے بڑھانے کے واسطے کہ یہ بھی حکم
ب۹۲ اُسی کا ہے ۔ | اور جیسا گرمی کا کا مزہ ٹھنڈہ میں
ہے اور ٹھنڈہ کا مزہ گرمی میں ہے ، اس مزے میں اور
اور سب مزوں میں جو پچھوں مذکور ہوئے ان میں ،
اپنے حال پہنے اس کا فضل ہی بچارے ۔ اور ان مزوں
کوں اسی واسطے لے کہ یہ دیہی اس کی بندگی کے
کام سے نہ جاتی رہے ۔ اور ہاتھوں سے اور پانوؤں سے
بھلا ہی کام کرے اور برا کام نہ کرے ، جیسے ہاتھوں
سے اس کا نانو یا بھلی بات لکھنی ۔ زبوں بات نہ لکھنی
اور کسو کوں دینا اور ماراں نہیں ۔ اور پانوؤں سے
اس کی بندگی کی جگہ جاناں ، اور زبوں کاموں کوں
نہ جاناں ۔ اور عقل سے لازم یہ ہے کہ اس جہاں میں

---

(۱) بھیٹنا : چھونا ، لمس ۔

جو سختی اس پر پڑے تو اس کوں یہ فضل ہی اُس کا
بوجھے ، کیوں کہ اس میں دو فائدے ہیں ۔ ایک
تو یہ ہے کہ بندا گنہ گار ہے اور اس سختی سے
گناہوں کا بدلہ یہانیں[1] پاوتا ہے اور اُس جہان کے
بدلے پاونے سے بچتا ہے کہ اُس جہان میں بدلہ پاونا
بہت زبوں ہے ۔ اور دوسرا یہ کہ یہ سختی نہیں بلکہ آدمی
کوں خبردار کرنا ہے کہ پھر گناہ نہ کرے ۔ اور پھر
اسے سردار کیا اور بادشاہ کیا تو یہ بھی چاہیئے کہ
اس کی پیدائش / بے ظلم نہ کرے بلکہ مہربانی کرے الف۹۳
اور نگہبانی کرے اور موافق اپنی طاقت کے اس کی
راہ پر خیرات کرے کہ نہایت رضامندی اس کی کے یہ
بات ہے ۔ اور بادشاہوں کے تائیں یہ لازم ہے کہ
جس کوں خدمت دے یا صوبہ دار کرے تو ہر ایک
کا کہنا اس کے حق میں بے تحقیق نہ منظور کرے اور
اسے تغیر نہ کرے ، کیوں کہ جو کوئی خدمت رکھتا ہے

---

(۱) یہانیں : یہاں ہی (بول چال میں) ۔

اور نزدیکی بادشاہوں کی رکھتا ہے تو لوگ از راہ حسد
کے اور اپنے بڑھنے کے اس کی دشمنی پر ہوتے ہیں
اور آپس میں اتفاق کر کے اور مکر کی باتیں بنا کر
دولت خواہی کی طرح اس کی بدی کی باتیں بادشاہوں
سے عرض کرتا ہے، سو پچھلے بادشاہوں کی حقیقتوں
سے ظاہر ہے کہ جس بادشاہ نے غرض گویوں کے کہنے
سے خرابی نوکروں کی کی ہے تن نے سوائے پشیمانی کے
اور نتیجہ نہیں پایا ہے۔ اس واسطے بادشاہوں کو
واجب ہے کہ جو کوئی کسی کی بدی بادشاہوں سے
ظاہر کرے تو اس کوں دل میں پوشیدہ رکھے اور
ایسے آدمیوں سے کہ اس سے دشمنی نہ رکھتے ہوئیں
اور گوینده سے دوستی نہ رکھتے ہوئیں اور اس خدمت
کی غرض نہ رکھتے ہوں، تن سے کئی کئی طرح سے
ب۹۳ تحقیق کرے، / یا جو گوینده بہت سے ہوں تو ان میں
سے دو ایک کنوں کوں پھوڑ کے دڑکے سے اور مہربانگی
سے تحقیق کر دیکھے۔ جو اگر گوینده سچا ہو تو

موافق تقصیر اس کی کے سزا دے لیکن جو خطا اس کا
بڑا نہ ہو کہ جو بادشاہی کا کام اس سے برہم نہ ہوتا
ہو تو لازم یہ ہے کہ اس سے جتا کے معاف کرے
کہ گناہ کا بخشناں دونوں جہان میں نفع رکھتا ہے ۔
اس جہان کا تو یہ کہ جو کوئی اپنے گنہ گار کوں
گناہ بخشے تو آپ جس کے گناہ کیئے ہوں تس سے
بھی بخشش چاہے ۔ جو آپ ہی نہ بخشے گا تو اُس
سے کیا منہ لے کے بخشش چاہے گا ۔ اور اِس جہان
میں یہ کہ جس کا گناہ کہ بخشا جائے اِس احسان
کے برابر اسے دوسرا احسان کوئی نہیں ۔ یہ یقین
ہے کہ جو کوئی احسان مند ہو گا تو نوکری دل
و جاں سے کرے گا کہ تو بدلے احسان کے سے
نکلے ۔ اور ، اور نوکر بھی امیدواری بخشش کے سے
کام میں ۰۰۰ ۱۰۰۰ رکھے گا ۔ اور جو وہ گوینده
جھوٹھا ہوے تو اس بات کوں تحقیق کرے کہ
اس نے شبہ سے دولت خواهی کی راہ سے عرض کیا

یا یہ جھوٹھ بولنا اور طوفان اٹھاونے ھی کا روز گار
الف۹٤ رکھتا ھے ۔ اور اس نے دولت خواھی سے عرض |
کیا ھوے تو معاف کرے کیوں کہ راہ خبر کی بند
نہ ھو ، کہ بادشاھوں کوں راہ خبر کی کھلی رکھنی ضرور
ھے ۔ اور جو وہ طوفان اٹھاونے کا روز گار رکھتا
ھوے تو اپنے دربار میں اسے راہ نہ دے بلک اپنے
ملک میں نہ رکھے کہ ایسے لوگوں نے کئی بادشاھیں
برھم ماریں[1] ھیں اور بہت نیک خواہ نوکر بدخواہ کردیے
ھیں اور بہت دوستوں میں آپس میں جانی دشمنی ڈالی
ھے ۔ اور بادشاھوں کوں یہ لازم ھے کہ اپنے امیروں
پر اور نوکروں پر موافق حال ھر ایک کے ایتی مہربانی
کرے کہ سب اس کوں دوست رکھیں اور دل وجان
سے اس کی نوکری کریں ، کیوں کہ جو نوکر آزردہ
ھو سو دشمن سے (بھی) بدتر ھے ۔ اور دنیا میں برابر
دوستی کے اور بست نہیں ، خاص کر بادشاھوں کہ ، کام

---

(۱) برھم ماریں : فارسی کے «برھم زدن» کا ترجمہ

بادشاهی کا اور بندوبست ملك کا نوکروں سے ہے ۔
تو جو نوکر آزردگی سے نوکری میں ۰۰۱۰۰ کرے تو
ملك اور بندوبست کہاں سے رہے ۔ اور جو نوکر
سیانے اور سپاہی ہوں اور دوستی سے دل لگا کر نوکری
کریں تو بادشاهی سات دیپ کی حاصل ہو ۔ بلکہ چاهیئے
کہ نوکروں کوں آپس میں بھی آزردہ نہ ہونے دے ۔
نوکروں کی بھی آپس کی آزردگی کام بادشاهی کا برہم
کرتی ہے ۔ اور بڑے نوکر کی خاطر کے واسطے چھوٹے
نوکروں | کوں ناحق خراب نہ کرے کہ اس میں خاوندی ب۹۴
نہیں رهتی اور نوکر خاوند کے کام کے نہیں رهتے ۔
لیکن جو نوکر کہا نہ مانتا ہوئے اور اپنے گھر کے
بناونے کی فکر میں ہوئے تس کوں مدعی سے زیادہ
جانیئے ۔ اور بادشاهوں کوں یہ لازم ہے کہ جو کسی
طرح کا کیناں رکھتا ہو یا دشمنی رکھتا ہو تس کا کسی
طرح اعتبار نہ کرے ۔ نہ اس کے دوستوں کا اعتبار
کرے اور بلکہ جو اپنے دوست کا دشمن ہو تس کا بھی

اعتبار نہ کرے کیوں کہ جیوں دنیا میں تین طرح سے
دوست ہوتے ہیں : ایک جو اپنا دوست ہے سو تو
دوست ہی ہے - ایک اپنے دشمن کا جو دشمن ہے سو
بھی اپنا دوست ہے اور اپنے دوست کا دوست سو
بھی اپنا دوست ہی ہے ، اسی طرح تین طرح کے دشمن
ہوتے ہیں : ایک تو اپنا دشمن ہے سو تو دشمن ہی
ہے ؛ دوسرا اپنا دوست کا جو دشمن ہے سو بھی اپنا
دشمن ہے ؛ تیسریں اپنے دشمن کا جو دوست ہے سو بھی
اپنا دشمن ہے - تو چاہیئے کہ دشمن یا دشمن کے
دوست جیتا کہ سلوک زیادہ کریں اور قول قرار ، اخلاص
کا کریں تس سے زیادہ ظاہر کا اخلاص آپ بھی کیجیے
الف ۹۵ لیکن دل میں جیوں جیوں زیادہ سلوک پڑے تیوں | تیوں
زیادہ وسواس کیجئے اور ان کے سلوک کوں اور
دولت خواہی کی باتوں کوں مکر ہی جانیے کہ پچھلے
بادشاہوں کی حقیقتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن
بادشاہوں نے دشمن کے سلوک پر بھروسا کیا ہے تن کی

بادشاهیں بھی گئیں ہیں اور جی بھی گیا ہے۔ اور کئی بادشاہوں نے نسبتیں کر کر اور اور بیر کیا ہے۔ اور کئی بادشاہوں کے نوکروں نے خدمتوں سے اور نیک خواہی سے اپنا اعتبار بڑھا کر اور اپنا جی دے کر خاوند کا بیر لیا ہے۔ اس واسطے داناؤں نے کہا ہے کہ دشمن نے اپنے نوکر پر کیسی ہی خرابی کی ہو تو اسے دغا ہی جانیے اور اس کا اعتبار نہ کیجیے۔ اور بادشاہوں کوں یہ لازم ہے کہ جو مراد محنت سے یا یکایک نصیبوں سے ہاتھ آوے تو اس کی احتیاط میں اور نگہبانی میں تغافل نہ کرے، جیسیں کہ قلعہ یا ملک نیا ہاتھ آیا تو چاہیئے کہ اس کی نگاہبانی میں معتبر لوگوں سے اور ساز سر انجام سے کمی نہ کرے کہ دشمن قابو طلب ہوتا ہے کہ گئی بست پھر ہاتھ آونی مشکل ہے۔ یا جیسیں صف جنگ کی جو لڑائی مارے تو چاہیئے کہ مغرور ہو کے ترت ہی غافل نہ ہوجائے کیوں کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ بعد فتح کے لوگ لوٹ

ب۹۵ کوں یا پانے کوں | پھوٹ گئے ہیں اور دشمن خبر
پا کے پھر آیا یا اس کا نوکر کسی سبب سے اور طرف
سے آن پہچا تو سردار مارا گیا ہے اور شکست بھی
ہوئی ہے ۔ یا کوئی دوست یکرنگ ہاتھ آوے تو اسے
آزردہ کر کے ہاتھ سے نہ کھووے ۔ اور بادشاہوں
کوں یہ لازم ہے کہ کسی کام میں شتابی نہ کریں ،
کیوں کہ شتابی کام عقل کے بن سمجھیں ہوتا ہے اور
یہ بات ظاہر ہے کہ جو کام بغیر عقل ہوگا سو اچھا
کہاں سے ہوگا کیوں کہ پیدا کرنے والے نے آدمی
میں عقل ہی بڑی بست بنائی ہے کہ جس سے جانوروں
سے و آدمیوں میں تفاوت پایا ہے ۔ اس و اسطے سب
سیانوں کوں اور خاص کر بادشاہوں کوں لازم ہے کہ
بغیر صلاح عقل کے کوئی کام نہ کرے ۔ بلکہ چاہیئے
کہ جو کام کہ شروع کیا چاہے تسے امیروں سے اور
دانایوں سے مصلحت کر لے ، کیوں کہ جن بادشاہوں نے
کام میں شتابی کی ہے اور مصلحت نہیں کی تنہوں نے

سوائے پشیمانی کے اور خواری کے اور حاصل نہیں
پایا ۔ لیکن شتابی نہیں کرنے کے بے معنی نہیں کہ
سب کام میں سستی کرے بلکہ بے معنی ہیں کہ عقل
سے اور داناؤں سے مصلحت کر کے کام کرے ۔ نہیں
تو کیتے کام ایسے ہیں کہ آج کے کام کوں کلہہ
پر رکھے تو ہزار / بلائیں اُٹھیں ۔ جیسیں تدبیر لڑائی الف۹۶
کی ہے کہ بعضی بار ترت ہی آن پڑتی ہے ۔ لیکن
مصلحت کرے سو بڑے آدمیوں سے کرے کہ جو
عاقل بڑا ہوگا اگر جو وہ آزردہ بھی ہوگا تو بھی
وہ مصلحت اچھی ہی دے گا ۔ خاص کر جو مصلحت
چو کنے میں اپناں کچھ ضرر جانتا ہوگا تو خواہ مخواہ
اچھی ہی دے گا، کیوں کہ دنیا میں آدمی تین طرح
کے ہوتے ہیں : ایک تو پوری عقل کے ، اور ایک
آدھی عقل کے ، اور ایک بے عقل ۔ پوری عقل و الے
تو وے ہیں کہ آگیں ہی ظاہر ہونے آفت کے اُسے
اندیشہ کر کے اُس کی حقیقت آفت کی جان لیں اور

علاج اس کا پہلیں ہیں سے کریں ، کیوں کہ پہلیں تدبیر
ہر ایک کام کی آسان ہوتی ہے ، پچھیں مشکل ہوتی
ہے ۔ اور آدھی عقل والے وے کہ جب بلا آن پڑے
تب دہشت نہ کھائیں اور عقل کے زور سے منصوبے
کر کے بلا سے نکلیں ۔ لیکن یہ بات اتفاق سے تعلق
رکھتی ہے ۔ اور بے عقل وے کہ جب کچھ آفت
آن پڑے تب حیران پریشان ہو کر تدبیر کوں بھول
جائیں اور (پھر) وہ خرابی میں پڑیں ۔ اسی واسطے
سیانوں کوں اور بادشاہوں کوں لازم ہے کہ اگر
کیتی ہی آفتیں یکبارگی | ہی آن پڑیں تو بھی تدبیر کے ب٩٦
تائیں ہاتھ سے نہ دے ۔ جیسے کہ بہت دشمن اس کے
اوپر چڑھ آویں تو چاہیئے کہ ایک آدھ سے دوستی کر،
قول قسم کر اسے جدا کرے ۔ ایک آدھ کوں رعایت
کر کے پھوڑ لے اور کسو طرح منصوبہ سے ان میں
آپس میں بگاڑ ہو جائے تو سب سے بہتر ہے ۔ ان تدبیروں
سے ان کو جدا کرے ۔ اور ایک آدھ سے بنے تو

لڑکر غالب آوے۔ لیکن یہ سب باتیں بن تو آوتیں
ہیں ایک پیدا کرنے والے ہی کے فضل سے۔ اس واسطے
لازم ہے کہ ہر ایک حال میں اور ہر تدبیر میں نظر
ایک اسی کے فضل پہ رکھے، نہیں تو بہتیرے دانا
خراب ہیں اور بہتیرے نادان اپنی مراد کو پہنچے
ہیں۔ لیکن تدبیر سے کام کرنے (میں) اگر بگڑ بھی
جائے تو کوئی دانا نانو نہ دھرے۔ اور داناؤں نے یہ
کہا ہے کہ تدبیر جو ہے اس کے فضل کا نمونہ ہے،
کیوں کہ جو بات ہونی ہوتی ہے تسی کی تدبیر اچھی
بن آوتی ہے۔ اور داناؤں نے کہا ہے کہ آفت بادشاہی
کی چھ واسطوں سے ہوتی ہے۔ تن میں پانچ واسطوں
میں تدبیر لازم ہے۔ ایک تو نیک خواہ نوکروں
کو دور کرنا کہ وے خوار ہوں اور بے اعتبار ہوں۔
دوسرے / بادشاہ کی نادانی۔ اس کے بے معنی ہیں الف۹۷
کہ یہ نہ جانے کہ محرم بھید کا کون ہے اور دولت کا
اعتماد کس پر کیا چاہیئے۔ اور لڑائی کی جگہ کون

سی ہے اور صلح کی جگہ کون سی ہے ۔ اور مہربانی کس جگہ کیا چاہیئے اور غصہ کس جگہ کیا چاہیئے اور خوش آمد کرنے والوں کوں نزدیک بلاوے اور جو بات راستی کہنے والے ہیں تنہوں کوں دور رکھے ۔ تیسریں، تند خوئی ۔ اس کے بے معنی ہیں کہ ہمیشہ ہر ایک سے غصہ کیا کرے ۔ چوتھیں، شراب پیوے اور راگ ناچ میں ہمیشہ مشغول رہے اور مال ملک کی کچھ خبر نہ رکھے ۔ اور کھیل کی بستیں ہیں تنہوں میں مشغول رہے ۔ پانچویں، فساد یا لڑائی کوئی اٹھے کہ جو من میں نہ آوتی ہو یا وہ لڑائی اس سبسب سے ہوئے کہ بادشاہ اپنی دولت[1] کے مخالفوں کوں نہ پہچانے ۔ چھٹیں، آفت آسمانی، جیسیں کال، بھونچال، آگ اور پانی ۔ اور بادشاہوں کوں یہ لازم ہے کہ سب کا بھلا چاہیں اور بدی کسو کے حق میں نہ چاہیں ۔ کیوں کہ پیدا کرنے والے کی درگاہ سے، جو بدی

---

(۱) دولت : سلطنت ۔

کرے گا سو بدی پاوے گا - جیسے دنیا میں بھی
ظاہر ہے کہ جو کوئی اندراین بووے گا سو سیو[1]
کہاں سے کھائے گا / اور جو سیو بووے گا تسے ب۹۷
اندراین کاہے کو ملے گا - تس سے چاہیئے کہ جو
اُس کا نفع کسی کے زیاں میں ہوتا ہوئے تو نفع کوں
بھی نہ چاہے اور کسی کا بڑا نفع اِس کے تھوڑے سے
زیاں میں ہوتا ہوئے تو چاہیئے قبول کرے کہ اِس کے
بدلے پھیر اس کوں بڑی نیکی ہی ہوگی، کیوں کہ جو
کوئی بڑے آدمی سے سودا کرتا ہے سو نفع پاوتا ہے
اور پیدا کرنے والے سے سودا کرے تو نفع پاویسی[2]
پاوے - اور پیدا کرنے والے کوں جیوں مہر بہت
ہے تیوں قہر بھی اس کیں بہت ہے - اور قہر اور
مہر اُس کا اُس کے بندوں پر نیکی کرنے سے اور بدی
کرنے سے ہوئے ہے - تس سے چاہیئے کہ نیکی ہی
کری تو اُس کی مہر ہی رہے - اور بادشاہ کے تائیں

---

(۱) سیو: سیب (۲) پاویسی: پاوے ہی -

یہ لازم ہے کہ غصہ کے تائیں اپنے اختیار میں رکھے
بلکہ جب تائیں ہو سکے تب تائیں یہ قصد کرے کہ
غصہ آوے ہی نہ پاوے کہ بادشاہوں کوں برابر غصہ
کے عیب نہیں، کیوں کہ رعیت کے اور نوکروں کی
جان کا اور مال کا اور گھر کا اور آبرو کا وہناں
اور جاناں ایک حکم بادشاہوں کے ہتے تعلق رکھتا
ہے - اور بادشاہ جس وقت غصے کے اختیار میں
الف۹۸ ہوئے تو | سب عالم مٹ جائے اور خراب ہو جائے -
کیوں کہ یہ قاعدہ ہے کہ غصہ میں عقل کے اختیار
کچھ بات نہیں رہتی - تو جب عقل کا اختیار ہی نہیں
رہے تو جو کام نہ کرنے کا ہوئے سو بھی کرنے
میں آوے - تو پھیر جب غصہ مٹ جائے تب سوائے
پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہ ہوئے - اس واسطے
بادشاہوں کوں لازم ہے کہ دو تین سیانے نوکروں
کوں اس بات پر مقرر کرے کہ جس وقت غصہ
آوے اوس وقت اوسے صلاح کی باتوں سے طبیعت کوں

پھیر دیں ، کیوں کہ کیسائی دولتخواہ نوکر ہوئے
خاوند کے غصے کے وقت نہیں عرض کرسکتا ہے مگر
جب ان کے تائیں یہ خدمت ہی مقرر ہوئے ۔ اور بلکہ
چاہیئے کہ یہ بھی ان کے تائیں حکم کرے کہ جس
بات کا بادشاہوں میں عیب دیکھے تس بات کوں خلوت
میں اچھی طرح عرض کرے ، کیوں کہ اپناں عیب اپنے
تائیں معلوم نہیں ہوتا ، اور جو بات معلوم ہیں نہ ہوئے
سو دور کیوں کر ہوئے ۔ اور غصہ نہ کرنے کے یے
معنی نہیں ہے کہ جو کوئی لایق (سزا) ہووے اسے
سزا دے ہی نہیں یا دہشت | اس کے سب کے دل میں ب۹۸
سے اٹھ ہی جائے ، کیوں کہ جب سزا و الا سزا نہ
پاوے اور دہشت کسو کے دل میں نہ رہے تو ملک
میں ظلم بھی بہت ہوئے اور بادشاہی میں خلل بھی
بڑا اٹھے ، بلکہ غصہ نہ کرنے کے یے معنی ہیں کہ وہ
غصہ جو دل میں آوتا ہے اور آدمی عقل کے اختیار
میں نہیں رہتا وہ غصہ نہ کرے اور جب وہ غصہ آوے

اور جگہہ غصہ کرنے ہیں کی ہوئے تو یہی چاہیئے
کہ اس وقت غصہ کوں مارے اور پھر عقل کی صلاح
سے جس موافق مصلحت غصہ کرنے کی ہوئے تس
موافق غصہ کرے - اور بادشاہوں کوں سب سے
زیادہ ضرور اور لازم ہے پہچاننا آدمی کا - (سو)
یہ نہایت مشکل ہے جب تائیں بہت طرح کے کاموں
میں کئی کئی طرح سے نہ آزماوے تب تائیں چاہیئے
کہ اُس پر اعتماد نہ کرے - اور اچھے آدمی کا نشان
یہ ہے کہ بے دیانت نہ ہوئے اور سچا ہوئے اور بڑی
ہمت رکھتا ہوئے کیوں کہ جو کوئی بے دیانت ہوگا
اور جھوٹھا اور بے ہمت ہوگا سو پیدا کرنے والے
کے بھی نزدیک زبوں ہوئے گا اور لایق بادشاہوں کی
خدمت کے نہ ہوگا کہ پچھلے بادشاہوں کی حقیقوں
الف۹۹ سے (معلوم ہوتا ہے کہ) | جو آفت اور بلا ملک پر
آئی ہے سو کم ذات اور چھوٹے نوکر اور بے دیانتوں
کے سبب سے آئی ہے - اور طمع کے سبب بھید

بادشاہوں کا اور ملک کا ظاہر کر دیا ہے اور بھلے
کوں برا کر دیا ہے اور برے کوں بھلا کر دیا ہے ۔
اور بھلے آدمی کا نشان یہ ہے کہ ہمیشہ چڑھتے رہیں
کہ جھوٹ اور زبوں باتیں مٹیں اور سچ اور اچھی
باتوں کا رواج ہوئے ۔ اور جو اور کسی کوں دلگیر
دیکھیں تو خوشی نہ ہوں ، بلکہ اس کے غم کے سبب
سے آپ بھی دلگیر ہوں ۔ اور جو کچھ کہیں تس سے
زیادہ کریں ۔ اور ہر ایک سے دوست نہ ہوتا ہوئے
کیوں کہ ہر ایک سے دوستی کرنا یہ نشان کھوٹے
آدمیوں کا ہے ۔ اور سیاناں ہوئے ۔ اور پیدا کرنے
والے سے ۰۰۱۰۰ ہوئے اور بچھل ہوئے اور یہ نہ
چاہیئے کہ باتیں بہت کر جانتا ہوئے ۔ صورت اچھی
ہوئے تس پر اعتماد کرے ۔ بلکہ چاہیئے کہ جسے
بڑھائیے تسے آہستہ آہستہ بڑھائیے اور اس کے حال کے
تائیں دیکھتے جائیے کہ کس طرح گذران کرتا ہے
اور غریبوں سے کیا سلوک کرتا ہے ۔ اور یکبارگی ہی

بڑھا دینے میں لوگوں کی بھی آنکھوں میں بڑا نہیں معلوم
ہوتا ۔ اور آخر کام عام لوگوں سے ہے جو آہستہ آہستہ
بڑھائیے سے اگر وہ چھوٹا بھی آدمی ہوئے تو بھی لوگوں کی
آنکھوں میں بڑا معلوم ہوئے ۔ ۰۰۰۳۰۰۰ یکبارگی ہی
ب۹۹ بڑھاوے میں اس واسطے بھی ملاخطہ | رکھتے ہیں
کہ شاید بد ذات ہوئے اور نیکوں کی صورت مکر کی
راہ سے دولت خواہوں میں اپنے تائیں گن کر اعتباری
ہو جائے ، اور پھر کینے کی راہ سے یا طمع کی راہ
سے ملک کی اور رعیت کی خرابی کرے ۔ اور بادشاہوں
کوں چاہیئے کہ جس میں بارہ باتیں ہوں تس پے
اعتماد کرے اور اُسے بڑھاوے ۔ پہلیں تو بوجھ اور
دوسریں اپنے تائیں پہچانے ، اپنے مرتبے موافق رہے
اور مرتبے سے آگے پاؤ[1] نہ دے ۔ تیسریں بادشاہ کی
فرماں برداری کرے ، اور بادشاہ کی مرضی دیکھتا
رہے ۔ اور چوتھیں یہ جانے کہ بھید کس جگہ کھولا

---

(۱) پاؤ : پاؤں (اس کا املا عام طور پر پانو ملتا ہے) ۔

چاهیئے اور کون سا آدمی اس لایق ہے جس سے
بھید کہا چاهیئے - اور بھید کے تائیں اور آدمیوں
سے نہایت چھپاوے - اور ۱۰۰۰۰ بادشاهی جو امیر ہیں
تن کا دل اچھی باتوں سے اور سلوک سے ہاتھ میں لے - چھٹویں،
اُس کی زبان اُس کے حکم میں ہو، کہ جو بات جہاں جتنی
چاهتی ہوئے تہاں تتنی[1] ہی کہے اور زیادہ نہ کہے -
اور مجلسوں میں چپکا بیٹھا رہے - جب کوئی پوچھے
تب جواب دے - ساتویں، دوستی میں جان و مال
سے دریغ نہ کرتا ہوئے - آٹھویں، جو کام کہ کیا
چاهے تس کی ابتدا اور آخر اُس کام کی جو باتیں ہوں
انھوں کوں عاقبت اندیشی سے نظر میں کر ۳۰۰۰۰ | الف۱۰۰
نیک معامله ہوں، بد معامله نہ ہوں - دسویں، پیسہ جو
حلال سے پیدا ہوتا ہوئے سو لے اور بادشاہ کے
بھی خزانے میں سوائے حلال کے پیسے جمع ہونے کے
اور پیسے پر نظر نہ رکھے - گیارھویں، کاهل نہ ہوئے -

---

(۱) تتنی : اتنی -

بارھیں، جھوٹھا نہ ہوئے - اور بادشاھوں کوں چاھیئے کہ دس آدمیوں پر اعتماد نہ کرے - پہلیں تو وہ کہ جس کسو نے بادشاہ کی درگاہ میں ناحق تصدیع پائی ہوئے اور بہت دنوں تصدیع میں رہا ہوئے دوسریں وہ کہ بادشاہ کے سبب سے آبرو اُس کی اور مال اُس کا گیا ہوئے - تیسریں وہ کہ اپنے منصب سے اور اپنی خدمت سے تغیر ہوا ہوئے اور بہتر اُسے امیدواری اپنے مطلب کی نہ ہوئے - چوتھا وہ کہ طبیعت اس کی فساد اٹھانے پر اور شورش پر ہوئے اور امن چین نہ چاھتا ہوئے - پانچواں وہ گنہ گار کہ جس نے اور گنہ گاروں سے آزار زیادہ پایا ہوئے - اور، اوروں کا گناہ بخشا گیا ہوئے اور وس کا گناہ نہ بخشا گیا ہوئے - اور چھٹوا، خدمت اُن نے بہت کی ہوئے اور فائدہ اسے بہت نہ ہوا ہوئے - ساتویں وہ کہ جس کا دشمن بادشاہ کے وھاں پشیمان نہ ہوئے - آٹھویں وہ کہ بادشاہ کے زیاں میں اُن نے (اپنا زیاں[1]) نہ جانا

---

(۱) اضافہ (کرم خوردہ) -

ہوئے - نویں وہ کہ بادشاہ کی درگاہ میں جسے راہ
نہ ہوئے / اور بادشاہ کے دشمن کے پاس اپنی بزرگی ب۱۰۰
جانتا ہوئے - دسویں ، جس کسو سے اس کا آجان
بھی نقصان ہووے اور وہ اس کی بدی سے ضرر کی
فکر میں رہے اور کسو طرح سے بات اس کے دل سے
نہ نکلے - بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کوئی پانچ
باتوں میں کوشش کرے تسے مضائقہ نہ جانیے - ایک
تو اپنے مرتبے کے بڑھنے میں خواہش رکھتا ہوئے -
دوسریں ، جو کام اسے کہیئے اور ان نے اس کام میں
کچھ ضرر دیکھا ہوئے اور پہلیں ہیں سے اُس کی تدبیر
کرے - اور تیسریں اپنے مال سے نفع پیدا کرلیتا
ہوئے - اور چوتھیں جس جگہ اسے آفت معلوم ہوئے
تہاں سے بچ نکلے - پانچویں ، آپ اندیشے کی راہ سے
ہر ایک کام میں ملاخطہ رکھتا ہوئے - بزرگوں
(نے) کہا ہے جس نوکر کوں بد ذات اور سفلہ جانیے
تسے ڈر میں اور امیدواری میں رکھیئے - ڈر میں تو

اس واسطے کہ اگر ڈر اس کا جاتا رہے تو خاطر جمع
سے بد خواہی کی باتیں کرے اور امیدواری میں اس
واسطے رکھیئے۔ کہ وے نوکری چھوڑ کر دشمن کے
جائیے اور ہزار فساد اٹھاویں ؛ لیکن اتناں مال اور
اسباب نہ دیجئے کہ مغروری سے کچھ کر سکے ۔ بادشاہ
کے تائیں اس برابر اور خطر نہیں کہ وزیر جس کا
الف۱۰۱ اپنے تائیں بے عیب جانتا (ہوئے) / بہت رکھتا ہوئے ،
تھوڑا کرتا ہوئے ، کیوں کہ یہ بڑا عیب ہے کہ جو
کوئی اپنے تائیں بے عیب جانے ۔ اور اپناں عیب جانتا
ہوئے تو اس کے دور کرنے کی بھی تلاش میں ہوئے
اور جو عیب ہی نہ جانتا ہوے تو دور کا ہے کوں
کرے ۔ اور دنیا میں چار طرح کے آدمی ہوتے ہیں ۔
ایک تو وہ کہ نہ کہے ، نہ کرے ۔ یہ طرح بدذاتوں
کی ہے ، کیوں کہ اگر نہ کرے اور کہے تو اس میں
تھوڑی بہت خاطر جمع ہوتی ہے ۔ دوسری یہ کہ کرے
اور کہے نہیں ، یہ کام جواں مردوں کا ہے ۔ تیسریں

یہ کہ جو کہے سو کرے، یہ راہ ساہوکاروں
کی ہے - چوتھیں کہ کہیں اور کریں نہیں، یہ کام
بے ہمتوں کا ہے - یسے اس درخت کی مثال ہیں کہ
جس میں پھل نہ ہوئے اور سوائے جلاونے کے اور
کام نہیں آوتا - سیانوں نے کہا ہے کہ چھ بستوں
سے فائدہ نہیں ہوتا - پہلیں تو وہ کہ جو بات کہنے
میں آوے اور کرنے میں نہ آوے - اور اپناں مال
جو اپنے قابو میں نہ ہوئے - اور آشنا جو آزمایا
نہ ہوئے - اور جو بات کہ (جانی بوجھی) اور
آزمائی نہ ہوئے - اور زندگانی کا بے صحبت داناؤں
کے گذری ہو - جو بادشاہ کہ عادل ہو اور وزیر
اوسکا بدنیت ہوئے کہ وہ رعیت پر ستم کرتا ہوئے
اور اسکے ڈر سے کوئی بادشاہ سے عرض نہ کرسکتا
ہوئے | تو وہ وس کی مثال ہے کہ جیسے دہ[1] ہے ب۱۰۱
کہ پانی اس کا ۰۰۱۰۰ ہو اور صاف ہو لیکن ایک مگر

---

(۱) دہ: تالاب -

اُس میں ایسا ہو کہ جس کے ڈر سے کوئی پانی نہ پی سکے - حکیموں نے کہا ہے کہ جس میں یہ پانچ باتیں ہوں تسے جانیے کہ احمق ہے - ایک تو یہ کہ اپناں نفع پرائے زیاں میں آ ٹکلے[1] - دوسریں وہ کہ غفلت سے گذران کرے اور رضامندی پیدا کرنے والے کی نہ چاہے - کیوں کہ جب غفلت ہوئے تب بندگی کہاں سے ہوگی - اور جد بندگی نہ ہوگی تو وہ راضی کہاں سے رہے گا - تیسریں یہ کہ بغیر محنت بڑا کام کیا چاہے - چوتھیں یہ کہ اوروں سے آپ بے وفائی کرے، آپ ان سے اخلاص اور وفا چاہے - پانچویں، غصے سے اور سخت کہنے سے عورتوں کے ساتھ عاشقی کیا چاہے اور پھر اُن سے محبت چاہے - اور بادشاہوں کوں حیا لازم ہے کہ دنیا کا بندوبست حیا ھی سے ہے - اور بادشاہ سردار عالم کا ہے تو چاہیئے کہ بادشاہ میں سب سے حیا زیادہ ہوئے،

---

(۱) اٹکلنا: پہچاننا -

کیوں کہ جس میں حیا ہوگی سو سپاہی بھی اچھا
ہوگا اور جھوٹھ بھی نہ بولتا ہوگا اور سخی بھی ہوگا ،
کیوں کہ اس بات سے شرم رکھے گا کہ اس کے
دروازے سے کوئی محروم جائے ، اس واسطے ۰۰۲۰۰ | الف۱۰۲
۰۰۲۰۰ ہے کہ جس میں حیا ہوئے سے بادشاہ دوست
رکھیں ، اور جس میں حیا نہ ہوئے سے دور رکھیں -
اور بادشاہوں کے تائیں ہمت بڑی چاہیئے - جو کچھ
کہ دنیا کے کام ہیں سو ہمت ہی سے راست آوتے ہیں۔
اور بڑی ہمت والا کوں دنیا کے بھی آدمی دوست
رکھتے ہیں اور پیدا کرنے والا بھی دوست رکھتا
ہے ، کیوں کہ جس کی ہمت بڑی ہوتی ہے اور وہ
بڑے کام اٹھاوتا ہے تو وے راست بھی آوتے ہیں -
اس واسطے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی ہمت والوں کوں
پیدا کرنے والا بھی دوست رکھتا ہے[1] - پس بادشاہوں

---

(۱) اسکے بعد « کیوں کہ جس کی بڑی ہمت ہوتی ہے »
جملہ لکھ کر قلمزد کر دیا گیا ہے -

کوں لازم ہے جو کچھ کر جیتناں ملك مال ان کا بڑھتا
جائے تِتناں زیادہ ھی چاھتے جائے ، قناعت نہ کریں ۔
اور بادشاھوں کے تائیں یہ لازم ہے جس بات کا قصد
کریں تس کا پورا ھی کریں ۔ اور اپنی بات پے ثابت
قدم رھیں کہ جو کوئی کسو طرح سے منع کرے یا کسو
طرح کی سختی آگوں آوے تو چاھیئے کہ ڈگے نہیں ۔
لیکن چاھیئے کہ جو بات کیا چاھے تِسے پہلیں (اچھی
طرح) بچار لے تو چاھیئے کہ پھیر اُس سے نہ ڈگے ۔
ب۱۰۲ اور جو بات | کہ مہہ سے نکالے تو جب تائیں کہ بس
آوے تب تائیں مخالف اس بات کے مہہ سے نہ نکالے ۔
داناؤں نے کہا ہے کہ نیو بادشاھی کی قایم رھنے کی
اپنی بات پر ثابت رھنا ہے ، کیوں کہ جب خاوند اپنی بات
پر قایم ھوتا ہے تب نوکروں کی بھی خاطر جمع ھوتی
ہے اور خاطر جمع سے کام کرتے ھیں ۔ اور یہ بات
ظاھر ہے کہ جو کام خاطر جمع سے ھو گا سو اچھا
ھی ھو گا ۔ اور جب خاوند قایم اپنی بات پر نہ ھو

تب نوکر ہمیشہ وسواس ہی میں رہے اور کام ان سے
کچھ نہیں بن آوے - داناؤں نے کہا ہے کہ آدمی کے
تائیں یہ بڑا عیب ہے کہ جو بات کہے یا کرے اور
پھیر اس پر قابو نہ رہے - جس میں بادشاہوں
کوں اور سرداروں کوں نہایت زبوں ہے ، کیوں کہ
اس میں تین باتیں معلوم ہوتی ہیں : یا نامردی یا بے
وقوفی یا دغا بازی کہ جس سردار میں ان تینوں بات
میں کی ایک بھی بات ہوئے سو خراب ہوئے - اور
بادشاہوں کوں سعی کرنا اور کوشش کرنا اور محنت
کی برداشت کرنا ہر ایک کام میں لازم ہے - سکندر نے
داناؤں سے پوچھا کہ بادشاہی بڑھنے کا اور جانے
کا دنیا میں بڑا سبب (کیا ہے) ؟ - داناؤں نے جواب الف۱۰۳
دیا کہ بادشاہی کے بڑھنے کا سبب عالی ہمتی سے
ثابت قدم ہوکر کام بادشاہی میں اور ملک گیری میں
سعی اور محنت کرنا - اور بادشاہی جانے کا سبب
کام بادشاہی میں اور دشمن کے مغلوب کرنے میں عیش

و عشرت کے سبب سے راتوں کے جاگنے اور دن کے
سونے سے کاہلی اور بے ہمتی کرنا ۔ اور بادشاہوں
کوں نہایت ضرور اور لازم ہے کہ جس سے اِس
جہان میں بھی بھلا ہوئے اور اُس جہان میں بھی بھلا
ہو اور نیک نامی ہوئے ، سو عدل و انصاف ہے کہ
کوئی ثواب انصاف کوں نہیں پہنچتا ۔ اور کوئی سبب
رعیت کی آبادانی[1] کا انصاف برابر نہیں ۔ اور ویرانی
کا بے انصافی برابر نہیں بلکہ بادشاہِ عادل کی نیت کا
اثر جنس کے پیدا ہونے پر بھی ہے ۔ نقل بادشاہ
بہرام کی ہے کہ ایک روز شکار میں فوج سے جدا
ہوکر ایک باغ میں گیا اور گرمی اور پیاس کے سبب
باغبان کے تائیں کہتورا دیا کہ تو انار کا رس دے ۔
باغبان نے ایک ہی انار میں کہتورا بھر بادشاہ کوں
دیا ۔ بادشاہ نے باغبان کے تائیں پوچھا کہ برس روز
میں اس باغ کا کیا حاصل ہوتا ہے ۔ باغبان نے کہا

---

(۱) آبادانی : آبادی ۔

تین سے درم - (بادشاہ) نے پوچھا کہ بادشاہ کے
یہاں محصول کتنا لگتا ہے - / باغبان نے کہا کہ ہمارا ب۱۰۳
بادشاہ سر درختے کا محصول نہیں (لیتا)، زراعت
ہی کا محصول لیتا ہے - بادشاہ نے اپنے دل میں کہا
کہ ملك میں باغ بہت ہیں جو ان سے محصول لیجئے
تو پیسہ بہت آوے - کچھ بار[1] پچھیں کٹورا پھر باغبان
کو دیا کہ رس لیاؤ - باغبان بڑی بار پچھیں آیا،
کٹورا لیایا - بادشاہ نے پوچھا کہ دیر آونے کا اور
تھوڑا لیاونے کا کیا سبب؟ باغبان نے کہا کہ معلوم
ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کی نیت پھر گئی، کیوں
کہ بہت انار میں نے توڑے اور رس تھوڑا ہی نکلا -
بادشاہ بہت پچھتایا اور توبہ کی دل میں اور باغبان
کوں پھر کٹورا دیا کہ رس لیاؤ - باغبان نے ایك
ہی انار نچوڑا سو کٹورا بھر گیا - باغبان خوش ہوکر
آیا اور کہا کہ ہمارے بادشاہ کی نیت پھر ثابت ہوئی -

---

(۱) بار : دیر -

بادشاہ یہ سن کر خوش ہوا اور پھیر شہر کوں آیا اور
پھیر ایسی نیت نہ کی - اور عدالت کے یے معنی ہیں
کہ سب کے تائیں برابر رکھنے - اور سب کوں برابر
رکھنے کے یے معنی ہیں کہ جو کوئی جس قدر کا
ہو تس کوں وسی قدر موافق رکھنے - جیوں اس
جہان کی پیدائش کی چار بست کہنب[1] ہیں: آگ،
ف ۱۰٤ باؤ[2]، پانی اور خاک - ان (چاروں | بستوں[3]) میں ضد
ہے لیکن پیدا کرنے والے نے اس عدل سے رکھے ہیں
کہ کوئی کسو سے غالب نہیں اور ہر ایک اپنے مرتبے
پے اور ۰۰۱۰۰ قایم ہے - تیوہیں بادشاہی کے
چارستون ہیں: امیر اور سپاہ کہ یے مانند آگ کے
ہیں - دوسریں، وزیر اور پڑھے اور دانا لوگ، یہ
مانند باؤ کے ہیں - تیسریں، سوداگر اور ساہوکار،
یے مانند پانی کے ہیں - چوتھیں، رعیت اور

---

(۱) کہنب: ستون (۲) باؤ (و ایو): ہوا (۳) اضافہ،
کرم خوردہ -

جاتا[1] ، بے مانند خاک ہیں ۔ چاہیئے کہ ان چار و
کوں ایسے رکھیئے کہ کوئی کسی پے غلبہ نہ کرنے
پاوے ۔ اور دوسریں معنی یے ہیں کہ کوئی کسی
پے فریادی ہوئے تو آپ کوں اور کیا بادشاہزادے
یا اور امیر اور فقیر اور رعیت کوں ترازو عدل کی
پیے برابر تولیے ۔ اور چھوٹے بڑے کی رعایت نہ
کرے ۔ جو کچھ حق ہو سوئی کرے ۔ اور تحقیقات
کوں بہت سی کوشش کرے ۔ اکثر قضیہ جھوٹھے
ہوتے ہیں اور سچ معلوم ہوتے ہیں ۔ اور شاہد
بھی جھوٹھے بن جاتے ہیں ۔ تو چاہیئے کہ اپنی
عقل کے غور سے اور اتفاق اور داناؤں کے سے اور
بے غرض لوگوں کے پوچھنے (سے بھید) کام کے
کوں بھلی طرح معلوم کرے ، تو مکر فریب کی بات / ب۱۰۴
چھپی نہ رہے ۔ اور جو کچھ حق جانے سو کرے ۔
اور بموجب اپنے مذہب کی کتاب کے اور مصلحت

---

(۱) جوتا (بروزن کھوتا) : جوتنے والا ، کسان ۔

داناؤں کی، گناھگار کوں سزا دے - اور مارتے آدمی کوں جب تائیں بسائے[1] تب تائیں دلیری نہ کرے اور احتیاط بہت رکھے کہ جو کوئی بڑے نوکر ہوں اور کسو پے ظلم کرتے ہوں تو ایسا نہ ہوئے کہ کوئی اُن کی فریاد اس کے آگوں نہ کرسکے - اور جو ایسا نہ کرے تو دنیا میں بدنامی ہوئے اور عاقبت میں بھی اس کا بدلہ بھلا نہ ہوئے - اور بادشاھوں کے تائیں سخاوت اور احسان کرنا ضرور ہے - سکندر بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ وہ ہنر کون سا ہے جو سب عیبوں کوں ڈھانپے - ارسطو حکیم جو وزیر تھا تِن نے کہا کہ سخی پنا - پھر پوچھا کہ وہ عیب کون سا ہے جو سب ہنروں کوں ڈھانپے، تب ان نے کہا کہ نحس پنا[2] - پھر ان نے پوچھا، کہ وہ بات کون سی ہے کہ - دونو جہانوں میں بھلی ہے - تب ان نے کہا کہ دیناں اور احسان کرنا، کیوں کہ کوئی مذھب

---

(۱) بسائے : بس آئے (۲) نحس پنا : منحوسیت، بخل -

ایسا نہیں کہ جس میں دینے کے تائیں بھلا نہیں
کہتے ۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اُس کی
راہ پر دے تو وہ بھی حاتم آوتا ہے اور جہان میں
یہ کہ جو کوئی ایسے کوں عزیز رکھے سو لوگوں
کی نظروں میں خوار رہے ۔ اور جس کسو کی نظروں
میں (پیسا) خوار ہوئے | (تو اور) لوگ عزیز رکھیں الف۱۰۵
اور بڑا جانے ۔ اور آدمی کے دل کوں شکار کرنے
کوں احسان برابر اور جال نہیں ۔ اور بادشاہوں کے
تائیں لازم ہے کہ جھوٹ نہ بولیں اور جو وعدہ کریں
تسے پورا ہی کریں ، کیوں کہ جھوٹ بولنے میں سبک
و بے اعتبار ہو جاتا ہے ۔ اور جو بادشاہ لوگوں کی
نظروں میں سبک پڑ جائے اور دھاک اُس کا اٹھ جانے
تو یہ یقین ہے کہ بادشاہی اُس کی میں خلل پڑے ۔
اور عالم کے لوگ ڈر سوں اور امید سوں سردار سے
رجوع رہتے ہیں ۔ اور جب سردار کا وعدہ جھوٹھا
ہو جاوے تو سردار غصے سے ان کے نقصان کوں کہے

اور مہربانی سے ان کے نفع کوں کہے، تس کوں
اعتبار نہ کریں ۔ اور اس بات میں بادشاہی کا نقصان
ہے ۔ اور بادشاہوں کوں سپاہگری اور غیرت کرناں
ضرور ہے کہ پیدا کرنے والا بھی سپاہی کوں دوست
رکھتا ہے، کیوں کہ نامرد کے تائیں آسرا اپنے بھاگنے
کا ہوتا ہے اور سپاہی کوں آسرا ایک پیدا کرنے
والے ہی کا ہوتا ہے ۔ تو جو کوئی جس کسو کا آسرا
رکھے تو وہ اسے چاہے ہی ۔ اور یہی سبب ہے کہ
نامرد اِس پے نظر نہیں رکھتے تو لڑائی میں اکثر
مر جاتے ہیں اور سپاہی بہت فتح پاوتے ہیں ۔ ۱۰۰
دنیا میں بڑی بستیں ہیں کہ تو اچھی طرح جیوناں،
(اور اچھی[1]) طرح مرناں ۔ سو یے دونوں باتیں
سپاہگری ہی میں | ہیں ۔ کیوں کہ دنیا کا مرتبہ اور ب۱۰۵
ملکوں کا لینا اور بڑا نانو (سپاہگری[2]) ہی میں ہوتا
ہے ۔ اور جو سپاہی اچھی طرح لڑائی میں رہے تو

---

(۱) (۲) : اضافہ، کرم خوردہ ۔

اس برابر آبرو و نانو جو ہمیشہ رہے سو اور کسو طرح
کے مرنے میں نہیں ۔ دانا لوگوں نے ایسے آٹھ باتیں
کہی ہیں : ایک تو یہ کہ بڈھے کوں جو عقل نہ ہو
سو ایسا ہے کہ جیسا بغیر پانی کا کُوا ۔ اور جوان
بے ادب ہوئے سو ایسا ہے کہ بِن جُوت کی آنکھ ۔
اور جو پڑھا اور اُس پر عمل نہ رکھتا ہوئے سو ایسا
ہوئے جیسے بغیر لگام کا گھوڑا ۔ اور دولت مند جو
کسی پر احسان نہ کرتا ہو تو وہ ایسا ہے جیسا بِن پھل
کا درخت ۔ اور جو خوبصورت کہ حیا نہ رکھتا ہو
سو ایسا ہے جیسا بِن لون کا کھانا ۔ اور جس بادشاہ
کِیں کہ انصاف نہ ہو سو ایسا ہے کہ جیسا بِن مِیہ کا
بادل ۔ اور جو کوئی کہ ملک لیا چاہے اور سپاہی نہ
ہو سو ایسا ہے جیسا بِن پونجی کا سوداگر ۔ اور
غرض اس بات کی یہی کہ ملک سپاہگری ہی سے ہاتھ
آوتا ہے ۔ سکندر بادشاہ سے پوچھا کہ بادشاہ جو
سپاہی تس کی نشانی کیا ہے ۔ تب سکندر نے کہا کہ

یہ نہ پوچھے دشمن کی کیتی جمعیت ہے بلکہ یہ پوچھے
کہ کہاں ہے۔ نوشیرواں نے وزیر سے پوچھا کہ
سپاھگری کیا ہے۔ تب وزیر نے کہا کہ دل کی قوت۔
تب بادشاہ نے پوچھا کہ ھاتوں کی قوت کیوں نہیں کہتا
کیوں کہ کام ھاتھوں سے ہے۔ تب وزیر نے کہا
الف۱۰۶ کہ دل میں قوت نہیں ہوتی تو ۰۰۰۳۰۰۰ | ۰۰۱۰۰ جاتا
رہتا ہے۔ رستم کا ضابطہ تھا کہ جدھر دشمن کی فوج
زیادہ ہوتی تدھر ھی کوں پیٹھتا۔ لوگوں نے پوچھا کہ
تو اپنی جان کا صرفہ کیوں نہیں کرتا۔ رستم نے کہا
کہ جب اجل آوتی ہے تب نہ گھر میں بچے نہ لڑائی میں
فوج کے پچھیں کھڑیں ہوویں بچے۔ اور جو اجل نہیں
ہے تو کوئی مار نہیں سکتا۔ یہ نپٹ نادانی ہے کہ
جس بات کا بچاؤ نہ ہوے تس سے (بچیئے)۔ یہ
لڑائی ھی سو کسوٹی ہے آدمیوں کی تو چاھیئے کہ
سپاھی ہو سو اپنے تائیں کھوٹ نامردی کا کاہے کوں
لگاوے۔ اور غیرت تین طرح کی ہوتی ہے: ایک

غیرت اپنے ۰۰۱۰۰ کوں سے ہی چاہیئے کہ یہ غیرت
دل میں رکھے کہ ملك اور دولت سے اور نوکروں
سے اور سپاھگری سے اور انصاف سے اور اچھی باتوں
سے، کوئی اس سے زیادہ نہ ھوے ۔ اور دوسری غیرت
ستر کی ھے کہ چاہیئے اس کی سب طرح خبرداری اور
احتیاط زیادہ رکھے ۔ اور تیسری غیرت نوکروں کی
ھے اور رعیت کی ھے کہ چاہیئے روادار اس بات کا
نہ ہوے کہ اس کے نوکروں کوں یا رعیت کوں کوئی
برا کہے یا بے آبرو کرے ۔ اور چاہیئے کہ اپنے
نوکروں کا اور رعیت کا عیب باھر نہ کرے اور کسی
کوں بھی نہ ظاھر کرنے دے ۔ اور جو کوئی ۰۰۲۰۰
اس کی آوے تو چاہیئے کہ اپنے ۰۰۱۰۰ اُس پر آفت | ب۱۰۶
نہ آنے دے کہ یہ بڑی غیرت ھے ۔ اور بادشاھوں
کوں خبرداری احوال نوکروں کے کی اور رعیت کی
ضرور ھے ۔ اس واسطے چاہیئے کہ ھرکارے معتبر اور
بے غرض مقرر کرے کہ وے ھر ایك جگہ کی خبر

چھپی پہچاوتے رہیں - تو بادشاہ جس جگہ خلل دیکھے
وس کی تدبیر پہلیں ہیں کرے کہ پہلیں تدبیر ہر ایک
کی آسان ہوتی ہے - اور اگلے بادشاہ کپڑے بدل کر
راتوں کوں نکلتے اور خبر لیتے - سو اس بات میں
بادشاہوں کوں خطر بھی ہے - اس واسطے سیانوں
نے ہرکارے ہی مقرر کیئے ہیں - ہرکاروں کے
تائیں ان کی احتیاج موافق دے کہ وے محتاج نہ ہوں
کہ کسی سے رشوت لیں - اور کوئی اُن کوں مقرب
مصاحب بھی نہ جانے - اور ان ہرکاروں کوں یہ
پروانگی ہو کہ جس وقت چاہیں تس وقت خبر کہہ
جاویں، کوں کہ بہت خبریں ایسیں ہوتیں ہیں کہ جنھوں
کو ڈھیل نہیں چاہیئے - لیکن امیروں سے و نوکروں
سے اکثر خبریں کہنا رہے کہ تو وے یہ جانے کہ بادشاہ
کوں خبریں سب پہچتی ہیں تو وے ڈر کے کام واجبی
ہی کریں - اور سکندر کہتا تھا کہ میری بادشاہی جو
اتنی بڑی ہوئی ہے سو تیں آدمیوں کے سبب سے، کہ

ایک تو میں ایسا عامل رکھتا ہوں کہ نہ میرا مال رعیت
(کوں دیتا ہے[1]) | اور نہ رعیت کا مال مجھے دیتا الف۱۰۷
ہے - اور ایک عدالت کا داروغہ ایسا رکھتا ہوں کہ
انصاف بے غرض کرتا ہے - اور اِن سے زیادہ کام
کا آدمی ایک خبردار رکھتا ہوں کہ خبر جیوں کی
تیوں پہچاوے - لیکن بادشاہوں کوں لازم ہے کہ
ان خبروں میں جس سے نقصان بادشاہی کا جانے
قس کی تدبیر کرے - اور ہر ایک بات پر نگاہ نہ
کرے کہ دنیا میں کم زیادہ بات چلی ہی جاتی ہے کہ
بادشاہ جو ہے سو پیدا کرنے والے کا سایہ ہے - جیوں
وہ سب کچھ جانتا ہے اور تغافل کرتا ہے تیوں
چاہیئے کہ اپنے آس پاس کے بادشاہوں کے تائیں
اور نہ بنے تو قلعوں میں بھی دو دو چار چار آدمی
اعتباری نوکروں سے کہے کہ وہاں نوکر جا رہیں
کہ اگر ان سے بگاڑ ہو تو وے ہرکارگی[2] کے کام

---

(۱) اضافہ، کرم خوردہ (۲) ہرکارگی: ہرکارے کی خدمت ؛

آنیں ۔ کیوں کہ جو کوئی پانچ سات برس کے نوکر
ہوتے ہیں تو ان سے کوئی بات بھید کی چھپتی نہیں
اور ان کا کوئی وسواس نہیں کرتا ۔ اور بادشاہوں
کوں بندوبست کے واسطے اور ضبط کے واسطے موافق
گناہ کے اور لایق آدمی کے سزا دینے اور تنبیہ
کرناں بھی لازم ہے، کہ ان بغیر بھی بادشاہی نہیں
ب۱۰۷ رھتی ۔ بادشاہ نے افلاطون سے پوچھا | کہ تنبیہ کرنا
کن لوگوں کوں لازم ہے ۔ افلاطو (ں) نے کہا کہ
دنیا میں پانچ طرح کے آدمی ہیں : ایک تو وے کہ
آپ بھی نیک ذات ہیں اور ان سے خلق کے تائیں
نیکی پہچتی ہے، تو انہیں چاھیئے کہ اپنی صحبت میں رکھے ۔
دوسرے، وے کہ آپ تو نیک ذات ہیں لیکن ان سے
کسو اور کوں نیکی نہیں پہچتی ۔ انہیں چاھیئے دوست
رکھے اور اس بات پر ان کوں لیاوے کہ ان سے
اوروں کوں نیکی پہچے ۔ تیسریں، وے کہ نہ نیک ہیں
نہ بد ہیں، نہ ان سے کسو کوں نفع ہے نہ ضرر ہے ۔

تو چاهیئے انہیں مہربانی سے اور دهشت سے نیکی پر
لہاوے - چوتھے، وے ہیں کہ بد ہیں لیکن ان سے
بدی کسو کوں نہیں پہچتی - اُنہیں چاهیئے خوار
رکھے کہ وے بدی چھوڑ دیں - پانچویں وے ہیں کہ
بد ہیں اور ان سے لوگوں کوں بدی پہچتی ہے، اُنہیں
چاهیئے تنبیہ کرے، زبوں کہنے سو، وعدے سے،
نقصان کرنے سے، آخر مارنے سے، نہایت، قید کرنے
سے - اور افلاطون نے کہا کہ بادشاہ کوں چاهیئے
سات طرح کے آدمی اپنے حضور میں نہ آونے دے -
ایک تو حسد والوں کوں یعنی کسو کا بھلا نہ چاهتا
ہوئے کہ ایسا آدمی نہایت زبوں ہے / اور اس بیماری الف۱۰۸
کوں کوئی دوا ہی نہیں - اور دوسریں نحس اور بخیل
اور سفلہ کم ہمت کہ ان دونوں سے بدتر ہے - کیوں
کہ نحس تو اسے کہتے ہیں جو کسی کوں کچھ نہ
دے، نہیں آپ کھائے - اور بخیل اُسے کہتے ہیں جو
آپ کھائے (نہ) اور کوں دے اور سفلہ وہ کہ نہ

کھائے، نہ دے اور جو کوئی اور کسو کوں دے تو
وہ نہ دینے دے۔ اور ان آدمیوں کی صحبت کے اثر
سے اس جہان میں بھی زبوں ہے اور اس جہان میں
بھی بھلائی ہاتھ نہیں آوتی۔ اور چوتھیں جو ہیں سو
چغل خور کہ جھوٹھ سچ ہر ایک کی زبوں بات کہا
کریں کہ ان باتوں کے سننے سے بادشاہ کا مزاج
نوکروں سے پھر جائے تو بادشاہی میں فساد اٹھے۔
پانچویں، جو حقدار کا حق نہ پہچانتے ہوں۔ کیوں کہ
جو کوئی ما باپ کا یا استاد کا یا آشنا کا یا جس کا
تھوڑا بہت احسان ہو تس کا حق نہ پہچانتا ہوئے تو
بادشاہ کا حق کیا پہچانے گا۔ چھٹویں، جھوٹھا کہ ایسا
آدمی چھوٹے اور بڑے سب کے حضور بے اعتبار
ہوتا ہے کہ ان سے صحبت بادشاہوں کی سبک ہوتی ہے
اور اکثر فساد بھی اٹھتا ہے۔ اور ساتویں، بہت باتیں
کرنے والے کہ بہت باتیں کرنے والا آدمی بے وقوف
ب۱۰۸ ہوتا ہے / یا جنونی ہوتا ہے۔ کیوں کہ بہت باتوں

میں سب اچھی ہی نہیں ہوتیں بلکہ زبوں بھی ہوتیں ہیں اور بے فائدہ بھی ہوتیں ہیں - اور بادشاہوں کوں نہ بے وقوف ہی کی صحبت چاہیئے نہ زبوں ہیں کی صحبت چاہیئے - داناؤں نے کہا ہے کہ بادشاہی کے چار کھنبہ[1] ہیں: ایک تو امیر کہ بادشاہ کی اور رعیت کی اور بادشاہ کے ملک کی دشمنوں سے محافظت کرے - دوسریں، وزیر کہ بادشاہ کے نوکروں سے کام لیں اور جگہ کا پیسہ جمع کریں اور جگہ سر خرچ کریں - تیسریں، حاکم خلق کے احوال کوں اچھی طرح تحقیق کرے اور زورآوروں سے کم زوروں کی داد لیوے . اور گنہگار کوں سزا دیں - چوتھیں، خبر والے کہ نوکروں کی اور رعیت کی بادشاہ کے تائیں خبر پہچانویں اس واسطے تربیت اِن چاروں کی بادشاہوں کوں لازم ہے - تو چاہیئے کہ ان پر مہربانگی رکھے - اور جو کچھ کہ اُنہیں ضرور ہو

---

(۱) کھنبہ (کھنب): ستون -

تس سے محتاج نہ کرے اور جو کچھ کہ انہیں کام
فرماویں اور کام میں بُجرا[1] کر دکھلاویں تو چاہیئے
کہ موافق بُجرا کے بدلہ دیویں کہ سب کا دل بڑھے -
اور جو کوئی تغافل کرے تو پہلیں نصیحت سے خبردار
الف۱۰۹ کرے پھر آخر کوں | نصیحت کرنے سے سزادے -
اور ان کا عیب کسو سے نہ کہے - اور ان کی شادی
میں خوشحالی[2] جتاوے - اور اُن کے غم میں دلگیری
ظاہر کرے - اور اس بات کی احتیاط رکھے کہ
کسی طرح ان کی بزرگی میں کمی نہ ہوئے - اور
کوئی بھی کام بادشاہی کے، بغیر مصلحت اُن کے نہ
ہوئے - لیکن اتنا بھی اختیار نہ دے سو آپ بھی بے
اختیار ہو جائے - اور سلوک میں اور اختیار میں اور
بڑائی میں اور رعایت میں ایسی طرح رکھے کہ کم نہ
کرنا پڑے، کیوں کہ زیادہ کرنے میں نوکر سے نوکری
اچھی طرح ہوتی ہے اور کم کرنے میں نہیں ہوتی -

---

(۱) بجرا : حساب میں لگانا (۲) خوشحالی : خوشی -

اور ہر ایک کے تائیں اپنے مرتبے میں اچھی طرح
رکھے کہ کوئی کسی کی اِرکھا[1] نہ کرے - اور جو
ان میں آپس میں آزردگی معلوم ہوئے تو شتاب اُس
آزردگی کوں دور کرے، کیوں کہ اکثر بادشاہیں
امیروں کے اور وزیروں کے آپس کے بگاڑ کے
سبب گئی ہیں - اور جس پے مہر بانی ہوئے تس
پے شتاب اعتراضی[2] نہ کرے - اور جس پے اعتراضی کی
ہو تس پے شتاب مہر بانی نہ کرے کہ اس میں بادشاہ کی
قائم مزاجی معلوم ہوتی ہے - اور ایک آدمی کوں | ب۱۰۹
دو کام نہ فرماوے کہ دونوں کا اچھا بننا مشکل ہیں[3] -
اور دو آدمی کوں ایک کام نہ فرماوے کہ شرکت میں
کام خراب جاتا ہے - اور ایلچی کہیں بھیجے تو
چاہیئے کہ دانا ہوئے اور اعتباری ہوئے اور بات بنانے
میں وقوف زیادہ رکھتا ہوئے اور صاحب ہمت ہوئے

---

(۱) ایرکھا (ایرشا) : حسد (۲) اعتراضی : اعتراض (۳) ہیں
بجائے ہے - یہاں جمع کی بجائے « ہے » کی انثی شکل ہے -

اور بد صورت بھی نہ ہوئے اور علم زیادہ رکھتا ہوئے
کہ ایلچی سے بھیجنے والے کا وقوف معلوم ہوتا ہے۔
اور جہاں کوں ایلچی بھیجئے تہاں ہیں کے لایق وہاں کا
واقف کار بھیجئے۔ اور ایلچی جس کام کوں بھیجئے
تس کام کے بھید سے سب طرح واقف کر دیجے تو پھیر
کسی طرح چُو کے نہیں۔ اور بادشاہوں کوں جیوں
غور و پرداخت امیروں کی لازم ہے تیوں ریزہ[1] سپاہیوں کی
بھی لازم ہے، کیوں کہ سوئی کا کام نیزے سے نہیں
آوتا۔ اور ان سے بھی چار فائدے ہیں: ایک تو
قوت اور تیج[2] بادشاہ کا، دوسریں دفع کرنا دشمن کا،
تیسریں آمنیت[3] رعیت کی، چوتھیں دفع کرنا چوروں کا
اور آمنیت راہ کی۔ تس سے بادشاہوں کوں ان کی
رعایت کے واسطے پانچ باتیں لازم ہیں: پہلیں تو یہ کہ
سب پر مہربانی کرے اور سب کے تائیں پہچانے کہ
الف۱۱۰ اس پہچاننے سے دو فائدے ہیں۔ ایک تو بھلائی |

---

(۱) ریزہ: چھوٹا (۲) تیج: جلال (۳) امنیت: حفاظت۔

و برائی نوکر کی معلوم ہوتی ہے اور دوسریں نوکر جو یہ جانے کہ مجھے خاوند[1] پہچانتا ہے تو اوسے کام میں شرم ہوتی ہے - اور دوسریں ، یہ کہ گھوڑے اور ہتھیار انھوں کے اچھے رہیں - اور پیادے ہوں تو پیادگی کا ساز اچھا رہے - اور تیسریں ، ہر ایک کے تاتیں اپنے مرتبے سے کم زیادہ نہ ہونے دے - چوتھیں ، جس کسو سے کام بَن آوے تسے سرفراز کرے - لیکن لوگ ایسے رکھے کہ جن میں یے پانچ باتیں ہوں : ایک تو یہ کہ بادشاہ کے حکم میں ہوں - دوسریں ، یہ کہ بادشاہ کوں دل سے چاہتے ہوں - تیسریں ، آپس میں بھی اتفاق رکھتے ہوں - چوتھیں ، لڑائی میں دل چلاوتے ہوں - پانچویں ، اشراف ہوں - اور وزیر اور متصدی[2] ملک کی زینت ہیں اور کام بادشاہی کے اِن سے سدھرتے ہیں - تس سے چاہیئے کہ بادشاہ اِن پے مہربانی فرماوتا رہے تو سب کوئی ان کوں

---

(۱) خاوند : مالک ، آقا (۲) متصدی : پیشکار ، دیوان -

معتبر جانے اور بادشاهی کام میں ان کی مصلحت اور
ان کا کہنا چاہیے، اور ملك کے اور مالی کام میں بغیر
ان کے پوچھیں کسی کا کہا نہ مانے، کیوں کہ وزیر
جو ہے سو صاحبِ قلم ہے اور امرا جو ہیں سو صاحبِ
ب۱۱۰ شمشیر ہیں۔ تو شمشیر سے دشمن ہی کا کام ہوتا ہے، /
اور قلم سے دشمن کا بھی کام ہوتا ہے اور دوست کا
بھی کام ہوتا ہے۔ اور صاحب شمشیر سے بغیٰ[1] بھی
بن آوتی ہے اور صاحب قلم سے بغی نہیں بن آوتی ہے۔
تس سے ان کا اختیار اور اعزاز رکھنا ضرور ہے۔
اور سکندر بادشاہ جب ہندوستان میں ملك گیری کوں
آیا اور ارسطو کوں ولایت ہی میں چھوڑا، تب
ارسطو کوں پوچھا کہ اُدھر میں جاتا ہوں، وہاں
میرے دوست اور دشمن بہت اٹھیں گے، انہوں سے میں
کیا سلوك کروں۔ حکیم نے کہا کہ اے بادشاہ!
جب تائیں ہوسکے تب تائیں دشمنی کسی سے مت پیدا کرے

---

(۱) بغی: بغاوت۔

اور جو دشمن کوئی پیدا ہوئے تو اس سے مہربانی کر کے
اخلاص کر ، جس سے وہ دوست ہوئے - لیکن اُس
سبتی غافل مت رہ ، اگر وہ چھوٹا بھی ہوئے - اپنے
لشکر پر اعتماد مت کرے اگر زیادہ بھی ہوئے -
اور جو مہم نرم بات سبتی بن سکتی ہو ئے تس جگہ
سخت بات مت کہہ - اور جو کام کوڑی[1] سے بن سکتا
ہو ئے تو اس جگہ تلوار مت نکال - اور دوستوں کے
تائیں خوار مت کرے بلکہ عزت انھوں کی رکھ کہ بے
دوستی سے پھریں نہیں - بادشاہ نے پوچھا ، وہاں اگر
لڑائی آوے تو کیا تدبیر کرنا | چاہیئے - حکیم نے کہا الف ۱۱۱
کہ لڑائی دو طرح کی ہے : کہ تو کسو پر چڑھ جائے ،
کہ تیری اوپر کوئی چڑھ آوے - اگر تو کسو پر
چڑھ جائے تو رعایت دس باتوں کی لازم ہے : پہلیں تو
چاہیئے کہ غرض لڑائی سے سوائے مٹاونے ظلم کے اور
فساد کے اور کچھ نہ ہوئے - دوسریں ، پیدا کرنے

---

(۱) کوڑی : پیسہ ، دولت -

و الے کی طرف رجوع کیا چاهیئے اور اس سے ۳۳۰
مانگیئے اور خیرات کیجیئے اور فقیروں سے اور
غریبوں سے دعا کروائیے ، اور نیت کیجیے کہ فتح کے
پیچھے اور خیرات کروں گا - تیسریں ، هرکارے اور
جاسوسوں سے اُس کے لشکر (کی)[1] حقیقت اور اُس کے
لوگوں کی حقیقت اچھی طرح تحقیق کیجیے اور جو کوئی
آزردہ هوئے اور پھوٹ سکے تو اُس سے پھوڑ لیجیے -
چوتھیں، لشکر پے زیادہ مہربانی کیا چاهیئے کہ جو سب
ایك دل هو کر کام کریں - پانچویں ، لشکر کے تانیں
کوں وعدوں سے امیدوار کیا چاهیئے - چھٹویں ، جب
تانیں هو سکے تب تانیں آپ بڑے جوکھوں نہ اٹھائیے
مگر لاچاری کوں جب اور طرح کام هوتا نہ جانے -
ساتویں ، سردار فوج کا وس کسو کوں کیجیے جس میں
تین باتیں هوں : پہلیں تو سپاهی هوئے اور سپاهگری کا
نانو مشہور رکھتا هوئے کہ جس کی دهشت دشمن کے

---

(۱) اضافہ ، اصل عبارت میں نہیں ہے -

دل میں پڑے - دوسریں ، عقل بڑی | ہوئے اور لڑائی کی ب۱۱۱
تدبیر جانتا ہوئے - بلکہ تھوڑا بہت مکر بھی جانتا
ہوئے کہ لڑائی میں مکر اور پَچ[1] کرنے کوں بزرگوں
نے زبوں نہیں کہا - تیسریں ، بہت بار لڑائی لڑا ہوئے -
آٹھویں[2] ، جس کسو سے لڑائی میں کام بَن آوے تسے
رعایت کرے اور اُس کی تعریف ہر ایک کے حضور
کرے کہ اور بھی امیدواری سے دل چلاوے - نویں ،
چاہیئے کہ لڑائی میں چارو طرف خبرداری کیجے ،
غافل کسو طرف نہ رہیئے - اور بہت آدمیوں کے
بات پوچھنے میں اور تدبیر بتلوانے میں عقل کوں ماتم
سے نہ دیجے - اور جو کوئی اچھی بات کہتا ہوئے
تسے مانیے اور زبوں کہتا ہوئے تسے منع کیجے کہ
ایسی عرض نہ کرے - اگر دشمن کی شکست ہوئی ہوئے
تو اس کے پیچھوں تُرت ہی نہ جائیے ، نہ فوج بھیجئے

---

(۱) پچ : کوشش ، بچاؤ (۲) اس « آٹھویں » کا سلسلہ ما قبل
کے « ساتویں » سے ہے -

کہ بھاگی فوج نے اکثر فتح پائی ہے - اور جو کوئی
تیرے اوپر چڑھ آوے تو بھی دو طرح سے خالی نہیں،
کہ تو اُس کے ساتھ برابر لڑائی کرنے کی طاقت
رکھتا ہوئے یا نہیں رکھتا - اگر رکھتا ہے تو وے ہی
دسو[1] باتیں عمل میں لیاؤ - اور جو نہیں رکھتا تو
دیکھا چاہیئے کہ تیرے تائیں اور جاگہ کی کمک اُپجنے کی
الف۱۱۲ توقع ہے کہ نہیں، اور مدعی بہت دنوں لڑ سکتا/ یا
نہیں لڑ سکتا - اگر تیرے تائیں کمک پہنچنے کی توقع
ہوئے اور مدعی بہت دنوں نہ لڑ سکتا ہوئے تو قلعہ کی
مضبوطی کر اور ذخیرہ اور سر انجام[2] قلعہ کا مضبوط کر
اور راہوں کے تائیں بند کر - اور کمک پہنچنے کی
توقع نہ ہوئے اور یا مدعی بہت دنوں لڑ سکتا ہوئے
تو قلعہ بند مت ہوئے کہ یہ کام زمینداروں کا ہے اور
بادشاہ جو ملک لیا چاہے تنہوں کا یہ کام نہیں - اور
قلعہ بند ہونے میں لوگوں کا دل ٹوٹ جاتا ہے - تو

---

(۱) دسو : دسوں (۲) سر انجام : رسد ، انتظام -

چاہیئے کہ جب تائیں صلح ہوتی جانے تب تائیں تو صلح کر لیکن کِڑکِڑاوے مت - جو کسو طرح پیچ سے اس کے لوگ پھوٹیں تو پھوڑ لے یا کسو طرح چھل سے بنسے تو چھل کی لڑائی کر یا رَتوانس[1] مار - اور جو کچھ نہ ہو سکے تو تھوڑے بہت پر نظر مت کرے، میدان کی لڑائی لڑ کہ اکثر تھوڑے لوگوں نے جو ہمت باندھ کر اور نظر پیدا کرنے والے پر رکھ کر دل چلایا ہے تو بہت لوگوں پر فتح پائی ہے - اور بادشاہوں کوں تربیت اولاد کی بھی لازم ہے، کیوں کہ بیٹا جو ہے سو پیدا کرنے والے کی بڑی بخشش ہے - اور جیوں بیٹے پے باپ کا حق ہے تیوں باپ پے بیٹے کا بھی حق ہے، سو وہ حق اچھی طرح تربیت کرناں ہے - پہلیں چاہیئے نانو اچھا رکھے، | کیوں کہ جو ب۱۱۲
نانو اچھا نہ ہوئے تو تمام عمر بیزار رہے - اور دائی

---

(۱) خود کاتب نے اس لفظ کے نیچے « شب خون » معنی لکھے ہیں، وہ حملہ جو رات کو کیا جائے -

اچھی رکھے کہ کسی ذات کی بیماری نہ رکھتی ہوئے
اور سبھاو اس کا اچھا ہوئے اور شرم اس میں زیادہ
ہوئے اور باوقوف ہوئے اور نیک ذات ہوئے کہ
دودھ کا اثر لڑکے میں بہت ہوتا ہے - اور جب لڑکا
دودھ چھوڑے تب چاہیئے کہ خدمت گار بڑی عمر
کے اور باوقوف اور نیک ذات اس کے ساتھ رکھے
کہ وے مفسدوں کوں اور بد ذاتوں کوں اور
بدخواہوں کوں اور بدچلنوں[1] کوں اور ظالموں کوں
ہمیشہ نانو دھرا[2] کریں کہ اس کی طبیعت ان باتوں سے
بیزار رہے اور جو کوئی بات زبوں اس کے دل میں
آئی ہوئے تو مٹ جائے - اور اچھی باتوں کی اور
اچھے اچھے آدمیوں کی ہمیشہ تعریف کیا کرے کہ
اس کی طبیعت ان باتون کوں چاہنے لگے - اور جو
کوئی بات اس کی طبیعت میں اچھی ہوئے سو زیادہ
ہوئے - اور آخون[3] قابل اور سیانا اور نیک ذات اور

---

(۱) بدچلوں: بد چلنوں (۲) نانو دھرنا: برا کہنا (۳) آخون:
استاد، معلم -

بڈھا رکھے کہ اور کتابوں سوائے نیت[1] کی بھی کتابیں
پڑھاوے - اور جن کتابوں میں پچھلے بادشاہوں کی
حقیقتیں ہوں سو سناوے - اور کبتائی کی[2] باتیں
میں جن میں کہ ہمت کی (باتیں)[3] خواہ | سپاہگری کی الف۱۱۳
باتیں ہوں یا اور دنیا کی یا اپنے دھرم کی اچھی باتیں
ہوں، سو پڑھاوے - اور جن میں عاشق کی باتیں ہوں
تن کوں یاد نہ کرنے دے بلکہ مجلس میں مذکور بھی
نہ ہونے دے - اور اس بات کی احتیاط رکھے کہ
کوئی بدذات اس کی صحبت میں نہ جانے پاوے کہ
صحبت کا اثر آدمی میں بہت ہوتا ہے، خاص کر لڑکوں
میں کہ یے نرم ڈالی کی تاثیر رکھتے ہیں، جدھر
کوں نہُرائیے[4] تدھر کوں نہُرے اور جب سخت ہو
جائے تب سیدھا کرنا مشکل ہے - اور جب ہوش

---

(۱) نیت (س: نیتی): رسم، طریقہ، ضابطہ (۲) کبتائی (کویتا): شاعری (۳) اضافہ، گم خوردہ (٤) نہرانا: موڑنا، جھکانا۔

آوے تب اتالیق مقرر کرے کہ بہت باوقوف ہوئے
اور ہمت اُس کی بڑی ہوئے - اور بادشاہوں کی
خدمت ان نے کی ہوئے کہ جو وہ ادب اور قاعدہ
بیٹھنے کا اور اٹھنے کا اور چلنے کا اور بات کہنے کا
اور حیا اور ہمت کی باتیں اور انصاف اور خلق بادشاہوں کا
کہ ان باتوں کی کچھ تفصیل تو آگوں ہو گئی ہے اور
کچھ آگیں ہو گی، سو سکھلاوے - جو بات وہ اچھی
کرے تس کی تعریف کرے اور جو بات وہ زبوں
کرے تس کوں ظاہر کر کے زبوں نہ کہے بلکہ تغافل
کرے اور یہ جتاوے کہ ان نے نہیں جانی، | لیکن ب۱۱۳
اور طرح سے اور سیانے آدمیوں سے کہہ کے ایسی
تدبیر کرے جس سے پھیر وہ ایسا کام نہ کرے اور
شتاب شتاب سزا نہ دے کہ اِس میں آدمی دلیر ہوتا
ہے اور بے شرم ہوتا ہے - اور محنت ہر ایک ہنر کی
بہت کرواوے اور آرام کم کرواوے - اور عورتوں
کی سی طرح بہت بناؤ کرنے پے طبیعت نہ آونے دے -

اور ٹھنڈ کھانے کا اور گرمی کھانے کا استعمال کرواوے۔
اور روپے سونے کے تائیں ان کی نظروں میں خوار رکھے
تو ان کے تائیں لالچ نہ رہے۔ تس پیچھیں علم سپاھگری کا،
تیر چلاوناں اور گھوڑوں کا چڑھناں اور شکار کھیلناں
اور چوگان کھیلناں اور، اور جو ھنر سپاھگری کے
ھیں، سو سب سکھلاوے۔ لیکن داناؤں نے کہا ھے کہ
لڑکپنے میں طبیعت کھیل پے بہت ھوتی ھے۔ تو چاھیئے
کہ لڑکوں کے تائیں اچھے کھیل سے بھی منع نہ کرے
کہ طبیعت پے سختی نہ ھوئے، کہ طبیعت پے سختی
ھونے سے تھوڑا سا جنون بھی ھوتا ھے۔ اور باتیں
کہنے کی طرح سے سکھلاوے کہ بادشاھزادہ جو
بات کہا چاھیں تسے پہلیں دل میں بچار لیں، پیچھیں
مُہہ سے نکالیں | کہ ایک بات کے کئی معنی نکلتے ھیں۔ الف ۱۱٤
تو چاھیئے کہ ایسی بات مُہہ سے نہ کہے جس کے
زیوں معنی نکلتے ھوں، بلکہ ایسی بات کہے کہ جس کے
کئی طرح اچھے معنی اپنے مطلب موافق نکلتے ھوں۔

اور ہر ایک سے بات نہ کہیں کہ ہر ایک سے بات کہنے میں سبکی ہوتی ہے - اس واسطے چاہیئے کہ جو مراتب رکھتا ہوئے بات کہنے کی تسی سے کہے - اور ادنٰی سوں بات کہنا ہوئے تو بیچ میں کسو کوں دے کے کہے - اور جس نوکر سے بات کہے تس سے ملائم ہی کہے، کیوں کہ بادشاہوں کے بات کہنے میں میں دل ہاتھ آوتا ہے - اور بات کہنے میں کسو کوں الزام نہ دے اور شرمندہ نہ کرے - اور جو اعتراض بھی کسو پر ہوئے تو بھی گالی کسو کوں مُہ سے نہ نکالے - اور راہ چلنے کی اور بیٹھنے کی اور کھانا کھانے کی اور پانی پیونے کی بت سکھلاوے - راہ چلنے میں بہت جلد نہ چلے اور بہت ہاتھ نہ ہلاوے اور کاندھے نہ ہلاے، اور اس طرح نہ چلے سو پاؤں[1] سے آواز ہو - اور داہنیں، باٹیں، پچھیں

(۱) عام طور پر یہ لفظ «پانو» آیا ہے - متن میں یہی املا برقرار رکھا گیا ہے - یہاں غیر اتنی ہے -

دیکھتا نہ چلے - اور جو دیکھنے ھی کا اتفاق ھوئے
تو گردن پھیر کے نہ دیکھے، سب دیہی پھیر کے دیکھے -
اور راہ میں چلتے بیڑا[1] بھی نہ کھائے، نپٹ ضرور
ھوئے / تو پانی پیوے - بہت گردن نیچی کیئے بھی ب۱۱٤
نہ چلے - اور (راہ) چلتے انگڑائی نہ لے اور جمھائی
نہ لے - اور بند[2] سے یا ھاتھ پاؤں سے یا اور کسی
بست سے کھیلتا نہ چلے - اور راہ چلتے تھوکے نہیں
اور ناک نہ پاک کرے - اور رومال سوائے آنکھ یا ناک
نہ پونچھے - اور پانو پر پانو دھر کر نہ بیٹھے - اور
گوٹ مار[3] کے نہ بیٹھے - اور لوگوں کے حضور
گردن سے تلے اور کُہنی سے اوپر اور گھٹنوں[4] سے
اوپر پنڈا ننگا نہ کرے - اور لوگوں کے آگوں سروے
نہیں - اور جو ضرور پڑے، کھراٹے[5] لینا ھوئے

---

(۱) پان کا بیڑا (۲) بند: عضو (۳) گوٹ مارکر بیٹھنا: پالتی مارکر بیٹھنا (٤) بولیوں میں «گھٹنے» کا تلفظ «گھوٹنا» بھی ھے - اسلیئے یہ املا برقرار رکھا گیا (٥) کھراٹا: =

تو چتا[1] نہ سووے، کروٹ سے سووے - اور کھانا ہر
ایک کے آگوں نہ کھائے - اور پہلیں ہاتھ اور مُہہ اور
ناک دھو کر صاف کر لے - اور بڑا نوالہ نہ لے -
اور نوالہ لیتے میں بہت مُہہ نہ کھولے - اور انگلیاں
مُہہ میں ایتیک[2] نہ جان[3] سو مُہہ[4] چھپ جان - اور مُہہ
چلاوتے میں آواز نہ آوے - اور کھاناں کھاتے میں
کھانا پھیلے نہیں - اور ہاتھ اور کپڑا بھرے نہیں -
اور جو کھانا کھاتے میں مُہہ میں ایسی کچھ بست جائے
الف۱۱۵ کہ مُہہ میں سے جس کا نکالنا ضرور ہوئے تو اِسے
ایسی طرح نکالے سو کوئی معلوم نہ کرے - اور جو
تنگ مُہہ کا باسن[5] دستر خانہ میں رہتا ہے تسی میں ڈالے -

خراٹا (اس لفظ میں «ك» کی «خ» میں تبدیلی خالص اردو کے زیر اثر ہے -) -

(۱) چتا : چت (۲) ایتیک : اتنی ایک، اس قدر (۳) جان : فعل «جائے» کی بولی کی شکل (٤) نہہ : ناخون، کاتب نے بھی یہ معنی لفظ کے نیچے لکھ دیے ہیں) (٥) جسے سفل دان یا ہڈی دان کہتے ہیں -

اور مجلس میں کھانا کھانا ہوئے تو سب سے پہلے ہاتھ کھانے میں نہ ڈالے - اور کھانے کے تائیں سونگھے نہیں - اور طرح طرح کے کھانے ہوں تو اُن پر نظر نہ کرے - اور جو کوئی کھاناں مزہ دار ہوئے تو چاہیئے اوروں کوں بانٹ دے اور آپ کم کھا ئے - اور کھاناں کھاتے میں ہنسے نہیں - اور بات کرنے کی احتیاج ہوئے تو کھانے سے مُہ پھیر کر بات کرے - اور پانی ایسی طرح نہ پیوے جو آواز آوے - اور شتاب نہ پیوے - اور پانی پیوتے میں دم نہ لیوے - اور مجلس میں زیادہ نہ کھائے - اور نوالہ ایسی طرح نہ بناوے سو کھانے کی صورت بگڑ جائے - اور اپنے ہی آگوں سے کھائے اور شتابی نہ کھائے - اور ڈکار آواز سے نہ لے - اور ، اور جو کھانا کھاچکے ہوں تو آپ بھی کھاچکے - بھوکھا رہے تو رہے - اور ، اور جو کھاتے ہوں اور آپ کھا چکا ہوئے تو بھی کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے ، تھوڑا تھوڑا کھائے - کھانا کھا چکے

تب ہاتھ کوں اور منہ کوں اور ہُوں کوں اور دانتوں
۱۱۵ب کوں | اچھی طرح صاف کر کے دھووے کہ بوئی اور
(رتک (؟) نہ ہوئے) - اور بادشاہوں کے ثانیں علم
فراست کا بھی جاننا ضرور ہے کہ جسے ہندوئی میں
سامدرک[1] کہتے ہیں - یہ علم تو بڑا ہے لیکن بادشاہوں
کوں اتنا ہی جاننا ضرور ہے جس میں بھلا برا آدمی
معلوم ہوئے - اس واسطے ضرور ہی موافق بیان کی
جاتیں ہیں : کہ چھوٹے قد کا آدمی کھوٹا ہوتا
ہے - اور جس کا رنگ بہت سفید ہوئے اور آنکھیں
اُس کی نیلی ہوں یا سبز ہوں تو آدمی سخت اور بے شرم
اور چور اور اَنیائی[2] ہوتا ہے اور عقل اُس میں تھوڑی
ہوتی ہے - اور ایتے پر جو ٹھوڑھی اس کی چھوٹی
ہوئے اور کھوسا[3] ہوئے اور نظر اس کی تیز ہوئے
اور پیشانی اُس کی چپٹی ہوئے اور سر پر بال بہت ہوں

(۱) سامدرک : علم قیافہ (۲) انیائی (س : نیائے ا : بے
انصاف (۳) کھوسا (بروزن بوسہ) : کچی داڑھی والا -

تو حکیموں نے کہا ہے ایسے آدمی سے کالے سانپ سے
بھی زیادہ ڈریے ۔ اور جس آدمی کے بال سخت ہوں
اور نہ سیاہ ہوں، نہ سرخ ہوں، یہ نشان سپاہگری کا
ہے اور عقل کا ہے ۔ اور نرم بال نشان نامردی کا
ہے اور کم عقلی کا ہے ۔ اور جس کے موڈھوں[1] پر
اور گردن پر بال بہت ہوں یہ نشان جرأت کا
ہے | اور بے وقوفی کا ہے ۔ اور جس کی چھاتی پر، الف ۱۱۶
پیٹ پر بال بہت ہوں تو یہ نشان تھوڑے سے جنون کا
اور کم سمجھنے کا اور تھوڑے سے ظلم کا ہے ۔ زردی
بالوں کی نشان بے وقوفی کا اور شتاب غصہ کرنے کا
ہے ۔ اور سیاہ بال نشان عقل کا ہے اور عدل کا ہے ۔
اور پیشانی جس کی بڑی ہو نے اور چین نہ پڑتی
ہوئے، یہ نشان دشمنی اور زبونی کا اور کلّہ زنی[2] کا ہے ۔
اور پیشانی جس کی چھوٹی ہوئے، یہ نشان نحس پنے کا
ہے اور عاجزی کا ہے ۔ اور پیشانی نہ بہت بڑی ہوئے

(۱) موڈھا : مونڈھا ، شانہ (۲) کلہ زنی : شیخی ، لنترانی ۔

نہ چھوٹی ہوئے اور چین اُس پر پڑتی ہوئے تو یہ
نشان سچ اور دوستی کا اور عقل کا اور علم کا اور
تدبیر کا ہے - اور بڑے کان نشان مکر کا اور بہت
یاد کر کہنے کا ہے اور بعضے وقت تند خوئی کا ہے -
اور چھوٹے کان نشان احمق کا ہے اور چوری کا
ہے - اور درمیان کے کان نشان درمیان کی باتوں
کا ہے - اور بھونہہ جو بڑی ہوں تو نشان سخت گوئی
کا ہے اور بھونہہ جو کنپٹی تائیں کھچی ہونہ[1] تو یہ
نشان کلّہ زنی کا ہے اور غروری کا ہے - اور بھونہہ جو
ب۱۱٦ سیاہ ہوں اور نہ بہت بڑی ہوں | نہ چھوٹی ہوں تو
نشان عقل کا اور دیانت کا ہے - اور آنکھیں جو کرنجی
ہوں سو نہایت زبوں - اور کانا اور ڈھیڑا آدمی
کھوٹا ہوتا ہے - اور بہت بڑی آنکھیں ہوں اور نظر
تیز ہوں تو نشان حسد کا اور چوری کا اور کاہلی کا

---

(۱) ہونہ : ہوں (ہائے زائدہ ، نواح دھلی کی بولیوں کی
خصوصیت ہے - یہ اسم اور فعل دونوں میں ملتی ہے -)

ہے - اور آنکھوں کوں جو کم حرکت ہوے تو نشان کم سمجھنے
کا ہے - اور جو آنکھیں شتاب چلتی ہوں اور نظر
تیز ہوئے تو نشان مکر کا اور چوری کا ہے - اور لالی
آنکھوں کی نشان سپاھگری کا اور دلیری کا ہے - اور
آنکھوں کی سیاھی آس پاس جو زرد نقطے ہوں تو
نشان شیطان پنے کا ہے - اور جو آنکھیں نہ بہت
بڑی ہوں نہ چھوٹی ہوں اور سیاہ ہوں نہ لال ہوں
تو نشان عقل کا اور سچ[1] کا اور ہوشیاری کا اور
دیانت کا ہے - اور چھوٹی نانک نشانی ملائمت کی ہے -
اور ناک ٹیڑھی نشانی سپاھگری کی ہے - اور چپٹی ناک
نشان شہوت کا اور تندرستی کا ہے - اور ناک کے
نتھنے جو بڑے ہوں تو نشانی غصے کی ہے - اور
بیچ میں سے ناک جو موٹی ہو اور نتھنے یہاں چپٹے
ہو[2] تو نشانی سختی کی ہے / اور جھوٹھ بولنے کی ہے - الف۱۱۷
اور جو ناک نہ بہت موٹی ہو ، نہ پتلی ہو ، نہ بہت چپٹی

---

(۱) سچ : « چ » کا مشدد تلفظ (۲) ہو : ہوں (غیر اتفی) -

ہو ، نہ اونچی ہو تو یہ نشانی عقل کی ہے - اور مُہہ بڑا نشانی سپاھگری کی ہے - اور موٹے ہونٹھ بے وقوفی کی ہے - اور جو ہونٹھہ بہت موٹے نہ ہوں اور سرخی ہوئے تو نشانی عقل کی ہے - اور دانت جو ٹیڑھے ہوں اور برابر نہ ہوں تو نشانی مکر کی اور بے دیانتی کی ہے - اور دانت جو کشاد ہوں اور برابر ہوں تو نشانی عدالت کی اور دیانت کی اور تدبیر کی ہے - اور گال جو پُرگوشت ہوں اور پھولے ہوں تو نشانی جہل کی ہے ، اور تند خوئی کی ہے - اور گال جو بیٹھے ہوں اور زرد ہوں بغیر بیماری ، تو نشانی کھوٹ پنے کی ہے - اور درمیان کی باتیں نشان درمیان کی باتوں کا ہے - اور بڑی آواز نشان سپاھگری کا ہے اور چھوٹی آواز نشان وسواس کا ہے - اور آواز بڑی ہو نہ چھوٹی ہوئے تو نشان تدبیر کا اور کفایت کا ہے - اور آواز
ب۱۱۷ گنگنا[1] نشان بے وقوفی کا ہے | اور بات بوجھ سے کہنی

---

(۱) گنگنا : ناک میں بولنا (اسی لفظ کی اردو شکل « غنغنا » ہے - غنڈا ، غٹرغوں وغیرہ اسی قبیل کے لفظ ہیں)-

نشان خوبی کا ہے - اور ہاتھ ہلاکر بات کہنا نشان دانائی کا ہے اور تدبیر کا ہے - اور چھوٹی گردن نشان مکر کا اور کھوٹ پنا کا ہے - اور لمبی گردن اور پتلی ، نشان نامداری کا ہے اور بے وقوفی کا ہے - اور موٹی گردن نشان جہل کا ہے - اور گردن جو نہ بہت موٹی ہو نہ بہت پتلی ہو سو نشان سچ کا ہے ، اور تدبیر کا ہے اور عدل کا ہے - اور بڑا پیٹ نشان بے وقوفی کا ہے اور نامردی کا ہے - اور چھاتی و پیٹ جو بڑا نہ ہوئے تو نشان عقل کا ہے - اور پیٹھ اور موڈھے چوڑے ہوں تو نشان بد خوئی کا ہے - اور ہتھیلی اور انگلیاں جو لمبی ہوں تو نشان دانائی کا اور حال کی کاریگری کا ہے - اور پنڈلیاں جو بہت موٹیں ہوں تو نشان بے وقوفی کا ہے اور سختی کا ہے - اور بہت موٹی نہ ہوں تو نشان خوبی کا ہے - لیکن یے سب نشانیاں قائم نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ مٹتی نہ ہوں - بلکہ جو کوئی اخلاق کے علم سے

الف۱۱۸ آپ میں سے ان | باتوں کوں دور کرے، تو ہو سکتا ہے - اس واسطے چاہیئے کہ جس کسو میں زبوں نشان پاوے تو اسے آزما دیکھے - اور بادشاہوں کوں یہ لازم ہے کہ سب خدمت والوں کوں، کیا متصدّی، کیا صوبہدار، کیا قلعہ دار، دیوان، کوتوال وغیرہ کوں یے نصیحت کی باتیں لکھ دیں کہ اِن بموجب عمل کریں، بلکہ مچلکا لے کے ان سے تفاوت نہ کریں - پہلیں تو یہ کہ سب کاموں میں رضا مندی پیدا کرنے والے کی نظر میں رکھیے - اپناں اور پرایا دوست اور دشمن پہچانیے - اور خلوت میں نہ رہے کہ یہ طرح فقیروں کی ہے - اور دن کے تائیں نہ سووے - اور رات کے تائیں کم سووے - اور فقیروں کوں اور بھوکھوں کوں موافق طاقت اپنی کے خیرات کرے - اور جو کوئی تقصیر اور گناہ کرے تسے ترازو عقل کی اور عدل کی میں تولیے اور موافق تقصیر کے سزا دے - اور احتیاط کرے کہ بدلہ بے جگہ نہ ہوئے -

کیوں کہ بھلے آدمی کوں سخت آنکھوں سے ہیں
دیکھنا ں مارنے برابر ہے اور بد ذات کوں پیزاریں
مارناں بھی تھوڑا ہے - اور بہت تقصیریں ایسی ہیں کہ
چھپاونے کی | اور معاف کرنے کی ہیں - اور بہت گناہ ب۱۱۸
تو ایسے ہیں کہ مُہ سے کہناں ہیں کفایت کرتا ہے -
اور بہت تقصیریں ایسی ہیں کہ زیادہ سزا دینے لایق
ہیں - اس واسطے چاہیئے کہ متصدی کوں سختی سے
اور نرمی سے نصیحت کرے - جو نصیحت سے کام نہ
چلے تو باندھے مارے - اس سے بھی بات گزر جائے
تو قید کرے ، ہاتھ پانو کاٹے لیکن مارنے میں آدمی کے
دلیری نہ کرے - اور جو ہو سکے ، تو مارنے لایق ہونے
سے حضور بادشاہ کے بھیجے - اور جو اس کے
بھیجنے میں یا قید کرنے میں فساد جانے تو جیسا جانے
تیساھی کرے - اور جس کسو کوں سیانا اور اعتمادی
جانے سے رخصت دے اس بات کوں کہ جو کچھ بات
زبوں دیکھے سو خلوت میں عرض کرے - اور جو

وے کہنے میں تفاوت کریں تو انہے[1] ڈانٹے نہیں کہ
ڈانٹنے میں پھر راہ خبر کی بند ہوتی ہے۔ خوشامدیوں[2]
کوں نہ چاہیے کہ بہت کام خوشامدیوں سے برہم
ہوتے ہیں۔ اور فریادی کی فریاد آپ سنا کرے۔
الف۱۱۹ متصدی | کے ۰۰۰۳ کہ شاید متصدی پر یا متصدی
کے قبیلے پر یا آشنا پر فریادی نہ ہوئے۔ اور فریادی
جو آگوں پچھوں آئے ہوں تسے موافق انہوں کوں لکھ
رکھے کہ ایسا نہ ہوئے کہ پہلیں آیا ہوئے سو پچھیں
پڑ جائے۔ اور جو کوئی کسو کی بدی کہے تو اُس
کے سزا دینے میں شتابی نہ کرے بلکہ تحقیق کر لے،
کس واسطے کہ جھوٹھ بات کہنے والے بہت ہیں اور
سچ کہنے والے کم ہیں۔ اور غصے کے وقت عقل ہاتھ
سے نہ دے اور تحمل سے اور بوجھ سے کام کرے۔
اور کیتے آشنا اور چاکروں کوں کہ بہت عقل مند

---

(۱) انہے : انہیں (غیر انتی) (۲) اصل: املا ، خوش آمدیوں ، ہے۔

اور اخلاص مند ہوں تنوں کوں پروانگی دے رکھے
جب وقت غم اور غصے کا ہوئے تب سچی بات کے
کہنے سے باز نہ رہیں ، کیوں کہ اس وقت میں جے[1]
سیانے ہوتے ہیں تے[2] بات کم کہتے ہیں - اور
سوگند بہت نہ کھائیے کیوں کہ سوگند کھاناں آپ
کوں جھوٹھا کر ظاہر کرناں ہے اور جس کے آگوں
سوگند کھائیے تسے بدگمان جاناں - اور گالی دینے کی
خُو نہ کرے کہ یہ کمینوں کی راہ ہے - اور زراعت
کی زیادتی ہونے میں اور رعیت کے دلاسا میں اور
تقاوی | دینے میں بہت تقید[3] کرے کہ ہر برس شہر ب۱۹؛
اور ۲۰۰۰۰ محصول زیادتی آوے - اور ایسا آسان
پکڑے کہ زمین کامل جُوت کے ہوئے سو سب آباداں
ہو ئے - پچھیں اس کے تردد کرے کہ جنس اول بہت

---

(۱) جے : « جو » کی جمع (برج) (۲) تے : « وہ » کی جمع (برج) (۳) تقید : تاکید ، تنبیہ (لغوی معنی ، قید کرنا۔ دیے گئے معنی اردو سے مخصوص ہیں)۔

ہوئے - اور ریزہ رعیت کوں ، آدمی آدمی کوں جانے - اور قرار سے کسی طرح نہ پھرے - اور یہ مقرر کرے کہ سپاہی اور ، اور لوگ بغیر رضامندی لوگوں کے نہ اُتریں - اور کاموں میں اپنی ہی عقل کا بھروسا نہ کرے - اور جو کوئی آپ سے سیانا ہوئے تس سے مصلحت کرے - اور آپ سے سیانا نہ پاوے تو بھی مصلحت کی راہ ہاتھ سے نہ دے ، کیوں کہ بہت بار ہوا ہے کہ نادان سے بھی بھلی بات پائیتی ہے - لیکن بہت آدمیوں سے بھی مصلحت نہ کرے کیوں کہ سبھی آدمی تو سیانے نہیں ہوتے - جو کتنے نادان اچھی بھی بات کوں زبوں ٹھیراویں تو اُس مصلحت میں شبہ پڑے اور وہ مصلحت ہاتھ سے جائے - اور جو کوئی اپنی تقصیر کا عذر کرے تسے سنے ، کس واسطے کہ آدمی تقصیر وار ہوتا ہی ہے - اور ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جسے ایک گناہ پر تنبیہ کرنا لازم ہے اور بعضا آدمی ایسا ہوتا ہے کہ

جس کے ہزار گناہ بخشیے - غرض کہ جو ہے سو
بادشاہی کاموں میں نہایت نازک ہے | اس سے چاہیئے الف ۱۲۰
کہ بہت سمجھ کے کرے، کیوں کہ کدھی تنبیہ سیتی
آدمی ابتر ہوتا ہے - اور کدھی غیرت سیتی اپنے
اوپر خرابی اختیار کرے ہے - اور راہداری[1]، جو
پیدا کرنے والے سے، جو ڈرتے ہوں اور محنتی ہوں،
تنہیں سونپے - اور و ہاں کی برائی بھلائی اُن میں
سے پوچھے - اور ہمیشہ آپ خبر لیتا رہے کہ سردار
کا کام خبرداری ہے - اور کسو کے مذہب اور دھرم کی
مزاحمت نہ کرے کہ سب اُسی کے بنائے ہیں، کیوں
کہ اپناں اپناں جواب ہر کوئی دے لے گا - اور
اپنے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ رکھے -
اور ہنسی ٹھٹھا نہ کرے - اور ہر ایک بات کی خبر
جاسوس سے لیتے رہیں - اور ایک بات پر ایک
جاسوس کا کہناں اعتماد نہ کرے کہ سچا اور بے

---

(۱) راہداری: محصول راہ، اس کا عہدہ -

لالچ ہونا دنیا میں مشکل ہے - اور ایک بات پر کئی
جاسوس مقرر کریں کہ وے آپس میں خبر نہ رکھتے
ہوں - اور ہر ایک کی بات جُدی جُدی لکھالیں اور
اُن میں سے مطلب اپنا نکال لیں - اور جو جاسوس کہ
مشہور ہوگئے ہوں تنہیں دور کرے - اور اپنے
نزدیکیوں سے اور خدمت گاروں سے خبر دار رہے کہ
مصاحبت کے غرور سے ستم نہ کریں - اور بت بنوں[1]
ب ۱۲۰ سے کہ دوست کہلائے کے دشمنی کا کام کریں ،
تن سے خبر دار رہے - اور جو بات کہ عرض کرنے
کی ہوئے تسے گھٹا وے بڑھا وے نہیں جیوں کی تیوں
بادشاہ کے حضور کیا کرے - اور لوگوں کوں ہر
ایک علم کی کتابوں کے پڑھنے کی تاکید کیا کریں کہ
رواج اس کا اٹھ نہ جائے - اور بڑے گھرانے جو ہیں
تن کی پرداخت نظر میں رکھتے - اور سپاہیوں کے
ہتھیاروں سے ، ساز سر انجام سے غافل نہ رہے - اور

(۱) بت بنا : باتیں بنانے والا ، باتونی -

خرچ کے تائیں آمدنی سے کم کرے - اور ایک جگہ
بیٹھے نہ رہے - اور ملازمت کے واسطے تیار رہے،
حکم ہی کا راہ نہ دیکھا کرے - اور قول اپنے پر پورے
رہیں - اور تیر اندازی کا اور بندوق چلانے کا
استعمال رکھے - اور شکار نہ کھیلے، مگر سپاہگری کی
ورزش کے واسطے کدھی کدھی کھیلا کریں - اور
رعیت سے ناج لے کر سستے ہونے کے واسطے رکھے -
اور وکیل اپنا بادشاہ کے حضور رکھیں کہ عرض
داشت نظر گذراناں کریں - اور ہر ایک شہر کے اور
قصبے کے اور گانوؤں کے کوتوال کوں لازم ہے کہ ہر
ایک محلہ کے گھر اور وہاں کے بسنے والے اور وہاں کے
بسنے والوں کا نانو اور کسب لکھ لے - اور ہر
ایک محلہ کا ایک محلہ دار مقرر کرے کہ بھلا برا جو
کچھ ہوئے سو اس سے پوچھ کر ہوئے - اور ہر
ایک محلہ کا ایک ایک/ جاسوس مقرر کریں کہ رات الف۱۲۱
دن کی خبر جو کچھ ہوئے سو لکھائے جایا کرے اور

جس وقت کہ آگ لگے یا چور پڑیں یا اور کچھ زبوں بات ہوئے تو ہمسایہ سب شریک ہوں ۔ اور محلہ دار اور خبر دار بھی سب شریک ہوں ۔ اور جو کوئی شریک نہ ہو سو گنہ گار ہوئے ۔ اور بغیر خبر دار ہمسایہ کے یا محلہ دار کے یا خبر دار کے اور بغیر ضامن کے کوئی مسافر محلے میں نہ اترنے پاوے ۔ اور جن کے ضامن نہ پیدا ہوں تے سرائے میں اتریں ۔ اور محلہ دار خبر دار آمدنی[1] ہر ایک کی اور خرچ ہر ایک کا نظر میں رکھے ، کیوں کہ جس کسو جگہ آمدنی کم ہوئے اور خرچ زیادہ ہوئے وہ علت سے خالی نہیں ، اس بات کا تلاش کرے ۔ لیکن یے باتیں نیک ذاتی[2] سے واسطے بندوبست کے کرے ، لینے کے واسطے نہ کرے ۔ اور دلال ہر ایک کسب کے بازار میں مقرر کرے ۔ جو کچھ کہ بکے اور کوئی مول لے تسے ظاہر کر جایا کریں اور نانو بیچنے

---

(۱) آمدنی : آمد (۲) نیک ذاتی : نیک نیتی ۔

والے کا اور لینے والے کا بھی لکھایا کریں۔ اور جو
کوئی بغیر لکھائیں بیچے یا مول لے تو جریماناں
دے۔ اور محلے میں محلہ دار کے یا خبر دار کے بغیر
خبر کچھ نہ بکے۔ اور کیتے آدمی محلہ بہ محلہ اور
گرد شہر کے رات کی چوکی کے واسطے مقرر کرے
اور سعی کرے اس بات کی | کہ محلے میں یا کُلّی ب۱۲۱
میں یا بازار میں کوئی بیگانہ آدمی پڑ نہ رہے۔ اور
چوتے کوں اور جیب گیر کوں ایسی تدبیر کرے کہ
نشان اُن کا معلوم نہ ہوئے۔ اور جو کچھ بَست کہ
چوری جائے یا لٹ جائے تو اس بَست کوں بمعہ
چوتے پیدا کرے۔ اور نہ پیدا کرے تو اُس کا جواب
کرے۔ اور جو کوئی مر جائے تو اس کا مال ہوئے
سو جو کوئی اس کا وارث ہوئے تو اسے دے اور
وارث نہ ہو تو تفصیل اس کی حضور بھیجے بادشاہ
کے۔ اور وہ مال امانت رکھے۔ پھیر جو کوئی
پیدا ہوئے وارث اس کا، تس کے حوالے کرے۔

اور جُوا اور شراب نہ ہونے پاوے اور مالزادی[1] بھی
نہ رہے - اور ارزانی ناج کی میں تقیّد رکھے - اور
جو کوئی ناج بہت خرید کرے اور مہگا[2] کر کے
بیچے تو اسے مہگا نہ بیچنے دے - اور عورت کے
سبب گھوڑے پر نہ چڑھنے پاوے - اور گھاٹ ندی
کا، پانی بھرنے کا اور مردوں کے نہانے کا جدا ہوئے -
اور عورتوں کے نہانے کا جدا ہوئے -

جب عادل شاہ نے نصیحت کر کے مہر افروز کوں
رخصت کیا اور مہر افروز بندوبست بادشاہی کی میں
مشغول ہوا تب جہاں دانش، جو عادل شاہ کا وزیر
تھا سو بھی عادل شاہ کے پاس پیدا کرنے والے کی
بندگی کرنے کے واسطے بیٹھا - اور نیک اندیش جو
الف۱۲۲ وس کا | بیٹا تھا تسے وزارت دلائی اور رخصت کے
وقت اِن نے بھی نیک اندیش سے کہا کہ کیتی نصیحتیں
افلاطون نے ارسطو شاگرد اپنے کوں کیں تھیں اور

---

(۱) مالزادی: بیسواپن، عصمت فروشی (۲) مہگا: مہنگا -

لقمان نے اپنے بیٹے کوں کہیں تھیں سو میں تجھ سے کہتا ہوں تو لکھ لے۔ اور جو تو اِن پر عمل کرے گا تو پیدا کرنے والے کے بھی آگوں شرمندہ نہ ہوگا اور مہر افروز کی بھی کدھوں مہربانی نہ جاگی۔ اور چھوٹے بڑے آدمیوں میں بھی کدھو نانو دھرائی نہ ہوگی۔ اور افلاطون کی نصیحتیں یے ہیں، کہ جس وقت سکندر بادشاہ نے ارسطو حکیم کوں اپنا وزیر کیا تب افلاطون حکیم جو ارسطو کا استاد تھا تِن نے ارسطو کوں نصیحت کیا کہ جو کوئی بادشاہ کے کاموں میں دَر آوے تسے چار باتوں کی طرف رعایت کرنا لازم ہے: پہلیں، تو پیدا کرنسے والے کی طرف کی رعایت۔ دوسریں، بادشاہ کی طرف کی رعایت۔ تیسریں، اپنی طرف کی رعایت۔ چوتھیں، رعیت کی طرف کی رعایت۔ لیکن پیدا کرنسے والے کی طرف کی رعایت کی پانچ شرطیں ہیں: پہلیں تو اُس کے فضل کا اور اُس کی بخشش کا شکر کرے۔ دوسریں،

ب۱۲۲ اس کی بندگی میں کمی نہ کرے اور بادشاہ کی / خدمت
سے اس کی خدمت زیادہ جانے اور تیسریں یہ کہ
بادشاہ کی رضامندی سے اس کی رضامندی زیادہ جانے۔
چوتھیں یہ کہ بادشاہ کے ڈر سے اس کا ڈر زیادہ جانے
کہ جو وہ مہربان ہے تو بادشاہ کچھ نہیں کر سکتا۔
پانچویں، سب باتوں کی امیدواری اُسی سے رکھّے کہ
اُس کے بغیر حکم بادشاہ کسو کی امید پوری نہیں
کر سکتا۔ اور بادشاہ کی طرف کی رعایت کی بتیس
شرطیں ہیں: پہلیں تو اپنی عاجزی ظاہر کرنی اور غریبی
سے خدمت کرنی۔ دوسریں، محنت اور مشقت کی برداشت
کرنی کہ خدمت بادشاہوں کی میں اور آرام میں آپس
میں بیر ہے۔ تیسریں، مصلحت کہ کرے یا کہے تس
میں بادشاہ کی بھلائی اِس جہان کی اور اُس جہان کی
بچار لے۔ چوتھیں، نرمی کی طرح ظلم کے تائیں
بادشاہ کی نظر میں زبوں رکھّے اور انصاف کی تعریفیں
کر کر بادشاہ کے دل میں انصاف کے تائیں جگہ پکڑاوے۔

غرض اس بیتی یہ ہے کہ اپنی بساتے[1] بادشاہ کوں
ظلم نہ کرنے دے - پانچویں، بادشاہ کے تائیں انصاف
اور خیرات پر مصلحت دیتا رہے - چھٹویں، جس
کسی کوں | نہ آزمایا ہو تس کی تعریف بادشاہ کے الف۱۲۳
حضور نہ کرے کہ ازماونے کے وقت شرمندہ نہ ہوئے۔
ساتویں، کسو گھوڑے پر یا نوکر پر یا کسی بست پر
یا حویلی پر کہ جس بات سے اپنی آبرو پر نقصان نہ ہو،
تو اُسے نظر[2] کردے - آٹھویں، جب کہ بادشاہ اس
سے بات کہتا ہو تس وقت دل اور عقل اور آنکھ
اور ناک اُسی طرف رکھے اور ہاتھ و پانو نہ ہلاوے
اور جو کچھ ضرور بھی آن پڑے تو نہ اور طرف
دیکھے نہ اور سے بات کہے - نویں، بادشاہ کی مجلس
میں کسو سے کان میں بات نہ کہے کہ شاید مدعی

---

(۱) بساتے (بسات - س : و سترت - پھیلاؤ) : مقدور، حیثیت - یہ لفظ عربی لفظ «بساط» سے تلفظ اور معنوں میں بہت قریب ہے - (۲) نذر کا املا -

بادشاہ کے دل میں وسواس نہ ڈالے - دسویں، جو
بادشاہ کسو اور سے بات پوچھتا ہوئے تو آپ جواب
نہ دے کہ شاید بادشاہ کہے کہ میں تیرے تائیں نہیں
پوچھتا تو شرمندگی ہو - اور جو پانچ سات آدمیوں
سے بادشاہ اکٹھا ہی پوچھے تو چاہیئے کہ آپ بات
پیچھوں کہے، کیوں کہ پہلیں بولنے میں ایک تو اور
برا مانے، دوسریں، پہلی بات میں عیب اکثر نکلتا
ب۱۲۳ ہے، تس سے جو اوروں کی بات کا | عیب ہنر دیکھ
کر آپ بات کہے تو بادشاہ پسند کرے - گیارھیں،
جو کچھ بادشاہ پوچھے تس کا جواب ضرور ہی موافق
دے - اگر بادشاہ خواہش رکھتا ہوئے بڑھا کر بات
کہنے کی تو بڑھا کر کہے - بارھیں، جو بادشاہ اس
کوں ظاہر نہ کرے تس کے معلوم کرنے کی تلاش
میں نہ رہے کیوں کہ ایسی باتوں کی تلاش کرنے میں
آزردگی ہوتی ہے - تیرھیں، جو کچھ کہ بادشاہ اسے
بخشے اگر وہ تھوڑی بھی ہوئے تو یہ نہ جتاوے کہ

بجھے نہیں چاھیتی بلکہ اُسے خواھش سے لیوے اور
پھیرے نہیں - چودھیں یہ کہ سب باتوں میں دیانت کے
تائیں نہ چھوڑے کہ دیانت سے آدمی عزیز ھوتا ھے
اور بے دیانتی سے خوار ھوتا ھے - پندرھیں، کہ جو
کچھ کہ بادشاہ کے یہاں سے پاوے تس پہ راضی رھے -
زیادہ طلبی اور حرص نہ کرے کہ حرص آدمی کا بوجھ
کھووتی ھے اور خراب کرتی ھے - سولھویں، یہ کہ
بادشاہ کے حضور کیا بادشاہ کے پیچھوں ھمیشہ سب
باتوں میں تعریف بادشاہ کی کیا کرے اور جو کوئی
بادشاہ کوں نانو دھرے تو اپنی بساتے اُسے منع کرے -
اور جو اس کے بس مین نہ ھوئے تو صحبت اُس کی
چھوڑے - سترھیں، | جو کام کہ بادشاہ اسے سونپے الف ۱۲٤
تسے تغافل نہ کرے اور ھمیشہ نزدیک بادشاہ کے رھے کہ
جس وقت بادشاہ یاد کرے اس وقت حاضر ھوئے -
لیکن ھمیشہ روبرو نہ رھے کہ بادشاہ پر بھاری ھو
جائے - اٹھارویں یہ کہ بادشاہ کی مہربانی پر اعتماد نہ

کرے اور اپنی خدمت کے اوپر مغرور نہ ہوئے اور
بادشاہ کوں یہ جتاوے کہ میں نے تیرے اوپر حق
ثابت کیا ہے اپنی خدمت کا بلکہ اپنے تائیں نیا ہی نوکر
بُوجھے - بلکہ ایسی فکر میں رہے کہ ہمیشہ نیا بُجرا
کرتا رہے کہ جس سے پچھلی بھی خدمتیں یاد رہیں ،
نہیں تو بادشاہ کسو کی پچھلی خدمت یاد نہیں رکھتے -
انیسویں ، مطلب عرض کرنے کا وقت نظر میں رکھے
کہ جو عرض اس کی قبول ہوئے - اور بے وقت
عرض نہ کرے - اور زیادہ مطلب عرض نہ کرے کہ
بادشاہ کے تائیں بھاری ہوئے - بیسویں ، اگر بادشاہ
اس پر مہربانی کرے تو یہ اور سے اپنا مرتبہ زیادہ
نہ چاہے ، شاید بادشاہ اسے زیادہ چاہتا ہوئے تو پھر
اسے شرمندگی ہوئے - اکیسویں ، اعتراضی بادشاہ کے
سے آزردہ نہ ہوئے بلکہ اپنے حق میں نصیحت جانے / ب ۱۲٤
اور اپنے دل میں دشمنی بادشاہ سے نہ پیدا کرے
(اور) اس فکر میں رہیں کہ بادشاہ پھر مہربان

ہوئے - بائیسویں، بادشاہ کسو اور پر غصے ہوئے یا اور کوں تہمت لگے تو چاہیئے اس کے نزدیک نہ جائے - جب بادشاہ کا غصہ کم ہوئے تب اچھی طرح سے عرض کر کے اس کا غصہ معاف کروا وے - تیسویں، بادشاہ کوں راضی رکھے - بادشاہ کا راضی رکھناں پانچ باتوں سے ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ جو کچھ کہ بادشاہ کہے تسے سچ کر کے مانے مگر وہ بات کہ جو اپنے مذہب سے مخالف ہوئے - دوسریں، بادشاہ کی عقل کوں اور تدبیر کوں سراہے، بلکہ آپ جو مصلحت اچھی عرض کری ہوئے اُسے بھی بادشاہ کے نانو سے مشہور کرے - اور جو بادشاہ مصلحت میں چُوکتے (بھی) ہوں تو بھی اس وقت تعریف ہی کرے، اور طرح ہو کر اس چُوک کوں ظاہر کردے - تیسریں، بادشاہ کی اچھی باتیں ظاہر کرے - چوتھیں، بادشاہ کے عیبوں کوں چھپاوے - پانچویں، جو کوئی بادشاہ کوں چاہے، تسے چاہے اور بادشاہ

جسے چاہے تسے اپنے واسطے نہ چاہے اور بادشاہ کے
الف۱۲۵ واسطے چاہے - چوبیسویں، بادشاہ کا | بھید چھپاوے
کہ یہ سب میں بڑی بَسَت ہے - بلکہ یہ ۰۰۱۰۰ کرے
جو مصلحت کہ بادشاہ کی بہت آدمی جانتے ہوں
تسے بھی اپنے مُہہ سے اپنی بِساتے نہ نکالے کہ اس
میں دو فائدے ہیں: ایک تو یہ کہ بھید چھپاونے کا
استعمال ہو جائے - دوسریں یہ کہ اس کی بھید چھپاونے
کی خوئے لوگوں میں اور بادشاہ سے ظاہر ہوئے
تب جو کوئی بات بھید کی بادشاہ کی مشہور بھی
ہوجائے تو کوئی اُسے بد نام نہ کرے - اور داناؤں
نے کہا ہے کہ اس برابر زبوں آدمی کوئی نہیں جو
اپنی بات یا پرائی بات نہ چھپاوے - اگر جو وہ کیسائی
اپنا دوست ہوئے تو اس سے دشمن سے زیادہ ڈرے -
اس واسطے لازم ہے کہ اپنی خوئے یہ ڈالے، کیا
بادشاہ کیں، کیا اپنے، کیا اور کسو کے بھید کی
بات جو مشہور بھی ہوئے تو بھی اپنے مُہہ سے نہ

نکالے - پچیسویں، جو کچھ بات کہ بادشاہ کیا چاہے
ویسی ہی آپ نہ کرے - جیسے کہ بادشاہ عمارت
کسو طرح کی بناوے تو ویسی ہی آپ نہ بناوے -
یا کسو ذات کا کپڑا بادشاہ خوش کر کے پہرتا ہو تو
اُس طرح آپ نہ پہرے، بلکہ جس روز جس طرح کے
کپڑے بادشاہ نے پہنے ہوں اُس روز اُس طرح کے
کپڑے آپ نہ پہرے، | کچھ تھوڑا بہت تفاوت کردے - ب ۱۲۵
ایسی ہی طرح سب باتوں میں احتیاط رکھے - چھبیسویں،
دولت پر اور مصاحبت پر مغرور نہ ہوئے - اگر
بادشاہ اُسے اپنا بھائی کہے یا بیٹا کہے تو چاہیئے
کہ یہ اپنے تائیں چاکر ہی جانے اور اُسے خاوند ہی
جانے - تس میں بادشاہ کوں کوئی وقت تنگی کا آن
پڑے تو چاہیئے کہ بادشاہ کوں کسو طرح دباوے نہیں
کہ اُس وقت کی بات بادشاہ کے دل میں سے نکلتی
نہیں - ستائیسویں، اگر بادشاہ کی مرضی پیسے جمع
کرنے پہ ہوئے اور سپاہ پر نہ ہوئے تو چاہیئے

کہ سپاہ کے جمع کرنے پر لاوے، کیوں کہ وقت آفت
پڑنے کا کوئی نہیں جانتا - ہر چند پیسے سے تو سپاہ
ہاتھ لگتی ہے لیکن بعضے وقت ایسا ہوتا ہے کہ پیسہ
ہاتھ لگتا ہے اور سپاہ ہاتھ نہیں لگتی - اٹھائیسویں،
ہرکارے اور جاسوس نوکر رکھے (کہ) چاروں
طرف کی خبر بادشاہ کوں پہچایا کرے - انتیسویں، یہ
کہ بادشاہ کے دل میں اپنی طرف سے یہ ثابت کرے کہ
بادشاہ یہ جانے کہ جب کچھ کام آن پڑے گا تب جان
و مال سے حاضر ہوگا - تو اس بات کے جاننے سے
بادشاہ اس کے مال کوں اپنا ہی جانے اور اس کے
الف۱۲۶ مال پر کدھی نظر نہ کرے - تیسویں، کفایت ہر ایک
بات میں بادشاہ کے حضور اپنی ظاہر کرے - لیکن
کفایت کی دو شرطیں ہیں: ایک تو یہ کہ ظلم سے نہ
کرے اور دوسریں یہ کہ ایسی کفایت نہ کرے کہ جس
میں آخر نقصان ہوئے - اکتیسویں، اگر کوئی اس کا
مدعی ہوئے تو اپنے دل کا عناد بادشاہ کے حضور

اُس سے ظاہر نہ کرے - اگر بادشاہ اس کے دل کا عناد کسو سے مانے اور یہ اس کی بات ربونی کی اگر سچی بھی کہے تو بادشاہ نہ جانے - اِس واسطے چاہیئے کہ جو کوئی اس سے جواب سوال سخت بھی کرے تو یہ اسے نرمی ہیں سے جواب دے - بتیسویں، اپنی دولت بڑھنے کے واسطے بادشاہ کے مال پر نظر نہ کرے، بلکہ بادشاہ سے ایسے کام لے کہ جس سے آپ دولت پیدا کرے- لیکن اس کام میں اُس کی پیدائش سے بادشاہ کوں پیدائش زیادہ ہوئے تو اس کی پیدائش بادشاہ کوں بھاری نہ ہوئے - اور اپنی طرف کی رعایت کی دس شرطیں ہیں : پہلیں تو جس جگہ سوں لیا چاہے تس جگہ سے لے اور جس جگہ سے نہ لیا چاہے تس جگہ سے نہ لے - اور جہاں خرچ کرنے کی جگہ ہوئے تہاں خرچ کرے - اور خرچ کرنے کی جگہ نہ ہو تہاں نہ خرچ کرے کہ اس سے دونوں جہان میں بھلا ہوتا ہے - دوسریں، ہو سکے تب تائیں

ب۱۲۶ سب سے نیکی | کرے - تیسریں، اپنی ہمت بڑی رکھے
کہ آدمی کا عقل بڑی ہمت ہی سے ہے - چوتھیں،
نہ اپنے پر سختی کرے، نہ رعیت پر سختی کرے - اور
اپنے پر سختی کرنے کے دو معنی ہیں: ایک تو یہ کہ
بادشاہ کے واسطے یا خلق کے واسطے ایسا کام کچھ
نہ کرے کہ اُس جہان میں شرمندہ ہوئے: جیسے
بادشاہ کے واسطے کسو کوں دغا دے یا خلق کے گناہ
کا روادار ہو - دوسرے معنی یے ہیں کہ خلق کی
مروت سے بادشاہ کے آگوں شرمندہ نہ ہوئے - اور
آپ فقیر نہ ہوئے - پانچویں، اپنے مرتبے سے
قدم باہر نہ رکھے - چھٹویں، اپنی دولت پر مغرور
ہوکر کسی سے دماغ نہ کرے کہ زماناں ہمیشہ ایک
سا نہیں رہتا - ساتویں، حق خاوند کا پہچانے اور
اُس کی بدی پر کمر نہ باندھے، پھر اور کوئی بھی
خاوند اُس کا اعتبار نہ کرے - اور جس کسو نے
اپنے خاوند سے بدی بچاری ہے اُس کا بھلا نہیں ہوا -

آٹھویں ؛ آشنا سچے پیدا کرے کہ ہر ایک وقت میں
اس کے شریک رہیں ۔ نویں ، جس کام میں آوناں
آسان ہوئے اور پھیر نکلناں اس سے مشکل ہوئے
اس کام میں نہ پڑے ، اس واسطے چاہیئے جو کام
شروع کرے تس کا اوائل آواخر دیکھ لے ۔ / دسویں ، الف۱۲۷
بادشاہ کے زدیکی خواصوں میں اور چوبداروں میں
فراشوں میں ، مشعلچیوں میں اور خوجوں میں اور
محلہ داروں میں ایک ایک دو دو آدمی ایسے مقرر کرے
کہ ہمیشہ خبر پہچایا کریں ۔ اور رعیت کی رعایت کی
طرف کی بے شرطیں ہیں : پہلیں ، تو یہ کہ ان کی
محافظت کرے ۔ دوسریں ، ایسی تدبیر کرے کہ سب
اپنے کام سے مشغول رہیں اور کوئی ٹھالی نہ رہیں ۔
تیسریں ، ان پے ظلم نہ ہونے دے ۔ چوتھیں ، قاعدے
اچھے باندھے ، اور ریت رسم جو زبوں ہو سو
اٹھاوے ۔ پانچویں ، ان کے رجوع ہونے سے اور بات
کہنے سے اکتاوے نہیں اور حقیقت ان کی سب سنے ۔

چھٹویں، عامل ان پر جور اور ظالم اور غافل نہ کرے
ساتویں، اجاڑا نہ کرے۔ آٹھویں، ندرانہ لے کر عامل
نہ کرے کہ اس میں رعیت ٹوٹتی ہے۔ نویں، جو
عامل کہ جہاں سے ایک بار نغیر ہوا ہو پھر وہاں کی
رعیت کا راضی‌نامہ نہ لیاوے تب تائیں دوسری بیار
وہاں کا عامل نہ کرے۔ اور لقمان کی نصیحتیں یے
ہیں کہ اے فرزند! چاہیئے کہ پہلیں حق پیدا کرنے
والے کا پہچانے، کیوں کہ ایک تو اس کے غصے کے
آگوں دوسری کہیں (پناہ) نہیں۔ جس نے اسی کا
حق نہ پہچانا تس کا دنیا میں اعتبار | کون کرے ۔ ب۱۲۷
جو نصیحت کسی کوں کرے سو پہلیں عمل (اس پر)
آپ کرے تو اس کا کہنا اور پر اثر کرے، نہیں تو،
سب اس کوں زبوں کہیے۔ اور چاہیئے کہ قدر
آدمیوں کی پہچانے۔ جس لائق کوئی ہوئے تیسائی
اس سے سلوک اور رعایت، اعتراضی کریے کہ تا اور
آدمی بھی اس سے امید بہبود کی رکھیں۔ اور چاہیئے

کہ بات موافق قدر اپنی کے کہے تو کبھی خفیف
نہ ہوئے - اور جو اپنی بڑائی کا یا جو بات آپ سے
نہ ہو سکے، تس کا دعویٰ کرے تو پچھے ازماونے کے
پشیمان ہوئے - اور چاہیئے کہ حق سب کا پہچانے
کہ یہ بات دونوں جہان میں بھلی ہے، کہ اِس دنیا میں
جس کا حق اُس کی گردن پر ہوئے اور اُس بوجھ
کوں اتارے تو اُس جہان میں بھلا ہوئے اور اِس جہان
میں بہبود اور نیک نامی ہوئے - اور چاہیئے کہ بھید،
اپناں بِسانے کِسو سوں نہ کہے، کیا آشنا سوں، کیا
قبیلے سوں، کیوں کہ شاید وہ اپنے آشنا سے کہے
تو پھر احتیاط نہ رہے؛ کہ بھید چھپاوناں ہر ایک کا
کام نہیں، کہ جو بات مہہ سے نکالی سو پھر ہاتھ نہیں
آوتی - اور چاہیئے کہ آدمی کی آزمائش غصے کے
وقت میں کرے - اپنے غصے کے وقت میں یوں
آزمائش کرے کہ / مصلحت میں غصہ زیادہ ہونے کی الف۱۲۸
باتیں کرتے ہیں یا کم کرنے کی باتیں کرتے ہیں، تو

دوست ہیں اور جو غصہ زیادہ ہونے کی بات کرتے
ہیں تو نادان ہیں یا دشمن ہیں۔ اور ان کے غصے میں
اس طرح آزماوے کہ انہیں مصلحت غصہ کے زیادہ
ہونے کی دے۔ اگر طبیعت انہوں کی زیادہ بدی پر
آجائے تو وے کھوٹے ہیں، نہیں تو، نہیں۔ اور دوست
کے تائیں نفع و ضرر میں آزماوے کہ جس طرح نفع
میں شریک ہوتا ہے اس طرح ضرر میں بھی شریک ہوئے
تو جانیئے کہ دوست ہیں۔ اور یہ دیکھئے کہ اپنے
ضرر میں شریک کرتا ہے کہ نفع میں شریک کرتا ہے۔
جو نفع میں شریک نہیں کرتا تو دشمن دوست نما ہے۔
اور چاہیئے کہ دوستی سیانے سے کرے اور نادان
سے بھاگے کہ نادان دوست دشمن سے زیادہ ہے۔
اور خیر کے کاموں میں ہمیشہ دل رکھا کرے کہ اِس
جہان میں بھلا ہے اور اُس جہان میں بھی بھلا ہے۔
اور بغیر ازمائے پر بھروسا مت کرے۔ کیا آدمی پر
کہ جب تائیں اُس کی دوستی یا وفا یا وقوف یا تدبیر

یا همت یا سپاهگری یا جو کام اس سے لیا چاهے | ب۱۲۸
جب تائیں آپ نه ازمایا هوئے تب تائیں بهروسا نه
کرے - اسی طرح جانور یا هتهیار یا اور چیز بغیر
آزمائے بهروسا نه کرے - اور بات کهے سو دلیری
سے کهے اور سند سوں کهے که کوئی تیری بات
اٹها نه دے که بات اٹهادینے میں آدمی کا بوجهه جاتا
رهتا هے - اور مصلحت اور تدبیر ایسے آدمیوں سے
پوچهه جو صلح چاهتے هوں اور سیانے هوں اور ایسے
آدمیوں سے نه پوچهه که طبیعت جلد هو انهوں کی اور
لڑائی هی کی بات جانتے هوں - اور جوانی کوں غنیمت
جان - ایك تو یه که دنیا کی لذتوں سے جوانی شتاب
جاتی رهتی هے - جو ان لذتوں کوں چهوڑ دے تو
جوانی بهی رهے اور وه جهان بهی اِس سے ماے -
کیوں که جو دولت مند گهر چهوڑ کے فقیر هو تو
اس کا مراتب هے - اور جو کنگال لاچاری سے فقیر
هوئے اُسے کیا نفع - اسی طرح جو جوان سب لذتوں

کوں چھوڑے تو اُسے ثواب ہے اور جو بوڑھا اور
نِکّاں ہو کے چھوڑے تو کیا حاصل ہے - اور دوسریں
یہ کہ اس جہان میں بھی جوانی غنیمت ہے کیوں کہ
تردد، تلاش، مسافرت اور سب طرح کی محنتیں جوانی
الف۱۲۹ ھی میں اچھی طرح ہو سکتی (ہیں) - | اور آشناؤں
کوں اور دوستوں کوں عزیز رکھّے کہ وے اسے
عزیز رکھیں کہ دنیا میں آشنائی بہت کام آوتی ہے -
اور ما باپ کوں عزیز رکھے اور خدمت انھوں کی
جیوں چاہیئے تیوں کرے کہ دونوں جہان میں بھلا
ہے - اور استاد کوں ما باپ سے بھی زیادہ جان کہ
جیوں ما باپ سبب پیدا ہونے کے ہیں، اس کے تیوں
استاد سبب عزت اور آبرو کا ہے، کہ آبرو جان سے
بھی عزیز ہے - اور خرچ کوں آمدنی سے کم نہ کرے
تو زیادہ بھی مت کرے کہ خرچ زیادہ کرناں احتیاج
لیاوتا ہے - اور آدمی کوں احتیاج برابر دوسری زبوں
بات نہیں کہ آبرو جو جان سے بھی عزیز ہے تس کوں

بھی احتیاج نقصان کرے ہے ۔ اور سب کاموں میں
مَدّہ[1] چلن اختیار کرے، کس واسطے کہ زیادتی کسو
بات کی بھلی نہیں ۔ سپاہگری بہت بڑی بَست ہے
لیکن نہایت زیادتی اس کی بھی بھلی نہیں، کیوں کہ
ہر وقت مرنے ہیں کوں موجود ہووے ۔ اور کچھ
تدبیر سے کام نہ کرے تو اس سے کوئی کام نہ بن آوے
اور شتاب مارا جائے ۔ اور رحم کرنا بڑی بات ہے
لیکن بہتایت[2] اس کی بھی زبوں ہے، | کہ آدمی کوں ب۱۲۹
بے غیرت کرے ہے اور گھر اور باھر زبوں ہیں
رہتا اور بے ضبطی سے سب کام ابتر ہوتا ہے ۔
اور چاہیئے کہ اپنے کپڑے اور پِنڈا[3] ہمیشہ پاک رکھے ۔
ایک تو معنی اس کے یہ ہیں کہ گناہ سے ناپاک نہ
کرے، دوسرے، یہ کہ ستھرائی سے رہے کہ تو پیدا
کرنے والے کا نانو مُہہ سے نکلے تو بے ادبی نہ ہوئے

---

(۱) مدہ (س: مدھیہ): درمیانی، اوسط (۲) بہتایت: بہتات (۳) پنڈا: جسم، بدن ۔

اور دنیا میں کوئی زبوں نہ کہے اور پاس بیٹھنے
والے گھن نہ کریں اور مہمان جو کوئی آوے تس کی
خدمت جیوں چاہیئے تیوں کرے کہ حق مہمان کا
بڑا ہے۔ کیوں کہ ایک تو یہ کہ جو کوئی اِس کے
دروازے پر (جائے) اور یہ اُس سے مروت نہ کرے تو آپ پیدا
کرنے والے کے دروازے پر جائے کر کیا مُنھ لے کر
مروت چاہے۔ اور دوسریں، یہ کہ جو یہ مہمان کی
خدمت زیادہ کرے تو اخلاص بھی زیادہ ہوئے اور
سب کوئی زیادہ تعریف کرے۔ اور جو یہ مہمان
جائے تو وہ بھی زیادہ آدر[1] کرے۔ اور جواں مردی
کوں اختیار کرے کہ جو کوئی مشکل یا سختی آپڑے
تو ہَردھرائے[2] نہ جائے بلکہ چاہیئے ہمت باندھے کہ
الف ۱۳۰ ہمت سے سب کچھ آسان ہوتا ہے | لیکن نظر پیدا
کرنے والے ہی پے رکھے کہ وہ سب کچھ آسان
کرتا ہے۔ اسی طرح کہ جیتی باتیں جواں مردی کی ہیں

(۱) آدر: عزت (۲) ہردھرانا: گھبرانا۔

تن میں کمی نہ کرے - اور جس کے گھر جائے تو چاہیئے کہ آنکھیں اور ہاتھ اور جیب اختیار میں رکھے - آنکھیں تو اس واسطے کہ ہر ایک طرف کا دیکھنا، یہ وضع ہلکی ہے، اور اس واسطے کہ شاید کوئی بات ہو کہ جس کے دیکھنے سے گھر والا شرمندہ ہوئے - اور ہاتھ اس واسطے اختیار میں رکھے کہ جیسے کتابت ہے یا اور چیز ہے کہ گھر والا نہ چاہتا ہوئے کہ یہ دیکھے اور یہ ہاتھ میں اٹھا لے کے دیکھے تو یا آزردہ ہوئے یا تُرت ہیں بگاڑ ہو - اور جیب کوں اس واسطے اختیار میں رکھے کہ ایسی کچھ فرمائش نہ کرئے سو اُس پئے سر براہ نہ ہوئے اور وہ شرمندہ ہوئے - اور اس واسطے کہ جو کوئی کسو کے گھر جاتا ہے تو بھلی سناونے کے واسطے جاتا ہے، اس واسطے کوئی بات مُہہ سے ایسی نہ نکالے کہ وہ آزردہ ہوئے - اور جن کا ایک گروہ ہوئے اور جماعت ہوئے تن سے

آشنائی رکھنے ، کیوں کہ زمانے کی کمی زیادتی ہر کسی
ب ۱۳۰ پر ہوتی ہے | تو و یسے وقت میں ایک آدمی کی آشنائی
کام آوتی ہے اور جو جماعت کی آشنائی ہو تو زیادہ
کام آوے - لیکن جماعت وہ کہ ایک تن ایک من ہوں
یا ایک ذات ہوں یا ایک گھر کے ہوں کہ جن میں
آپس میں اخلاص ہو ؛ کیوں کہ تھوڑے دن کی اکٹھی
ہوئی جماعت کام نہیں آوتی - اور اولاد کے تائیں
چاہیئے کہ پہلیں اپنے دین مذہب کی بات سکھلاوے ،
پیچھیں علم اور خط اور ادب اور تیر اندازی اور سواری
سکھلاوے ، کہ اولاد کا تربیت کرنا اسے لازم ہے -
اور اس بات کا اس کی گردن پر بوجھ ہے ؛ کیوں
کہ جو یہ تربیت کرے گا اور اس پر تربیت کا اثر
ہوگا تو اُس جہان میں ثواب ہوگا اور اِس جہان
میں نانو ہوگا - اور جو اس کی تربیت (کا)[1] اس
پر اثر نہ ہو تو یہ بد نامی سے چھوٹے اور وہ بد نام

(۱) اضافہ ، اصل متن میں یہ لفظ نہیں ہے -

ہوئے - اور جو یہ تربیت نہ کرے تو گناہگار ہوئے
اور دنیا میں بد نام ہوئے - اور چاہیئے کہ دین
کوں اُس جہان کے واسطے رکھے اور پیسے
کو اِس جہان کے | واسطے رکھے ، کیوں کہ اُس الف۱۳۱
جہان میں دین ہیں کام آوے گا اور پیسہ دھرا نہ کام
آوے گا ، مگر جو پیدا کرنے والے کی راہ پر خرچ
کرے تو کام آوے - اور اِس جہان کے واسطے
پیسہ رکھنا ضرور ہے - اور جس کسو سے کام لے
تو اس کی طاقت موافق لے - ایسا نہ کرے کہ بوجھ
نہ اٹھے - اس پر سیر بھرا اور پانچ سیر اس پر
دھرے تو وہ آدھ سیر کے بھی کام سے جائے - اور
رات کوں جو بات کہے تو چاہیئے آہستہ آہستہ
کہے کہ رات کی آواز دور جاتی ہے ، اور کوئی
تفاوت سے ہو تو معلوم نہیں ہوتا - اور جو دن کو
بات کہے تو داہنے بائیں دیکھ لے کہ ہر ایک کوئی
نہ سنے اور واقف نہ ہوئے - اور جو بات اپنے

واسطے تجویز نہ کرے سو اور کے بھی واسطے تجویز
نہ کرے کہ جس طرح تانو رکھنا یا زبوں کہنا یا نقصان
ہونا یا بے آبرو ہوناں اسے اپناں برا لگتا ہے تیسا
ہی اور کوں بھی جانے - اور کسو کی بَست پر دل
مت رکھے ، خواہ ملك ہوئے ، خواہ مال ہوئے یا
آدمی ہوئے یا جانور ہوئے ، خواہ مراتب ہوئے یا
اعتبار ہوئے ، یہ دل میں مت لیاؤ کہ مجھے ملے یا مرے
ب۱۳۱ تانیں نہیں - کیوں کہ / یہ کام بے دیانتوں کا ہے
اور حسد والوں کا ہے - سو یہ دین میں اور دنیا
میں بہت زبوں ہے اور آخر اس کا سوائے پشیمانی کے
اور حاصل کچھ نہیں - اور کم کہناں اور کم کھاناں ،
کم سوواں عادت کر - کم کہناں تو اس واسطے کہ
بہت باتیں کرنے میں آدمی سبك ہوتا ہے اور سننے
والا دق ہو جاتا ہے - اور بہت باتیں کرنے میں
فائدے کی باتیں کم ہوتیں ہیں بے فائدے کی باتیں
بہت ہوتیں ہیں - سو اس سے ، آدمی کے وقوف کی کمی

معلوم هوتا[1] هے - اور کم کھانا یہ کہ جو کچھ کہ
جس کی بھوکھ ہوئے تس سے کچھ بھوکھ رکھ کر کھائے
تو جو کھائے سو ہضم بھی اچھی طرح ہوئے اور
حواس اور طبیعت ہلکی رہے - اور ہضم جب اچھی
طرح ہوئے تو قوت بھی زیادہ ہوئے اور بھوکھ بھی
کم نہ ہوئے - اور جو بھوکھ سے زیادہ کھائے تو وے
سب باتیں الٹی ہوں اور کام کاج میں کاہلی ہو - اور
کم سوونا اس واسطے کہ بہت سوونا سست کرتا ہے
اور وقوف کوں کم کرتا ہے اور بات کم یاد رہتی ہے -
اور کیا بندگی پیدا کرنے والے کی اور کیا کام کاج الف۴۲
دنیا کے، کم ہوتے ہیں - اور جو کم سوونا اس کا
مشہور ہوئے تو دشمن دغا کوں قابو سے نہ پاوے اور،
اور دل بھی نہ چلاوے - اور جو بات کہ آپ نہ سیکھی

---

(۱) «ہوتی» ہونا چاہیئے - اگر کتابت کا سہو نہیں
تو فعل «وقوف» کے تابع سمجھا گیا ہے - ترکیب نحوی کی
یہ بدنظمی مصنف کی زبان میں اور جگہ بھی پائی جاتی ہے -

ہوئے سو اور کوں مت سکھلاو کیوں کہ جو کچھ بات سیکھی نہ ہوئے سو جیوں کی تیوں نہیں معلوم ہوتی ۔ اور جو آپ ایسی طرح نہ جانے گا تو اور کوں کہاں سے بتلاوے گا ۔ تو اس میں آدمی کا وقوف معلوم ہوتا ہے ۔ اور عورتوں سے اور لڑکوں سے بھید نہ کہہ کہ ان میں عقل کم ہوتی ہے اور انھوں سے بھید چھپتا نہیں ۔ اور جو کام کرے شو سیان[1] سے اور تدبیر سے کر ۔ یہ مت جانے کہ یہ کام چھوٹا ہے یا میں نے آگوں کیا ہے ۔ کیوں کہ چھوٹے کاموں سے بڑے ہو جاتے ہیں اور کئی باتیں ان میں نئی نکل آوتی ہیں ۔ اور کم ذات آدمی سے وفا مت چاہے کیوں کہ وفا جو ہے سو بڑی بات ہے ۔ جو کوئی کمینے ہیں انھوں سے بڑی بات کہاں ہو سکتی ہے ۔ اور جو کام کرے سو بے اندیشہ اور بے تدبیر نہ کر : اندیشہ یہ کہ آخر اس کام کے کیا ہے[2] یا اس

---

(۱) سیان : سمجھ (۲) یعنی انجام کام کا کیا ہے ۔

کام میں قباحتیں کیا ہیں - اور سب طرح کے اندیشے
کرے (پھر) تدبیریں انھوں کی تجویز کرے، تب کام
کر - / اور اج کے کام کوں کلّیہ کوں مت ڈالے ب۱۳۲
۰۰۲۰۰ کوئی ایسی بات آپڑے کہ جس سے کام میں
۰۰۲۰۰ جائے - اور بخیل سیتی امید بہبود کی مت رکھے
کیوں کہ جو کوئی کسو ھی کا بھلا نہیں چاھتا سو
اِس کا بھلا کہاں سے چاھے گا - اور جو کوئی آپ
سے بڑا ھوئے تِس سے مزاخ[1] نہ کر کیوں کہ مزاخ
کرناں سب ھی سے زبوں ہے - تس میں جو کوئی
بڑے سے مزاخ کرے تو اُس جہان میں گنہ گار
ھوئے - کیوں کہ جس کوں پیدا کرنے والے نے
اِس سے بڑا کیا ہے اور یہ اُس کوں ھلکا کرے تو

---

(۱) مزاخ : مذاق - «ق» کی «خ» میں تبدیلی دکن سے
مخصوص نہیں - قدیم ازدو کی یہ خصوصیت تھی جس کی
باقیات شمالی ھند کی عوامی زبان میں بندوخ - صندوخ -
و خت - شوخین - وغیرہ کی شکل میں پائی جاتی ھیں -)

اُس کوں کب بھلا لگے گا اور دنیا میں بھی نانو
دھرائی ہووے - اور احتیاج والا آوے تسے نا امید
مت کر کہ اُس جہان میں ثواب ہے اور اِس جہان
میں نانو ہے - اور جو اپنے بِساتے کمی کرے تو
اُس جہان میں گناہ ہے اور اِس جہان میں نانو دھرائی
ہے - اور ۱۰۰۰۰ لوگوں کوں اپنے سالم گستاخ
مت کرے کہ اِس میں آدمی سبک ہوتا ہے اور
دھشت اُس کی سب کے دل میں سے اٹھ جاتی ہے،
اور اس طرح سے بہت کاموں میں خلل پڑتا ہے -
الف ۱۳۳ اور آپ سے جو کوئی (بڑا ہونے) / تس سے (بات
بڑھا) کر مت کہے کہ ایک تو بے ادبی ہے اور
دوسریں بات بڑھا کر کہنے میں تھوڑا سا جھوٹ بھی
ہوتا ہے، تو جھوٹ بولنے میں آدمی بے اعتبار ہوتا
ہے - اور جو وہ بدلہ اس کا لے تو بچاؤ بھی اس کا
مشکل ہے - اور جس کسو کے گھر جائے تو اُس کے
گھر خاوند مت ہو بیٹھے کہ اگر گھر خاوند تجھ سے

سلوك سے کچھ نہ کہے گا تو اور جو اس کے گھر
کے میں سو ہنسے[1] کے اور ہلکا کر گنے[2] کے -
اور پچھلی لڑائی کوں یاد مت کرے کیوں کہ اگر پچھلی
لڑائی میں فتح ہوے[3] اور اس فتح کوں یاد کیئے
سے غرور آجائے اور پھر لڑائی میں اندیشہ اور تدبیر
نہ کرے تو لڑائی کا کام بگڑ جائے - اور جو پچھلی
لڑائی میں شکست ہوئی ہوئے اور پھر لڑائی باز کنہائے
تو استقلال نہ رہے - اور اپنی بھلائی کوں اور کی
بھلائی سے مت ملاوے ، کہ یا بھلائی کی بات ہوئے
یا بھلا کام ہوئے ۰۰۲۰۰ بست ہوئے یا کسو کے ساتھ
آپ بھلائی کی ہوئے ، اگر ان کے تائیں کسو اور کی
بھلائی کے ساتھ ملاوے گا تو اپناں ضرر بھی ہے اور
نانو بھی نہ ہوئے اور جدا کیئے سے اس سے دشمنی
ہوئے - اور ایك کتاب (میں) عبارت اس طرح

---

(۱) ، (۲) دونوں لفظوں میں جمع کا غنہ غائب ہے
(۳) ہو ہے: ہوئے (فعل کی ہائے زائدہ کی شکل) -

ب۱۳۳ ہے کہ اپنی چیز میں اور کی چیز کوں | مت ملاؤ یعنی ساجھا مت کرے ، کیوں کہ ساجھا (کرناں) آخر کوں آزردگی لیاوتا ہے - اور کسی کام کے ..۲۰..

بیچ میں بے اندیشہ مت ہوئے اور یہ دل میں مت لیاوے کہ میں نے پہلیں اندیشہ کر لیا ہے ، کیوں کہ شاید کوئی ایسی بات باز کھاتے کہ پہلیں دل میں نہ آئی ہوئے - کسو کی نسبت کے درمیان مت پڑ ، کیوں کہ جو ان میں اخلاص رہے تو اپنے نصیبوں کی بھلائی ہے یا آپس کا سلوک جانے - اور بے اخلاصی ہوئے تو ساری عمر بیچ والے کوں زبوں کہیں - اور اپنے مال کوں دوست کوں اور دشمن کوں مت دکھلاؤ - زیادہ ہو تو کم ہوئے : تو دوست کون اس واسطے کہ ایک وقت دوست کوں ضرور ہو اور اس سے کچھ مانگے اور اِس پاس اُس وقت موجود نہ ہو اور یہ نہیں کرے تو وہ یہی جانے کہ اس نے لالچ کیا اور دوستی درمیاں سے جاتی رہے - اور جو

(دے اور) پھر اسے احتیاج ہو اور مانگے تو بھی
دوستی میں تفاوت پڑے، کیوں کہ قرض کوں قینچی[1]
دوستی کی کہتے ہیں۔ چاہیئے کہ دوست کوں قرض
اتنا دے سو پھیر نہ مانگے، مگر اس کوں ایسی
ھی ضرور ہو تو پھیر کسی بات کا دریغ (نہ کرے)۔| الف ۱۳٤
اور (دشمن) کو اس واسطے نہ دکھاوے کہ وہ حسد
کی راہ سے ۳۰۰۰۰۰ ہوئے کہ مال اس سے جائے
اور جو کم ہوئے تو (دشمن) کوں اس واسطے
مت دکھلاوے کہ بھرم نکلے سے آدمی ہلکا پڑ جاتا ہے۔
اور ناتے والے سے ناتا نہ توڑ، کیوں کہ اگر جو وے
مدعی بھی نہ ہوں گے تو وے کام بھی نہ آویں گے
اور دنیا زبوں کہے گی۔ اور پرائی بست پر مشتاق
بہت نہ ہو جائے کہ اس واسطے کچھ حاصل نہیں، مگر
وہ مشتاق ہونے کی جو تصدیع ہے سو ھی حاصل
ہوتی ہے۔ اور جو بات کہ کسی نے اختیار نہیں کی

---

(۱) قینچی کا غیر انق تلفظ۔

اور بھلی باتوں میں نہیں گنی ، تیسے چاھیئے کہ نہ
کرے کہ ایک تو اُس میں زبونی ہوئے تو نقصان ہوئے
اور دوسریں سب نانو دھریں - اور کار بے صرفہ نہ
کر کہ اس کے بے معنی ہیں کہ جو بات جیتی کہ جہاں
چاھیئے تیتی[1] ھی وھاں خرچ کرے ، جیسیں کہ ایک
آدمی سے جو کام ہوتا ہوئے تو دو آدمی سے نہ کہیے -
روپئے سے کام ہوتا ہوئے تو دو روپئے نہ خرچے -
بات کہنے سے کام ہوتا ہوئے تو لکھ نہ دے - نوکر
سے کام ہوتا ہوئے تو بیٹے کوں نہ کہے - اِسی
طرح سب باتیں قیاس کرنے - اور جو کوئی کسو
ب۱۳٤ کوں زبوں | کہتا ہوئے تو اُس کے ساتھہ باتیں مت
کر کیوں کہ (اگر) یہ کچھہ زبوں نہ کہے تو بھی
باتیں کرنے کے سبب سے (وہ) مانے اور ناحق ایک
سے دشمنی حاصل ہوئے - اور (کسی کوں) پچھوں زبوں
مت کہے کہ جو وہ سنے تو دشمن ہوئے اور جو

---

(۱) تیتی : اتنی -

کوئی سنے تس کے آگوں بے اعتبار ہوئے اور وے
یہی جانے کہ پچھیں ہمیں بھی اِسی طرح کہتا ہوگا ۔
اور جب تائیں ہوسکے تب تائیں لڑائی مت کر کیوں
کہ لڑائی سے پہلیں جو تدبیر کرے سو ہو سکتی ہے ۔
اور لڑائی میں جو فتح ہوئے تو بھی کیتی باتوں کا
نقصان ہوئے اور جو شکست ہوئے تو سب ہی مٹ
جائے ۔ اور ہر ایک جگہ اپناں زور مت آزما کہ
شاید کوئی زبردست ملے تو زور توڑ ڈالے ۔ اور جو
مدعی کوں زور معلوم ہوجائے تو اس کی خاطر
جمع ہوجائے اور وہ بھاری پڑے ۔ اور لوگوں
کے حضور دانتوں کوں خلال نہ کر اور نانک میں
انگلی نہ کر اور جمہائی لیتے میں مُنہہ پر ہاتھ دھر
لے اور کسی کے اوپر مت لے ۔ اور بہت آواز سے
ناک پاک مت کرے اور تھوکے مت ۔ اور ہر ایک
کے حضور اپنے تائیں کھُجلاوے مت ۔ اور راہ | الف ۱۳۵
چلتے میں اپنے تائیں دیکھتا مت چل، کہ بے باتیں

دیکھنے میں زبوں میں اور اِس سے آدمی سبک ہوتا ہے۔ اور بات تاکید کی اور ہنسی کی ملا کر مت کہے کیوں کہ ہنسی کی کہنے میں تاکید نہ ہو گی اور کام ابتر ہوگا۔ اور بات کہتے میں آدمی کوں شرمندہ مت کرے خواہ چُوک کر کہتا ہوئے یا جھوٹ کہتا ہوئے کیوں کہ اپناں تو کچھ نقصان نہیں اور وہ ناحق آزردہ ہوئے۔ اور جو اپناں نقصان ہوتا ہوئے تو اُسے سہج میں جواب دے۔ اور آنکھ سے یا بھونہہ سے اشارت مت کرے کہ ایک تو یہ طرح ہلکی ہے اور دوسریں جو کوئی اور دیکھے تو وَسواس کرے کہ شاید میرے ہی اوپر کچھ اشارت نہ کی ہو۔ اور جس بات سے کہ ہنسی آوے اُس کوں وَسواس سے کہہ کیوں کہ جو آپ ہنسے تو بھی وضع ہلکی ہے۔ اور جو اس کی بات پر کوئی ہنسے تو بھی یہ سبک ہوئے۔ اور جو ہمیشہ ہنسی ہی کی باتیں کیا کرے تو مجلس میں لوگ ہنسی مسخری

کی جگہ جانے - اور کہی بات کوں گھڑی
گھڑی مت پوچھہ | کیوں کہ لوگ جانے لگے[1] کہ ب۱۳۵
اس میں کچھہ سمجھہ کم ہے - (اور) آپ بھی جو بات
ایک بار کہی ہوئے تسے پھر مت کہے کہ اس میں
آدمی سبک ہوتا ہے - اور اپنی بڑائی اور اپنے بیٹوں
کی بڑائی کسو کے آگوں مت کر کہ اس میں
آدمی ہلکا معلوم ہوتا ہے اور چھوٹا معلوم ہوتا ہے
اور ہر ایک کیں کھانا مت کہا کہ طرح بھی ہلکی
ہے اور خطرہ ہے - اور کاموں میں شتابی نہ کر
کیوں کہ خاطر جمع سے کام کرنے میں سمجھہ کے
کرنا ہوتا ہے اور شتابی کرنے میں سمجھہ کے کام
نہیں ہو سکتا ، اور بغیر سمجھے کرنے میں آوے سو
بگڑے ہی - اور تن اپنے کوں دنیا کے واسطے تضیع
میں مت ڈال ، کیوں کہ دنیا اسی کے واسطے ہے کہ
جب یہی نہ رہے گا تب دنیا کس کام آوے گی -

---

(۱) جاننے لگیں -

اور جو کوئی اپنے تائیں نہ جانتا ہو تس سے بہبود
کی توقع مت رکھّے کیوں کہ جو کوئی قدر ہی نہ
جانے گا تو قدردانی کیا کرے گا - اور اپنی قدر
معلوم کرنے کے واسطے اور حق ثابت کرنے کے
واسطے بہت دن چاہیئے ہیں - اور غصے کے بیچ میں
بات مت کہہ کیوں کہ غصہ میں باگ اختیار کی
الف ۱۳۶ ہاتھہ میں نہیں رہتی - شاید کوئی بات ، ایسی بات |
مُہہ سے نہ نکل جائے کہ پھیر جس کا بناونا مشکل ہوئے -
اور بات کہنے میں کان رکھّے کہ جو کوئی اس
سے بات کہے اور یہ نہ سنے تو ایک تو وہ آزردہ
ہوئے دوسریں جو کچھہ کام ہی کی بات ہوئے تو وہ
کام ضائع جائے - بلکہ اپنی بھی بات کہنے میں
کان چارو طرف رکھّے کہ کسو طرف کی بات کام
کی ہاتھہ سے نہ جائے - اور سورج کے نکلنے کے
وقت مت سو ، کس واسطے کہ پیدا کرنے والے
کی بندگی کوں وقت خاطر جمع کا ہے - اور اس

وقت کی بندگی سوائے قبول ہوتی ہے، کیوں کہ اس
وقت کی نیند بہت عزیز ہوتی ہے - اُسے جو کوئی اچھی
طرح اور دل لگائے کر بندگی کرے تو وہ بھی
شتاب قبول کرے ہے اور دنیا کے بھی کاموں کا
وقت زیادہ ہاتھ لگتا ہے اور ہوشیاری اور خبرداری
دوست دشمن پر معلوم ہوتی ہے - اور آپ سے جو
کوئی بڑا ہوئے تس سے راہ میں برابر یا آگوں مت
چل کیوں کہ بے ادبی ہے، مگر کام کا وقت ہوئے -
اور لوگوں کی بات کے بیچ میں مت آؤ، کیا بھلی بات
ہو کیا بری بات ہو یا مصلحت ہو - ایک تو بغیر
پوچھے بات | کہنے میں آدمی ہلکا ہوتا ہے اور ب۱۳۶
دوسریں جو (کوئی) بات کہنے میں بولے اور اس
کی بات کوں (کاٹے) سو وہ برا مانے - اور یہ بھلی
بات جان کے درمیان آوے اور کوئی سبب سے
وہ بات الٹی ہو جائے تو پھر اس کی گردن پڑے -
اور جو بات بری ہے سو تو بری ہی ہے اُس میں پڑنا

اور جان کے کوئے میں گرنا برابر ہے - اور
مصلحت کوں یہ اپنی جان اچھی ہی دے اور کوئی
سبب سے راست نہ آوے تو سب اُسے زبوں کہیں -
اور جگہ اپنی پہچان کے بیٹھ اور بلکہ ایسی جگہ نہ
بیٹھے سو اُسے نیچیں بٹھلاویں کہ آبرو میں تفاوت ہوئے -
اور اپنا بھی کم مرتبے کی جگہ میں نہ بیٹھے کہ
لوگ اس کے وقوف میں تفاوت جانے - اور مجلس
میں بیٹھے گھوٹنے پر سر مت دھر، کہ وضع دیکھنے
میں زبوں ہے اور اِس سے نہایت فکر معلوم ہوتی ہے،
اور دشمن کے دل کوں قوت ہوتی ہے، اور دوست کا
دل ٹوٹ جاتا ہے - اور جھوٹھ کسو طرح مت بولے
کہ دین میں تو گناہ ہے اور دنیا میں آدمی نہایت
الف۱۳۷ بے اعتبار ہوتا ہے، | کہ اگر سچی بھی بات کہے
تو پھر کوئی نہ مانے - بلکہ سیانوں نے کہا ہے
کہ وہی جھوٹ بولنا ہے جو بے شرم ہوتا ہے،
کیوں کہ جس میں شرم ہوگی اور اس کی بات

میں تفاوت نکلے گا تو شرمندہ ہوکر پھر نہ کہے گا۔
اور جو شرم ہو ہے گی نہیں تو شرمندہ بھی نہ ہوگا
اور پھر کہے گا۔ اور جو کوئی بے شرم ہوگا
تس کی کسی بھی بات کا اعتبار نہیں۔ اور داہنے
اور بائیں مت دیکھ کہ ایک تو یہ طرح سبک ہے اور
دوسریں ، نشانی دھشت کی ہے۔ اور دشمن جب یہ
جانے کہ اس پر دھشت بہت ہے تب وہ غالب آوے،
لیکن یہ بھی لازم نہیں کہ بے خبر رہے ، بلکہ
ایسی طرح سے دیکھے کہ کوئی نہ جانے۔ اور یار
یکرنگ کے اوپر جان کے تائیں تصدق کر کہ شرط
دوستی کی یہی ہے۔ اور جب جان ہیں عزیز نہ ہوئے
تب مال عزیز کیوں کر ہوگا۔ اور جو کوئی دوستی
پر ایتا قائم ہوگا تو ہر ایک کوئی اس کی دوستی چاہے
اور ہر ایک اس سے دوست ہوئے۔ اور جس کے
دوست بہت ہوں گے تسی کے کام زیادہ بن آویں گے۔
اور ہر ایک کسی سے قرض مت لے کیوں کہ جو

کوئی قرض دینے کی اور پھر وصول کرنے کی راہ
ب۱۳۷ سے واقف ہی نہ ہوئے تو کیا جانیے | کس وقت
میں کس طرح سے مانگے کہ اس کے ۱۰۰۰...
نکلنا مشکل ہوئے - ایسا ہی تو دولتوں کا احسان
اور رعایت اور انعامات اور مروت ہے - اور
مہمان کے آگو کسو پر غصہ مت کر کہ مہمانی جو
ہے، جو واسطے خوشی کے ہے، اور غصے میں خوشی
کہاں رہتی ہے، اور مہمان کا ادب بھی اِس میں
نہیں رہتا - اور اِس میں مہمان بدظن بھی ہوتا ہے
اور یہ جانتا ہے کہ میرا آونا اس پر بھاری ہوا،
تس سے یہ ہر ایک پر آزردگی کی باتیں کرتا ہے -
اور مہمان کے تائیں کام مت فرما کہ شرط مہمان
داری کی نہیں؛ کہ مہمانداری واسطے رضامندی کے ہے،
اور اِس میں آزودگی ہے - اور بھوکا راہ مت چلے
کہ راہ کی ماندگی اور بھوکھ کی ناتوانی اکٹھی ہوئے
اور کچھ کام محنت کا آئے پڑے تو اُس سے عاجز

آوے اور وہ نہ ہو سکے۔ اور جو کام نہ کیا ہوئے
تسے کہئے میں مت گِنے، کیوں کہ جو کام کوئی جس نے
نہ کیا ہوئے اور یہ جانے گا کہ میں اس سے واقف
نہیں تو اُسے، پاکر دیکھے گا اُس کی تدبیروں سے
اور اس کی باتوں سے، کرنے والوں سے صلاح لے کر
واقف ہو رہے گا تو جب وہ کام کرے گا تب اُس
سے | اچھی طرح کام سر براہ ہوگا۔ اور جن کنہوں الف۱۳۸
نے نہ کیا ہوگا اور کیا ہے سا جانے گا تو جب
کرے گا تب خواہ مخواہ اُس سے بگڑے ہی گا،
کیوں کہ جس نے راہ نہ دیکھی ہوئے اور بہت راہوں
میں جا پڑے تو بھٹکے ہی بھٹکے۔ اور مست اور دیوانے
سے بات مت کہہ، کیا جانے اس کے مُنہ سے کیا نکلے
اور اسے برداشت نہ ہوئے تو وہ تو دیوانہ ہی ہوکر
چھوٹے لیکن اسی کوں سب زبوں کہیں۔ اور بد چلن
(عیار)، بیکار گُنڈ طوروں کے ساتھہ مت بیٹھہ کہ
آدمیوں میں صحبت کا اثر خواہ مخواہ ہوتا ہے۔ اور

غرور مت کر کہ اس میں آشناؤں سے دوستی نہیں
رہتی اور غیر آشنا دشمن ہوتے ہیں - اور کسی کوں
کچھہ دے تو احسان مت کر - اگر جو پیدا کرنے
والے کی راہ پر دے تو اس کا ثواب مٹ جائے کیوں
کہ اس کا بدلہ دنیا ہی میں ہوچکا، بلکہ اس کی راہ
پر دے تو ایسی طرح دے کہ کوئی نہ جانے - اور
دنیا کے واسطے دے تو اس واسطے کہ کوئی بھلا مانے
اور نانو ہوئے سو اس میں احسان رکھنے میں لوگ
نانو دھریں اور سبک جانے، اور جسے دے سو بھلا
مانئے کی جگہہ اور برا مانے اور نفع کے واسطے | ب۱۳۸
اور ضرر کے واسطے اپنی آبرو مت کھووے کہ جہاں
کا صدقہ مال ہے اور آبرو کا صدقہ جان ہے کہ جو
بَست ایک کی عزیز ہوئے تسے چاہے کسی کے بدلے نہ
دیجیے - اور لوگوں کی دشمنی اپنے اوپر پیدا نہ کر
کہ آخر اِس کا پھل بھلا نہیں، کیوں کہ جو بہت سے
لوگ ایک بات پر اتفاق کریں اور اُس کی تلاش میں

رهیں تو ایک نہ ایک وقت انھوں کا داؤ لگے ھی لگے
اور جھوٹھہ کوں بھی سچ کر دکھلاویں - اور جہاں
لڑائی ھوئے اور فساد ھوئے اس جگہ سے کنارہ رہے :
بے سبب پرائی آفت اپنے سر لینی لازم نہیں ، بلکہ اکثر
صلح کرنے والے اور لڑائی کا تماشہ دیکھنے والے مارے
گئے ھیں - اور ھمیشہ چھری اور انگوٹھی اور پیسے اپنے
پاس رکھہ کا وقت ضرور کے اور اکیلے پر جانے کے
کام آوتے ھیں . چھری تو اس واسطے کہ اگر کچھہ
ھتھیار نہ ھوئے تو یہ بھی ایک ھتھیار ھے اور اکیلی
مسافرت کے بیچ میں پورا سر انجام ھے - انگوٹھی اس
واسطے کہ آپ جو اکیلا ھوجاوے اور چاھے کسو کوں
خبر کرے تو نشانی کے کام آوے اور لکھہ بھیجے تو
مُہر کے کام آوے - اَن جانتا آدمی مُہر سے اعتبار کرے -
اور پیسوں کا رکھنا تو ضرور ھی ھے - اور جوں مُہر الف ۱۳۹
اور روپئے اپنے پاس رکھے تیوں پاؤلیاں[1] آنیاں[2]

---

(۱) پاؤلی : چونّی (۲) آنیاں (انّی) اِکنّی

بھی رکھے، کیوں کہ جو آنّی کی جگہ اشرفی (ہو)
تو لوگ بھرم رکھ کر مدعی ہوں۔ اور جو کوئی کام
کہے اُسے خوشی سے کرے۔ کیوں کہ جو کام
بھونہہ چڑھا کر کرنے میں آوے اگر وہ سر انجام
ہوئے تو کام لینے والے کوں بڑی خوشی نہ ہوئے۔ اور
جو کام سر انجام نہ ہوئے تو دوہری آزردگی ہوئے۔
ایک تو بھونہہ چڑھاونے کی اور ایک کام نہ ہونے کی۔
اور یہی معلوم ہوئے کہ کام اِس نے جان کر نہ کیا۔
اور جو خوشی سے کام کرے اور جو کام اس سے نہ
ہوئے تو بھی اس پر الزام نہ آوے اور جو کام کچھ
کرے گا نہیں تو کچھ پاوے گا بھی نہیں، کیوں کہ جو
بدی نہ کرے گا تو کاہے کوں پاوے گا۔ اور جو ڈر
کے بیٹھ رہے گا اور اپنی طاقت موافق کے کاموں میں
بھی دَر نہ آوے گا اور ہمت نہ باندھے گا تو بہبود کہاں
سے ہوگی۔ اور جو وعدہ کرے سو پورا کرے تو
آگوں بھی سب کوں اعتبار ہوئے اور جس کی بات

کا اعتبار ہے تس کے سب کام اچھے ہوتے ہیں اور
جو اپنی بات سے قائم نہیں رہتے تس سے لوگ ایک
ہی دو بار دغا کھاتے ہیں - اور کسو کوں مت ڈراؤ
کہ آپ امن میں رہے - / کیوں کہ جو کوئی اور کوں ب۱۳۹
ڈراوے گا تو وہ بھی اس کی فکر میں رہے گا - اور
رعایت سب سے کر لیکن اپنی رعایت کر سو اپنے تائیں
خرابی نہ لیاوے - اور ہمیشہ اپنے بناؤ ہی کرنے کی
فکر میں مت رہ کہ ایک تو یہ وضع بھی زبوں ہے اور
دوسریں یہ کہ دل تو ایک ہے، جو بناؤ ہی میں لگا
رہے تو دنیا کے کام کس طرح ہوں - اور اپنے
بیٹوں سے اور قبیلے سے اور گھر کے آدمیوں سے
اور چاکروں سے ایسی طرح رہ کہ مہربانی اور دہشت
دونوں ہی رہیں - مہربانی تو اس واسطے کہ دشمن نہ
ہوں اور دل لگا کر خدمت کریں اور دہشت اس
واسطے کہ بے حکمی نہ کریں - اور چاکروں کے
ساتھہ ہنسی کی بات اور مزاخ نہ کرے کہ اِس میں

آدمی سبک ہوتا ہے اور ضبط اٹھہ جاتا ہے - اور
دوست اور دشمن سے بھونہہ مت چڑھاؤ کہ بھونہہ
چڑھاونے میں دوستی میں کمی ہوتی ہے اور دشمن زیادہ
مدعی ہوتا ہے - بلکہ چاہیئے کہ دشمن سے بہت ملائم
رہ - ملائمی میں ایک تو یہ کہ یا تو اُس کی دشمنی
کم ہوجائے اور جو دشمنی کم نہ ہوئے تو زیادہ بھی
الف۱۴۵ نہ ہوئے - اور دوسریں یہ کہ ملائمت سے البتہ ہی |
کہ اس کی خبرداری میں اور تدبیر میں کمی پڑ جائے -
اور اس کے غافل ہونے میں اپنا داؤ اچھی طرح
اُس پر چل سکے - لیکن زبان کوں اپنے اختیار میں
رکھے کہ ایسی بات کسو کے حضور نہ نکل جائے
کہ وہ سنے تو چونک جائے - اور اپنے اوپر سختی
کا اور محنت کا استعمال رکھے کہ کسی وقت میں جو
مشکل آپڑے تو سہل ہو جائے - اور جو بات کہ ہاتھہ
سے جاتی رہے یا مصلحت چُوک جائے تو اس کے افسوس
ہی میں نہ رہے بلکہ ایسی تدبیر کرے کہ اس کا بدلہ

ہوئے - لیکن آگے کوں ایسی احتیاط کرے کہ پھیر
غفلت اور چُوک نہ ہو - اور اپنے بِساتے کسی کا
احسان اپنے سر نہ لے کہ جب تائیں اُس سے زیادہ
بدلہ نہ ہوئے تب تائیں سر نیچا ہی رہے - اور وقت
سختی کے چاہیئے کہ دل اپنے کوں قوی رکھے اور
ہَردَھراوے مت کہ ہمت باندھے سے اور تدبیر گئے سے
مشکل آسان ہوتا ہے - اور لڑائی کے بیچ میں اپنے
تائیں حریف سے کم مت جان بلکہ اپنے تائیں غالب جان
کہ اس کی چوٹ کرنے سے پہلیں آپ چوٹ کر - اور جو
بات کہ کہا چاہیئے سو پہلیں اپنے دل میں اُسے سمجھ لے
تب پچھیں مُنھ سے نکال - | تو کدھی چو کے نہیں اور پشیمان ب ۱۴۰
نہ ہو - اور جو کوئی سیاناں آپ سے اور بڑا آپ سے ، بھول
کے کچھ بات چُوک جائے تو چاہئے کہ ٹوکے نہیں اور
اَن سُنی کر جائے تو بے ادبی نہ ہوئے - اور دشمن کے
تائیں جھوٹھا نہ جان کہ جب اُس کا قابو پڑے تب وہ
بڑی بلائے ہے ، پھیر بچاؤ اس سے مشکل ہے - اور

جس جگہ میں گھر خاوند نہ ہو یا جگہ اوپری ہوئے
یا مجلس مدعیون کی ہوئے تہاں مت بیٹھہ کہ اس میں
بدنامی ہے اور ضرر بھی ہے۔ اور ہر ایک سے سلوک
موافق مزاج اُس کے کے اور موافق وقت کے، کر۔
یہ مت کہا کرے کہ آگون یہ کم تھا، کہ دنیا میں
یونہیں چلی آئی ہے۔ اور سلوک نہ کرنے میں نا حق
دشمنی حاصل ہوتی ہے۔ اور متاع اپنی کون ایک جگہ
مت رکھہ کہ شاید ایک جگہ آفت آوے تو اور جگہ
بچ جائے۔ اور فسادی کہ اپنے فساد سے باز آیا
ہوئے تس سے پھیر نہ چھیڑ۔ کیا جانے کیا فساد
کرے کہ تس سے پھیر بچاؤ مشکل ہوئے۔ اور فساد
کی یا لڑائی کی یا اپنی بدنامی کی جو بات کسی سبب
سے ٹھنڈی پڑ گئی ہوئے تو پھر اُسے تازی نہ کرے کہ
الف۱۴۱ اِس میں نقصان | بڑا ہے۔ اور خلوت کی جگہ میں
ہر ایک کے تائیں رخصت آونے کی مت دے کہ تا
بھید کی بات کا ہر ایک کوئی شریک نہ ہو۔ اور

بھکھاریوں کوں اپنے پاس تے رکھہ دے لیکن مصاحب
مت کر کہ بے آدمی کم ہمت ہوتے ہیں، کیوں کہ
صحبت کا اثر آدمی کوں بہت ہوتا ہے۔ اور ہمت
اور بخشش اور سپاہگری اور استقلال اور بھید کا
رکھناں اور محنت کا کرناں وغیرہ سب باتیں داخل ہیں۔
اور اوپری آدمی سے یکبارگی ہی مت ہل مل جائے،
کیا جانے دل میں وہ کیسا ہے۔ اور رات کے وقت
اور اکیلا مت چلے کہ اس میں خطر زیادہ ہے۔
اور جو بات نہ دیکھی ہوئے اس میں دلیری نہ کر اور
کرے تو پھیر غافل مت ہوئے۔ چارو طرف اس
کی گھٹی بڑھی پر نظر کریں رہ۔ اسی طرح پانی میں
اور موذی اور فسادی آدمی کی بھل مانسی پر اعتقاد
مت کر کہ اس میں دغا ہے۔ اور لونڈی اور غلام
کے اوپر اعتماد مت کر اور ان سے وفاداری کی توقع
مت رکھہ اور ان سے بھید مت کہہ۔ اور ضامن
کسی کا مت ہو کہ آزردگی بھی ہوتی ہے اور پشیمانی

بھی لیاوتی ہے۔ اور اپنی تعریف کوئی کرے تو اس
ب۱۱۱ سے مغرور نہ ہوجے بلکہ اپنے تائیں / آپ دیکھئے
کہ جو ان نے جھوٹھہ تعریف کی ہے تو اپنے تائیں
تعریف کے لائق بنائیے اور جو ان نے سچ تعریف
کی ہے تو اس بات کوں آپ میں زیادہ بنائیے ،
تو لوگ زیادہ تعریف کریں ، کیوں کہ اچھی بات جیتی
زیادہ ہو تی ہی بھلی ہے۔ اور جو کوئی اپنے تائیں
نانو دھرے تو بھی اپنے تائیں دیکھئے کہ وہ سچ ہے یا
جھوٹھہ ہے۔ اگر سچ ہے وس عیب کوں آپ میں سے دور
کر ، اور جو جھوٹ ہے تو وس کا کچھہ اعتبار نہیں۔
اور جس کسو سے کہ اپنی احتیاج ہو تس کے تائیں
ایک آدہ بات سے اپناں بھی محتاج رکھئے کہ وہ آزردہ
نہ رہے۔ لیکن اس طرح محتاج نہ رکھئے کہ وہ خوش
نہ رہے۔ اگر چاہے کہ سب باتوں میں ہنر مند ہو
تو ہر ایک کی شاگردی کر۔ نقل ہے کہ ایک حکیم
کوں پوچھا کہ تیرے تائیں ایتا علم کہاں سے ہوا

حکیم نے جواب دیا کہ میں نے ہر ایک سے سیکھنے
کی اور اس کے شاگرد ہونے کی شرم نہ کی ، بلکہ
اِس بات کی شرم کی کہ اِس کے تائیں آوتا ہے اور
میرے تائیں نہیں آوتا ہے۔ کیوں کہ سیکھنے میں تو
ایک ہی آدمی سے تھوڑی سی بار کی شرمندگی ہوتی ہے
اور اَن جاننے میں سارے | عالم سے ساری عمر شرمندگی الف۱۴۲
ہوتی ہے۔ اور جو کوئی سو باتوں سے خدمت بادشاہوں
کی کرے تو مراد اس کی خوب طرح حاصل ہوئے۔
پہلیں تو بوجھ کہ غصے کوں دور کرے اور حلم اختیار
کرے۔ دوسریں، دنیا کی لذت کی باتیں ہیں سو کم کرے
اور خدمت بادشاہوں کی کے تائیں سب لذتوں سے زیادہ
جانے۔ تیسریں طمع کوں کہ سب بلائیں اس سے
اٹھتی ہیں، آپ میں سے دور کرے۔ چوتھیں یہ کہ سب
کاموں میں سچ اختیار کرے۔ پانچویں، جو کچھ حادثہ
آن پڑے تو گھبراوے نہیں۔ چھٹویں، بغیر مرضی
بادشاہ کے کچھ کام نہ کرے۔ ساتویں، کاموں کی باتیں

بنا کر اچھی طرح عرض کرے۔ آٹھویں، جس کام میں صلاحِ دولت جانے اسے دل لگا کر شروع کرے۔ نویں جو کوئی بات ایسی آن پڑے کہ بادشاہ کون اس کا کرنا مناسب نہ ہو، تو چاہیئے ایسی طرح عرض کرے کہ بادشاہ کوں زبون نہ لگے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ سیانوں کوں چاہیئے کہ تین باتیں اختیار نہ کریں: صحبت بادشاہوں کی، اور زہر کا کھانا، اور نادانوں سے بھید

ب۱۴۲ کہنا۔ | کہ صحبت بادشاہوں کی ایسی ہے کہ جیسے سوداگری جہاز کی، کہ اگر کنارے لگے تو نفع بھی بہت ہو اور جو کسی بھنور میں آجائے تو جان، مال دونوں جائے۔ خدمت کرنا بادشاہوں کا ایسا ہے جیسا باگھ کے پڑوس رہنا یا جس گھر میں سانپ ہوئے تہاں رہنا کہ ٹک غافل ہوئے تو مارا[1] پڑے۔

(نصیحت نامہ تمام ہوا)

---

(۱) مارا پڑنا: مارا جانا (پلیٹس)

ضمیمہ

(متن کے حل طلب الفاظ کی تشریح)

صفحہ ۱۷۵ سطر ۲ اقسام پلاؤ :-

نرگسی پلاؤ :- جس میں گوشت کے علاوہ بیضہ مرغ کا بھی استعمال ہوتا ہے اور انڈوں کی زردی کے پیش نظر اس کا یہ نام پڑا ہے -

حبشی پلاؤ :- جس پلاؤ میں کشمش، بادام، وغیرہ بھون کر چاولوں کے اوپر جما دے جاتے ہیں -

انبہ پلاؤ :- انبہ خام، پستہ، بادام، اور کشمش اس پلاؤ میں ڈالے جاتے ہیں - مختلف پھلوں کے دیگر مشہور پلاؤ یہ ہیں - نارنگی پلاؤ، آنولہ پلاؤ، انبلی (املی) پلاؤ، انناس پلاؤ -

کندن پلاؤ :- اس پلاؤ میں ابلا ہوا نصف بیضہ مرغ گوشت کے کوفتہ میں رکھ دیا جاتا ہے اور پلاؤ پر جما دیا جاتا ہے-

سبز پلاؤ :- اس پلاؤ میں ساگ (عام طور پر سویا ساگ) کی تہ اوپر جمادی جاتی ہے - ساگ کی نسبت سے اسے سبز پلاؤ کہا جاتا ہے -

مغز قلم پلاؤ :- اس پلاؤ میں ہڈیوں (نلیوں) کا گودا نکال کر چاولوں پر جمادیا جاتا ہے - اس نسبت سے اسے مغز قلم پلاؤ کہا جاتا ہے -

مثمن پلاؤ :- اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں - ایک تو یہ کہ اس میں آٹھ قسم کے مصالح استعمال کئے جاتے تھے - لیکن دوسری روایت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے یعنی جس قاب میں یہ نکالا جاتا تھا وہ ہشت پہلو ہوا کرتی تھی، اور اسی کی نسبت سے اسے مثمن پلاؤ کہا جاتا تھا -

صفحہ ۱۷۵ سطر ۲

زیر بریان :- ایک مشہور کھانا جو مختلف اجزا مثلاً پنیر مچھلی یا گوشت سے تیار کیا جاتا ہے اسکی مشہور اقسام زیر بریان پنیر، زیر بریان نور محلی، زیر بریان رومی، زیر بریان ماہی وغیرہ ہیں[1]

صفحہ ۱۷۶ سطر ۱

گولر :- گولر کباب جو ابلے اور پسے ہوئے گوشتہ کے اندر پودینہ ادرک، پنیر بھر کر پکاتے ہیں اور جن کی شکل گولر کی طرح گول ہوتی ہے -

---

(۱) بیشتر اقسام پلاؤ اور زیر بریان کی تفصیلات کا ماخذ نسخہ شاہجہانی، مرتبہ سید فضل اللہ، مدراس ۱۹۵۲ء ہے -

صفحہ ۱۷۶ سطر ۳

نان بھی :- بیڑھی روٹی - دال بھری وہ روٹی جس کے اندر پیٹھی بھر کر پکاتے ہیں - اسے " بری روٹی " بھی کہتے ہیں -

نچلاوہ :- دیگ میں گوشت کی وہ تہ جو سب سے نیچے ہوتی ہے اور جہاں کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے -

پربادہ: پوری یا پھولی ہوئی روٹی -

---: o :---

صفحہ ۱۶۷ سطر ۸

بانس بینڈنیاں (بیڑھنیاں) :- گانے والیوں کا ایک فرقہ جیسے کبوتری، کنجری، ڈومنی وغیرہ - نیز گانے بجانے والی ایک ذات بھی -

صفحہ ۱۶۸ سطر ۳

امرت کنڈلا: سر منڈل کی طرح کا ایک باجا جسکی شکل کنڈلی مارے ہوئے سانپ کی طرح ہوتی ہے -

نیہ ترنگ :- ایک باجا جس کا نام غالباً "نیہ" (نیہ اسی سے مشتق ہے) راگ کی نسبت سے پڑا ہے - نیہ راگ، ہنڈول راگ کا بیٹا مانا جاتا ہے -

ص ۱۹۹ سطر ۱۲

عدسقا :- ادقچہ کا عوامی تلفظ - یہ لفظ ترکی مذکر ہے - پلنگ کی وہ پرتکلف چادر جس کے حاشیہ پر کار چوبی یا کلابتونی کام بنا ہوتا ہے، اور جس کا کڑھا ہوا حاشیہ آدھ آدھ گز کے قریب لٹکتا رہتا ہے -

ع سراسر ادقچے زری باف کے (میر حسن)

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٤٧	١٣	پھیکنی تو	پھکیتی ھے تو
٧٢	١٥	نوبہار نامہ	نوبہار بانو نامہ
٧٥	فٹ نوٹ	گیہوں	گہی
١٣٨	٩	ار	اور
١٤٤	٥	کہنسے سے	کنہی نے
١٤٥	٨	چلا چلا آوتا	چلا آوتا
١٤٦	٩	بہت سے ھت کی	بہت سی ھت کی
١٤٧	٤	تب تو کچھ	تب بہی تو کچھ
١٥٥	١٢-١٣	"ٹھاٹھ کرتی ھے و سامان کرتی ھے"	ٹھاٹھ کرتی ھے اور جہاں آرائے گلرخ و دلبر کے بیاہ کا ٹھاٹھ و سامان کرتی ھے"
١٦٣	٥	کوئی تخت	کوتل تخت
١٦٤	١٢	آیشہ	آیشوں
١٧٤	٣	زیادہ ھے	بہی زیادہ ھے
١٧٤	٤	"کرسی پہ بیٹھتے ھیں"	"کرسی پہ اور، اور بادشاہ تختوں پہ بیٹھتے ھیں،،
١٧٥	٦	کئی طرح کی	کئی طرح کے
١٧٩	١٢	یہ ھی بات	یہ بہی بات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۸		«کیا کہا تھا» کے بعد اس فقرہ کا اضافہ کرلیجئے: ''نہ اُس کے تائیں خبر رہتی ہے کہ میں کیا کہا تھا''
۱۸۳	۱۰	ہوتے ہیں	ہوتی ہیں
۱۸۳	۱۱	کرتے ہیں	کرتی ہیں
۱۸۳	۱۲	کرتے ہیں	کرتی ہیں
۱۸۹	۳	بیٹھتے ہیں	پیٹھتے ہیں
۱۸۹	۱۱	ہیرے کے	ہیرئبی کے
۱۸۹	۱۲	ہیرے کے	ہیرئبی کے
۱۹۰	۲	درنجف کے	درنجف ھی کے
۱۹۰	۱۵-۱۶	'' سیکڑوں اڑتے پھرتے ہیں''	سیکڑوں چاند ہیں کہ اڑتے پھرتے ہیں''۔
۱۹۲	فٹ نوٹ	راکھ کا تن	را کھ کا برتن
۱۹٤	۱	گرک ہے	گزک دھری ہے
۱۹۵	۷	دالان	دالانوں
۱۹٦	۳	بجاوتی	بجاوتی ہے
۱۹٦	۳	و پرن	تو پرن
۱۹۸	۱۲-۱۳	انگ کہلا	انگ نام کہلایا
۱۹۹	۱۲	ہیروں کی	ہیروں کی ٹوپیاں
۱۹۹	۱٤		« کسی ہوئی ہے» کے بعد یہ فقرہ اضافہ کیجئے: ''اور پھولوں ۰۰۰۲۰۰۰ ھی لا کر بچھاتے ہیں''
۲۰۱	۷	کان	بال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	٦	جانو کہ ر	کہ جانور
۲۰۲	۱۳	ساتھ رووتیں	ساتھ سو روتیں
۲۰۳	۱۳	۲۰۰۰...	دودھ
٦۰٦	۱	اب بکھ	اب وہ بکھ
۲۰٦	۱	سکھ بلر	سکھ کے بلر
۲۰۷	۷	سپنے میں آ کر	سپنے میں جو آ کر
۲۰۸	۱٤-۱۵	پوچھو ' دیکھو	پوچھ ، دیکھ
۲۱۲	٦	پکڑ	پکڑا
۲۱٦	۵	جو	جد
۲۳۱	۱۰	اس کے چین	اس کے نائیں چین
۲۳۲	۲-۳	آدھائی فوج	آدھائی ککی فوج
۲۳۳	۸	گو لے نائیں	گو لے کے نائیں
۲۳۷	۲	ھاتھی دائیں	ھاتھی کے دائیں
۲۳۷	٤	«پانچ پانچ ہزار سوار» کے بعد یہ فقرہ اضافہ کیجئے «خاص جلوکا ، اور پانچ پانچ ہزار سوار»	
۲۳۷	۱۳	«سوار بھالہ بند ہیں» کے بعد اضافہ کیجئے : «پچیس ہزار سوار بر چھے بند ہیں»	
۲٤۱	٤	جد	جو
۲٤۲	۱۱	سن کر عمل	سن کر اور عمل
۲٤۳	۱٦	نہیں	(زائد ہے)
۲٤٤	٤	والا جانے	والا ہی جانے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۰	۱۵	بادشاهوں که	بادشاهوں کوں که
۲۵۳	۲	اور اور بیر کیا هے	اور بیر لیا هے
۲۵۷	۵	خراب میں	خراب هیں
۲۵۹	۱۵	کری	کرے
۲۶۰	٤	رعیت کے	رعیت کی
۲۶۲	۱	یہی	ابھی
۲۶۵	۳	۰۰۰۱۰۰۰	پانچویں
۲۶۵	۱۱	انهوں	تنهوں
۲۶۷	٤	اس کی بدی	اس کے بڑے
۲۶۹	۱٤	دہ	دہ
۲۷۰	۷	جد	جو
۲۷۳	٤	قابو	قائم
۲۷۳	۷	که	سو
۲۷۵	۲	کتنا	کیا
۲۷۷	۱	جاتا	جو تا
۲۷۷	۱	خاك هیں	خاك کے هیں
۲۸۱	۱٦	سپاهی تس	سپاهی هو تس
۲۸۳	۹	باهر	ظاهر
۲۸۳	۹	اور کسی	اور ، اور کسی
۳۸۳	۱۱	۰۱۰۰۰۰	بساتے
۲۸۹	۱۱	گنهگار	گنهگاروں
۲۹۱	۱۳	بنانے	بناونے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۱	۲	پچھے	پچھلے
۳۰۴	۱۳	ھلاے	ھلاوے
۳۱۸	۷	مصلحت	مصلحت کرنے کی
۳۳۱	۵	تیسویں	تیئسویں
۳۳۵	۲	مانے	جانے
۳۳۵	۳	جانے	مانے
۳۳۷	٦	چوبداروں میں	چوبداروں میں اور
۳۳۷	۷	مشعلچیوں میں	اور مشعلچیوں میں
۳۳۷	۸	محلہ	محلی
۳۳۸	۹	جس	جن
۳۳۹	۱٦	کم کرنے	کم ھوتے
۳٦۲	٤	«بلکہ ایسی جگہ» کے بعد اضافہ کیجیے: "بیٹھ سو لوگ اسے اوپر بٹھلاویں - ویسی جگہ	
۳٦٤	۱۵	ناتوانی	ناقوتی
۳٦٦	۱۱	جہاں	جان
۳۷۰	۷	ھی	ھے
۳۷۱	۸	اس کی	اس کے
۳۷۱	۱۵	جھوٹھا	چھوٹا
۳۷٤	۷	تی	تیی
۳۷٤	۹	ھے روس	ھے توروس
۳۷۵	۷	سوباتوں	نوباتوں